قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک

اُن تین لکچروں کے مجموعہ کا اُردو ترجمہ جو ہندوستانی
اکیڈیمی کی سرپرستی میں تاریخ ۱۳ و ۱۴ ستمبر
سنہ ۱۹۲۸ع کو

بہ زبان ہندی

رائے بہادر مہامہوپادھیائے گوری شنکر ہیرا چند اوجھا
نے دئیے

مترجمہ

منشی پریم چند

الہ آباد
ہندوستانی اکیڈیمی، یو ۔ پی ۔
۱۹۳۱ ع

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.
Allahabad.

FIRST EDITION
Price,

Printed by Dildar Ali
at the HINDUSTAN PRESS,
3, Prayag Street, Allahabad.

فہرست مضامین

پہلی تقریر

صفحہ

مذہب اور معاشرت

صفحہ

صفحہ

دوسری تقریر

صفحہ

تیسری تقریر

صفحہ

فہرست نقشہ جات

تمہید

ممالک متحدہ کی سرکار نے ہندی اور اُردو زبانوں کی ترقی کے لئے ہندوستانی ایکاڈیمی قایم کرکے قابل تعریف کام کیا ہے - اس ایکاڈیمی نے مجھکو سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع یعنی راجپوت عہد کی تہذیب پر تین خطبے پیش کرنے کی، دعوت دے کر میری عزت‌افزائی کی ہے - اس کے لئے میں اس انجمن کا ممنون ہوں - یہہ ۶۰۰ سال کا زمانہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت ممتاز درجہ رکھتا ہے -

اس عہد میں ہندوستان نے مذہبی ' مجلسی اور سیاسی ' ہر ایک اعتبار سے نمایاں ترقی کی تھی - مذہبی اعتبار سے تو اس دور کے ہندوستان کی حالت واقعی حیرت‌انگیز تھی - بودھہ ' جین ' ہندو ' اور ان مذاہب کے صدھا فرقے سب اپنے اپنے دائرہ میں شاہراہ ترقی پر گامزن تھے - کتنے ہی فرقے معدوم ہو گئے ' کتنوں ہی کا ظہور ہوا - اسی طرح کئی فلسفیانہ فرقوں کا بھی آغاز اور عروج ہوا - ان مختلف مذاہب کی کشمکش ' ترقی ' یا زوال کی داستان نہایت دلچسپ اور عجیب ہے - اِسی زمانہ میں شنکراچاریہ جیسے متبحر عالم پیدا ہوے جنھوں نے فلسفہ کی دنیا

میں انقلاب کر دیا ـ اُن کے علاوہ رامانج اور مادھواچاریہ وغیرہ مذہبی پیشوا بھی اسی زمانہ میں پیدا ہوئے ـ

یونانیوں ، چھتریوں اور کشنوں کی سلطنت ختم ہونے کے بعد گپت خاندان بھی عروج سے گزر کر زوال کی طرف جا رہا تھا ـ ہندوستان میں مختلف خاندان اپنی مقبوضات کا دائرہ وسیع کرتے جاتے تھے ـ دکھن میں سولنکی راجاؤں کا خاص اقتدار تھا ، شمال میں بیس (ہرش) پال ، سین وغیرہ خاندان ترقی کرتے جاتے تھے ـ مسلمان بھی سندھ میں آ چکے تھے اور گیارھویں بارھویں صدی میں تو مسلمانوں کے قدم جم چکے تھے اور کئی صوبوں پر اُن کا اقتدار ہو چکا تھا ـ اس طرح مختلف خاندانوں کے عروج یا زوال وغیرہ سیاسی تغیرات نے بھی اس دور کو بہت اہم بنا دیا ہے ـ

ان معرکۃ الارا سیاسی اور مذہبی تغیرات کے باعث اس زمانہ کی مجلسی حالت میں اہم تبدیلیاں ہوئیں ـ اس زمانہ کے طرز خیال ، اور ریت رواج میں بھی کم اہم تبدیلیاں نہیں ہوئیں ـ مجلسی نظام بھی کچھہ تبدیل ہو گئے ـ اور صرف مجلسی حالت نہیں ، اس زمانہ کی سیاسیات پر اس کا معتدبہ اثر پڑا ـ اس

زمانہ کے نظام حکومت اور شاہی اداروں میں بھی کچھہ تبدیلیاں نمودار ہوئیں -

زراعت ، تجارت اور حرفت تینوں ہی کی گرم بازاری تھی - اس لئے مالی اعتبار سے بھی یہہ دور بہت ممتاز ہے - یوروپ اور ایشیا کے دیگر ممالک سے ہندوستان کی تجارت بہت بڑھی ہوئی تھی - ہندوستان محض زراعتی ملک نہ تھا ، مصنوعات میں بھی اس کی نمایاں حیثیت تھی - پارچہ بافی کے علاوہ سونا ، لوہا ، کانچ ، ہاتھی دانت ، وغیرہ کی مصنوعات بھی بہت ترقی پر تھیں - اس لئے ہندوستان اب سے زیادہ دولت مند اور صاحب ثروت تھا - کھانے پینے کی چیزیں ارزاں تھیں اس سے لوگ آسودہ اور خوشحال تھے -

ذہنی مرکز نگاہ سے بھی وہ ترقی کا دور تھا - مثنویوں ، ناٹکوں ، افسانوں ، وغیرہ ادبی تصانیف کے علاوہ نجوم ، ریاضیات ، طب اور صنعت و حرفت کے اعتبار سے وہ ایک یادگار زمانہ تھا - ایسے اہم اور مہتم بالشان موضوع پر تفصیل سے رائے زنی کرنے کے لئے کافی عرقریزی اور کاوش اور مطالعہ کی ضرورت ہے - لیکن اس کام کو بہ حسن اسلوب انجام دینے کی قابلیت مجھہ میں نہیں ہے - میری منشا تھی کہ یہہ بار زیادہ لائق آدمی کے سر رکھا جاتا - مجھے افسوس ہے کہ ضعف صحت کے

باعث میں اس کام کے لئے خاطر خواہ وقت اور مہلت
نہ صرف کر سکا —

اس موضوع کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ھے — پہلے باب یا تقریر میں اس زمانہ کے مذھبوں ' بودھ ' جین ' اور ھندو کے مختلف شاخوں اور فرقوں کے عروج اور زوال ' اور نیز اس زمانہ کی مجلسی حالات ' رسم غلامی ' طور طریق ' آداب و اخلاق ' اور نظام ورن آشرم پر روشنی ڈالی گئی ھے —

دوسری تقریر میں ھندوستانی ادبیات ' یعنی لغات ' صرف و نحو ' فلسفہ ' ریاضیات ' نجوم ' طب ' سیاسیات ' مالیات ' صنعت و حرفت ' موسیقی ' فن تصویر ' وغیرہ مضامین کی معاصرانہ حالات پر غور کیا گیا ھے — تیسرے حصہ میں اُس زمانہ کے نظام حکومت ' دیہی پنچائتوں کی ترتیب اور اُن کے اختیارات ' نظام حرب ' اور آئین انصاف' وغیرہ مضامین پر روشنی ڈالتے ھوئے اُس طولانی زمانہ کے واقعات کا مجمل ذکر کیا گیا ھے اور نیز اُس دور کی مالی حالت ' زراعت ' تجارت ' حرفت ' تجارتی راستے ' مالی فارغ البالی وغیرہ پر بھی رائے زنی کی گئی ھے — متذکرہ بالا مباحث میں ھر ایک اتنا اھم اور وسیع ھے کہ اُس پر علاحدہ تصنیف کی ضرورت ھے — صرف تین خطبوں میں اتنے مباحث کا

اجتماع محض اجمالی صورت میں ہی ہو سکتا ہے -

اُس دور کی تہذیب کو قلمبند کرنے کے لئے جو مسالہ دستیاب ہوتا ہے وہ بہت قلیل ہے - خالص تاریخی تصانیف جن میں معاصرانہ تہذیب کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہو انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں - ممکن ہے اس مبحث پر متعدد تصانیف لکھی گئی ہوں اور حوادث روزگار نے اُنہیں تلف کر دیا ہو - تاہم اس دور کے متعلق مختلف کتابوں سے مدد مل سکتی ہے - انہیں کتابوں کا ہم یہاں مختصر ذکر کرتے ہیں -

سب سے پہلے قدیم چینی سیاح ہون‌سانگ اور اِتسنگ کے سفرناموں سے اُس زمانہ کی مذہبی ' تمدنی ' سیاسی اور مالی حالت کا بہت کچھ اندازہ ہو جاتا ہے - چینی سیاحوں کے علاوہ عرب سیاح المسعودی اور البیرونی کے سفرنامے بھی نہایت قابل قدر تصانیف ہیں - اُس زمانہ کے سنسکرت ' پراکرت ' یا دراوڑ بھاشا کی شاعرانہ تصانیف ' ناٹکوں اور افسانوں وغیرہ سے بھی اس زمانہ کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں - قدیم سکوں کتبوں اور تامب پتروں سے بھی کم مدد نہیں ملتی - یاگیہ‌ولکیہ ' ہاریت ' وشنو وغیرہ کی سمرتیوں اور وگیانیشور کی لکھی ہوئی یاگیہ ولکیہ سمرتی کی تفسیر متاکشرا سے

اس زمانہ کی کل امور پر بہت خاصی روشنی پڑتی ہے -

اس قدیم مسالہ کے علاوہ جدید مضمون کی کتابوں سے بھی کافی مدد لی گئی ہے - ان میں سے رمیش چندر دت کی تصنیف "اے ہسٹری آف سویلزیشن اِن ایشنٹ انڈیا" (قدیم ہندوستانی تہذیب کی تاریخ)، سر رام کرشن بھنڈارکر کی تصنیف "ویشنوازم، شیوازم اینڈ ادر مائنر رلیجنز اینڈ تھیوریز آف دی ہاندوز" (ویشنو اور شیو فرقے اور ہندؤوں کے ضمنی مذاہب اور خیالات)، ونے کمار سرکار کی تصنیف "دی پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز" (ہندؤوں کے سیاسی نظام اور مطلبے)، رادھا کرشن مکرجی کی تصنیف "ہرش"، کے ایم پنی کار کی تصنیف "شری ہرش آف قنوج" سی وی وید کی کتاب "ہسٹری آف میڈیول انڈیا" (ہندوستانی قرون وسطی کی تاریخ)، میکڈانل کی تصنیف "انڈیاز پاسٹ" (ہندوستان ماضی)، نریندرو ناتھہ لا کی تصنیف "اسٹڈیز اِن انڈین ہسٹری اینڈ کلچر" (ہندوستانی تاریخ اور تہذیب کا مطالعہ)، ہربلاس ساردا کی تصنیف "ہندو سوپیریارٹی" (ہندؤوں کی فضیلت)، جان گریفتھہ کی کتاب "دی پینٹنگز آف ایجنٹا" (ایجنٹا کی تصاویر)، لیڈی ہیرنگھم کی تصنیف "ایجنٹا فریسکوز"

این سی مہتا کی "اسٹڈیز ان انڈین پینٹنگ"، "امپیریل گزٹیر آف انڈیا" پروفیسر میکڈانل اور کیتھہ کی تصنیف "ویدک انڈکس" اور آفریکٹ کی کتاب "کیٹالوگس کیٹا لوگرم" ایپٹ، کی "ہسٹری آف انڈیا" میری تصنیف "بھارتیہ پراچین لپی مالا" (ہندوستان کا قدیم رسم الخط)، "سولنکیوں کی قدیم تاریخ" "راجپوتانہ کی تاریخ"، "ناگری پرچارنی پترکا" اور "انڈین انٹیکویری" "ایپی گرافیا انڈیکا" وغیرہ رسالے خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

ہندوستانی ایکاڈیمی کا ایک بار پھر شکریہ ادا کر کے میں اب دور معینہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں -

پہلی تقریر

مذہب اور معاشرت

(۱) بودھہ مذہب

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۲۰۰ ع تک ہندوستان میں تین خاص مذاہب مروج تھے : ویدک ' بودھہ اور جین – ساتویں صدی کے آغاز میں اگرچہ بودھہ مذہب کا زوال ہو رہا تھا تاہم اس کا اثر بہت کچھہ باقی تھا جیسا کہ ہیون سانگ کے سفرنامہ سے ظاہر ہے – اس لئے ہم بودھہ مذہب کی تشریح پہلے کرتے ہیں –

بودھہ دھرم کا آغاز اور اشاعت

ہندوستان کا قدیم مذہب ویدک تھا جس میں یگیہ وغیرہ ممتاز تھے اور بڑے بڑے یگیوں میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی تھیں – گوشت خوری کا رواج بھی کثرت سے تھا – جینیوں اور بودھوں کے اہنسا کے اصول پہلے ھی موجود تھے مگر لوگوں پر ان کا خاص اثر نہ تھا – شاکیہ بنسی راج کمار گوتم بدھہ نے بودھہ دھرم کی تبلیغ اور اشاعت کا بیڑا اُٹھایا اور ان کی تلقین سے عوام بھی بودھہ دھرم کی جانب مائل ہونے لگے جن میں کتنے ھی راجے ' برھمن ' ویش اور راج خاندان کے لوگ تھے – روز بروز اس دھرم کو فروغ ہونے لگا اور موریہ خاندان

کے مہاراجہ اشوک نے اسے راج دھرم بنا کر اپنے احکام سے یگیوں میں جانوروں کی قربانی بند کردی (۱) – اشوک کی کوشش سے بودھہ دھرم کی اشاعت محض هندوستان تک محدود نہ رهی ' بلکہ هندوستان کے باهر لنکا اور شمال مغرب کے ملکوں میں اس کا زور اور بھی بڑھ گیا – بعد ازاں بودھہ سادھوؤں (بھکشوؤں) کے مذهبی جوش کی بدولت وہ رفتہ رفتہ تبت ' چین ' منچوریا ' منگولیا ' جاپان ' کوریا ' سیام ' برما اور سائبیریا کے گرغس اور کلموک تک پھیل گیا –

بودھہ دھرم کے عقائد

یہاں بودھہ دھرم کے اصول اور عقائد کی مجمل تشریح بے موقع نہ هوگی – بودھہ دھرم کے مطابق زندگی مایۂ غم ہے ' زندگی اور اس کی مسرتوں کی تمنا اسباب غم – اسی تمنا ' اسی هوس کو فنا کر دینے سے غم کا ازالہ هو جاتا ہے اور پاکیزہ زندگی ان آلائشوں سے پاک هو جاتی ہے –

مہاتما بدھہ کے قول کے مطابق بودھہ دھرم وسطی راستہ ہے ' یعنی نہ تو عیش و عشرت میں محو رهنا چاهئے اور نہ فاقہ کشی ' شب بیداری اور دشوار عملیات سے روح کو ایذا پہونچانی چاهئے – ان دونوں کے بیچ میں رهنا هی لازم ہے – خیرالامور اوسطہا – دنیا اور اس کی سبھی چیزیں فانی

(۱) اشوک کے کتبے – اس کا پہلا کتبہ –

اور غم انگیز ہیں - جملہ تکالیف کا باعث جہالت ہے - ضبط نفس ہی کے ذریعہ روح کا نشو ہو سکتا ہے - حرص و ہوس اور جملہ خواہشات کو ترک کر دینے ہی سے تکالیف کا خاتمہ ہوتا ہے - اسی ترک خواہشات ہی کا نام نروان ہے - یہہ نروان زندگی میں بھی حاصل ہو سکتا ہے - انسان پانچ ارکان کا بنا ہوا ایک خاص قسم کا مجموعہ ہے جس میں طبیعات کا درجہ اولیٰ ہے - اپنی زبان میں اسی کو روح کہہ سکتے ہیں - یہی پانچ اسکندھوں کا مجموعہ اپنے فعلوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے - اسی کو تناسخ کہتے ہیں - خاص خاص عملوں سے ان ارکان کا اپنے حقیقی عنصر میں مضمر ہو جانا ہی مہانروان ہے -

بودھہ دھرم کی سب سے بڑی خصوصیت ' اہنسا پرم دھرم ' کا اصول ہے - کسی طرح کی ہنسا کرنا گناہ عظیم ہے - لیکن کچھہ زمانہ کے بعد ہندوستان کے باہر کے بودھوں نے اس خاص اصول کو نظرانداز کرنا شروع کر دیا - اخلاق ' ضبط اور سخاوت ہی اولیٰ قربانی ہے - بودھہ دھرم کی دوسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ خدا سے منکر ہے - عبادت الٰہی کے بغیر بھی اس کے مطابق مکتی یا نروان حاصل کیا جا سکتا ہے - تیسری خصوصیت یہہ ہے کہ وہ ہندو دھرم کی سب سے ممتاز صفت برن آشرم دھرم کو نہیں تسلیم کرتا - اس کی نگاہ میں سبھی انسان ' چاہے براہمن ہوں یا شودر ' یکساں طور پر اونچے سے اونچا رتبہ حاصل کر سکتے ہیں - انسان

کا اعتبار جنم سے نہیں، کرم سے کیا جانا چاہئے – بودھوں کے تین رتن بدھ، سنگھ اور دھرم مانے جاتے تھے –

بودھ دھرم کا زوال

کئی راجاؤں کی حمایت پاکر یہ مذہب خوب پھیلا مگر مختلف اوقات میں بودھ بھکشوؤں میں اختلاف رائے ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں کئی فرقے پیدا ہو گئے – ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے بودھ بھکشوؤں میں مشاورت کے جلسے بھی ہوتے رہے لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اختلافات بھی بڑھتے گئے – چینی سیاح اِتسنگ کے زمانہ میں بودھ دھرم میں اٹھارہ فرقے ہو چکے تھے، بعد کو راجاؤں کی حمایت و حفاظت سے محروم ہو جانے کے باعث بودھ دھرم میں بڑی تیزی سے انحطاط شروع ہوا اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے فروغ پانے لگا کیونکہ اُسے فرمانرواؤں کی حمایت حاصل ہو گئی تھی –

بودھ دھرم پر ہندو دھرم کا اثر اور مہایان فرقے کی ابتدا

ترقی‌پذیر ہندو دھرم کا اثر بودھ دھرم پر بہت پڑا – بہت سے بودھ بھکشوؤں نے ہندو دھرم کی کئی خصوصتیں قبول کر لیں – اس کا نتیجہ "مہایان مت" کی صورت میں کشن خاندان کے راجہ کنشک کے زمانہ میں ظاہر ہوا – اصلی یا ابتدائی بودھ دھرم کا مشرب ترک اور ضبط نفس تھا –

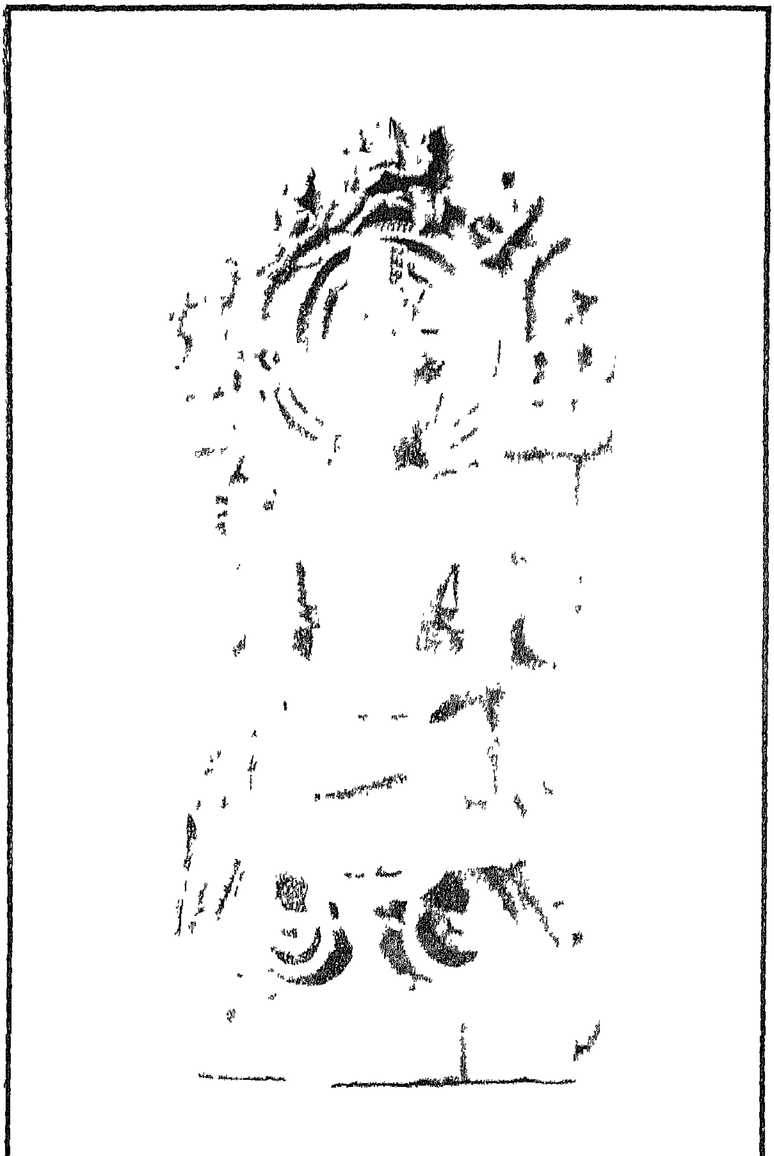
اس کے مطابق گیان اور چار آریہ صداقتوں کے عمل سے نروان حاصل کیا جا سکتا ھے - بودھہ دھرم میں ایشور کی ھستی نہیں مانی گئی تھی اس لئے بدھہ کے دوران حیات میں بھکتی کے ذریعہ حصول نجات کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی - مہاتما بدھہ کے بعد بودھہ بھکشوؤں نے دیکھا کہ سبھی گرھستا تو سنیاس نہیں لے سکتے اور نہ خشک اور خدا سے ملکر سنیاس ان کی سمجھہ میں آسکتا ھے اس لئے انھوں نے بھگتی مارگ کا سہارا لیا - مہاتما بدھہ کو معبود مان کر ان کی عبادت کی تعلیم دی جانے لگی اور مورتیاں بننے لگیں پھر ۲۴ ماضی، ۲۴ حال، اور ۲۴ مستقبل کے بدھوں کی تخلیق کی گئی - اتناھی نہیں، بودھی ستووں اور بیشمار دیویوں کو بھی وجود میں لایا گیا اور سبھی کی مورتیں بننے لگیں - بودھہ بھکشوؤں نے متاھل زندگی بسر کرتے ھوے بھی بھکتی کے ذریعہ "نروان" کا حاصل کرنا ممکن قرار دے دیا - اس بھکتی مارگ — مہایان — پر ھندو دھرم اور بھگوت گیتا کا بہت اثر پڑا - اس کی کچھہ مثالیں نیچے دی جاتی ھیں :-

(۱) "ھین یان" کی کتابیں پالی میں اور مہایان کی سنسکرت میں ھیں -

(۲) مہایان فرقے میں بھکتی مارگ اولیٰ مانا گیا ھے -

(۳) هین یان فرقے میں بدهه معبود کی طرح پوجے نہیں جاتے تھے لیکن " مہایان " فرقے والوں نے بدهه کو معبود بناکر ان کی پرستش شروع کر دی -

بھارت یا هندوستان میں اس مہایان فرقے کی خوب اشاعت هوئی - انتہا هی نہیں ' بودهه فلسفه پر هندو فلسفه کا اثر بهی پڑا - زوال کی طرف جاتا هوا بودهه دهرم هندو دهرم پر گہرا اثر ڈالے بغیر نه رها - هندؤوں نے بدهه کو وشنو کا نواں اوتار مان کر بودهه عوام کی نظروں میں مقبولیت حاصل کی - دونوں مذهبوں میں اس قدر یک رنگی پیدا هو گئی که بودهه اور هندو روایتوں میں تمیز کرنی مشکل هوئی - اس کا لازمی نتیجه یه هوا که لوگ بودهه دهرم کو چھوڑ کر هندو دهرم کا دامن پکڑنے لگے جس میں سبهی طرح کی آزادیاں تهیں - بودهه دهرم کا اهنسا کا اصول اگرچه دلفریب تها ' پر قابل عمل نه تها - راجاؤں کو جنگ کرنا هی پڑتی تهی - عوام بهی گوشت ترک کرنا پسند نه کرتے تهے - هندو دهرم میں یهه قیدیں نه تهیں اور پهر جب بدهه کو وشنو کا اوتار مان لیا گیا تو بہت سے بدهه کے معتقدوں کا رجحان بهی هندو دهرم کی جانب هو گیا - نہایت قدیم زمانه سے جو قوم ایشور کو تسلیم کرتی آئی تهی اس کے لئے بہت عرصه تک ذات باری کے وجود سے منکر رهنا مشکل تها - اسی طرح بودهوں کا ویدوں پر اعتقاد نه رکھنا هندؤوں کو بہت کھٹکتا تها - کمارل



(۱) هندؤوں کا نرسمه اوتار

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]

صفحه ۲

بہت اور کئی دیگر بودھ علما نے ان دونوں اصولوں کی زوروں سے مخالفت شروع کی – ان کی یہ تحریک بہت طاقتور تھی اور اس کا اثر بھی جامع ہوا – کمارل کے بعد شنکراچارج کے ظہور نے اس تحریک میں اور بھی قوت پیدا کر دی – "شنکر دگ بجے" (۱) میں کمارل کی زبان سے شنکر کی شان میں ایک اشلوک کہلایا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: "ویدوں سے منحرف بودھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آپ نے اوتار لیا ہے، اسے میں مانتا ہوں" –

اسی طرح دیگر برہمن علما نے بھی ہندو دھرم کی تبلیغ میں بہت کوشش کی – ایک تو ہندو دھرم شاہی دھرم ہو گیا اس سے بودھ دھرم میں زوال آیا ہے – دوسرے خود بودھ دھرم میں نقائص پیدا ہو گئے اور روز بروز نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے – فروعات میں بھی اختلاف پیدا ہوتے جاتے تھے، اس کے علاوہ بودھ بھکشوؤں کی نمود و نمائش کی کثرت ہو جانے کے باعث عوام کا اعتقاد ان پر سے اٹھ گیا – اب بودھ بھکشو ویسے متقی اور اصول پسند نہ تھے – ان میں بھی حکومت، اور ثروت کی ہوس پیدا ہو گئی تھی – وہ مٹھوں اور بہاروں میں شان وشوکت سے رہنے لگے تھے، عوام کے درد و غم میں شریک ہونا انہوں نے ترک کر دیا تھا – ان وجوہ نے بودھ دھرم پر مہلک اثر ڈالا، حکومت کی اعانت پاکر بودھ دھرم جس سرعت سے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اس کا زوال شروع ہوا –

---

(۱) سنسکرت کی تصنیف ہے جس میں شنکراچارج کے سوانح بیان کئے گئے ہیں –

بودھ دھرم کے انحطاط کے تاریخی واقعات

موریہ خاندان کے آخری راجہ برہدرتھ کی وفات کے ساتھ ہی بودھ دھرم کا انحطاط شروع ہو چکا تھا ــ برہدرتھ کو قتل کر کے اس کا سپہ سالار پشیہ مترو جو شنگ خاندان سے تعلق رکھتا تھا موریہ سلطنت کا مالک بن بیٹھا ــ اس نے پھر ویدک دھرم کی اعانت میں دو اشو میدھ یگیہ کئے ــ غالباً اس نے بودھوں پر سختیاں بھی کیں ــ بودھ تصانیف میں اس کا ذکر موجود ہے ــ فی الواقع یہیں سے بودھ دھرم کا زوال شروع ہوتا ہے ــ اسی زمانہ میں راجپوتانے کے راجہ پاراشری پتر نے اشومیدھ یگیہ کیا ــ علیٰ ہذا دکھن میں آندھر خاندان کے وید شری شات کرنی کے زمانہ میں اشومیدھ، راجسویہ وغیرہ یگیہ کئے گئے ــ گپت خاندان کے راجہ سمدر گپت اور واکاٹک خاندان والوں کے زمانہ میں بھی اشو میدھ وغیرہ کئی یگیہ ہوئے ــ اس کا ذکر ان کے زمانہ کے کتبوں اور لوحوں میں موجود ہے ــ اس طرح موریہ سلطنت کے خاتمہ سے ویدک دھرم کے عروج کے ساتھ ساتھ بودھ دھرم کا زوال ہونے لگا پھر بتدریج اس کا زوال ہوتا ہی گیا ــ ہیونسانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ یعنی ساتویں صدی کے پہلے نصف میں ویدک دھرم کے پیروؤں کی تعداد بڑھنے اور بودھوں کی گھٹنے لگی تھی ــ بان بھٹ نے لکھا ہے کہ تھانیشور کے ویش خاندان کے راجہ پربھاکروردھن کے بڑے بیٹے راج وردھن نے باپ کی وفات کے بعد شاہی تزک و احتشام

کو چھوڑ کر بودھہ بھکشو ہو جانے کی خواهش کی تھی اور اس کے چھوٹے بھائی ہرش وردھن کے دل میں بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا ، مگر کئی وجوہ سے یہہ ارادے عمل کی صورت میں نہ آئے - ہرش کو بودھہ دھرم سے بہت عقیدت تھی - ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں صدی میں اگرچہ شاہی خاندان کے لوگ هندو دھرم کے پیرو تھے پر بودھہ دھرم کا احترام بھی ان کے دل میں کافی تھا - بکرمی سمبت ۷۴۷ (عیسوی سنہ ۶۹۰) کے شیرگڈھہ (ریاست کوٹہ) کے ایک کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ ناگ بنس کے راجہ دیودت نے کوش وردھن پہاڑ کے پورب میں ایک بودھہ مندر بنوایا تھا ؛ جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ بودھہ دھرم کا پیرو تھا - عیسوی کی بارھویں صدی کے اواخر تک مگدھہ اور بنگال کے سوا هندوستان کے تقریباً جملہ صوبجات میں بودھہ دھرم فنا ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ویدک دھرم نے لے لی تھی -

جین دھرم

جین دھرم کا آغاز اور اس زمانہ کا هندو دھرم

جین دھرم بھی بودھہ دھرم سے کچھہ پہلے هندوستان میں نمودار ہوا - اس کے بانی مہابیر کا نروان گوتم بدھہ کے قبل ہی ہو چکا تھا - اس زمانہ کے ویدک دھرم کے خاص عقائد یہہ تھے :-

(۱) ویدک علم الهی هے —

(۲) ویدک دیوتاؤں ' اندر ' برن وغیرہ کی کوشش —

(۳) یگیوں میں جانوروں کی قربانی —

(۴) چاروں برن یعنی برهمن ' کشتری ' ویش شودر کا نظام تمدن —

(۵) چاروں آشرم یعنی برهمچریه ' گرهست ' بان پرست ' اور سنیاس کی تنظیم —

(۶) روح اور ذات مطلق کا اصول —

(۷) تناسخ اور فلسفه کرم —

مہابیر اور بدهه دونوں هی بزرگوں نے پہلے پانچ عقائد کو باطل قرار دیا — مہابیر نے صرف دو آشرم یعنی بان پرست اور سنیاس تسلیم کئے — مگر بدهه نے صرف سنیاس آشرم هی پر زور دیا — مہابیر خدا کے وجود سے منکر تھے ' اور بدهه نے بھی اس مسئلہ پر زیادہ توجه نه کی — بودهه دهرم کے عروج اور زوال کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے ' اس لئے یہاں هم جین دهرم اور اس کی رفتار پر اجمالی نگاہ ڈالیں گے —

جینوں کے عقیدہ کے مطابق مہابیر چوبیسویں تیرتهنکر تھے — ان کے قبل ۲۳ تیرتهنکر پیدا هوچکے تھے — ممکن هے یہه روایت بودهوں کے ۲۴ بدهوں کی روایت پر مبنی هو ' یا بودهوں نے جینیوں سے لیا هو — مہابیر راجه سدهارتهه کے بیٹے تھے اور مقام ویشالی میں پیدا هوئے — انهوں نے

تیس سال کی عمر میں دیکشا لی اور بارہ سال تک فقیرانہ لباس میں رہ کر سخت نفس کشی اور ریاضت کی - اس کے بعد انھوں نے اپنے مذہب کی اشاعت شروع کی اور ۷۲ سال کی عمر میں وفات پائی -

جین دھرم کے خاص عقائد

جین دھرم کے پیرو ذی روح ' غیر ذی روح ' نجات ' عذاب ' ثواب ' ترک ' تزکیہ وغیرہ کے قائل ہیں - روح غیرفانی اور قدیم ہے - آتما ہی کرم کرتی ہے اور اس کا پھل بھوگتی ہے - مٹی ' پانی ' آگ ' ہوا ' اور نباتات یہہ سب ذی روح ہیں - زمانہ ' عادت ' تعین ' فعل اور حرکت یہہ وجود کے اسباب ہیں - انھیں پانچ علتوں سے مادہ آپس میں ملتا ہے ' اسی سے دنیا کی تخلیق ہوتی ہے ' اور انھیں سے فعلوں کے نتیجے مانتے ہیں - روح کے ساتھہ فعل کا تعلق رہنے کے باعث اُسے بار بار عالم شہود میں آنا پڑتا ہے - روح کی نجات علم اطوار اور فلسفہ کے ذریعہ ہوتی ہے - یہہ تینوں اسباب جین دھرم کے رتن ہیں - نجات کا واحد ذریعہ علم ہے - جسم سے نکلنے کے بعد روح چوسٹھہ ہزار یوجن لمبی چٹان پرفضا میں مقیم ہوکر اپنے گیان میں ظاہر و باطن کو دیکھتی ہوئی غیر فانی مسرت کا لطف اُٹھاتی ہے - جین لوگ ایشور کو دنیا کا خالق نہیں مانتے ' ان کے عقائد میں یہہ عالم قدیم اور غیر محدود ہے ' ان کے یہاں بھی سیلاب عظیم آتا ہے اور دنیا کی تجدید ہوتی ہے - اس وقت

ایک پہاڑ پر ہر ایک جنس کے ایک ایک جوڑی زندہ رہ جاتے ہیں - انہیں سے پھر دنیا آباد ہوتی ہے - حواس خمسہ اور فعل کے حدود سے باہر، ازلی، آزاد مطلق، غیر مجسم، پاک، مبدء مسرت، روح ہی حقیقتی مختار ہے، اس سے جدا کوئی ایشور نہیں - روح کی حقیقت سے باخبر شخص ہی الوہیت کا درجہ پاتا ہے - خیال، قول اور فعل کی پاکیزگی کے ساتھ پانچ مہابرت (اہنسا، راستی، برہمچریہ، دیانت اور ضبط نفس) اور عفو، انکسار، قناعت، ایثار، ضبط، طہارت، حق اور توکل کو عمل میں لانے والا انسان مرشد ہوتا ہے - رحم اور اہنسا جینیوں کے خاص دھرم ہیں، وہ ویدوں کو نہیں مانتے - روزہ، برت، اور تپسیا یہہ جینیوں میں بہت اہم سمجھے جاتے ہیں - کئی دیویوں اور دیوتاؤں کی بھی پرستش ہوتی ہے - کئی سادھوؤں کے فاقہ کشی سے مرجانے کی روایتیں بھی پائی جاتی ہیں (۱) -

بدھ اور جین دھرم کا فرق

بودھ اور جین دھرم میں اتنی یکسانیت ہے کہ اکثر مغربی علما کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مخرج ایک ہی ہے اور بدھ مہابیر کے شاگرد تھے، پیچھے سے دونوں دھرم جدا ہو گئے - مگر واقعتاً یہہ خیال غلط ہے - دونوں دھرم علحدہ ہیں، ہاں یہہ ممکن ہے کہ بدھ نے جین دھرم کے کچھ

---

(۱) ماخذ از آوٹ لائنس آف جینزم مصنفہ جگ مندرلال جینی، ص ۷ - ۶۶ -

عقائد اپنے دھرم میں شامل کر لئے ہوں، کیونکہ گھر سے نکلنے کے بعد وہ عرصہ تک تپسیا کرنے والے سادھوؤں کے ساتھ تپسیا کر رہے تھے، ممکن ہے یہہ سادھو جین ہوں اور ان کی صحبت اور تعلیم کا اثر بدھہ پر پڑا ہو ـ

جین دھرم کے فرقے

بودھہ دھرم کی طرح جین دھرم کے دو خاص فرقے ہیں: (۱) دگمبر (۲) سویتامبر دگمبر سادھو برھنہ رھتے ہیں ـ سویتامبر ـ سفید یا زرد کپڑے پہنتے ہیں ـ ان دونوں فرقوں کے عقائد میں زیادہ اختلاف نہیں ہے ـ دگمبر لوگ عورتوں کی نجات کے قائل نہیں، سویتامبر قائل ہیں ـ دگمبر تیرتھنکروں کی پوجا تو کرتے ہیں پر سویتامبروں کی طرح پھول، دھوپ اور زیورات سے نہیں ـ ان کا قول ہے تیرتھنکر علائق سے آزاد تھے، اور اس طرح ان کی پرستش کرنا بمنزلہ گناہ ہے ـ یہہ تقسیم کب ہوئی اس کے متعلق تحقیق کچھہ نہیں کہا جاسکتا ـ

جین دھرم کیوں مقبول نہیں ہوا ؟

جین دھرم کی ابتدا بودھہ سے پہلے ہوئی پر اس کی اشاعت اتنی زیادہ نہ ہوئی ـ اس کے کئی وجوہ ہیں ـ بودھہ دھرم کے اصول آغاز میں ہی پراکرت زبان میں لکھے گئے پر جین دھرم کے اصول بہت عرصہ تک سینہ بہ سینہ محفوظ رہے ـ ایسا مانا جاتا ہے کہ پانچویں سنہ عیسوی میں دیوردھی گن چھماشرمن

نے ولبھی کے مذھبی جلسہ میں انھیں قلمبند کرایا -
بودھ بھکشوؤں کی زندگی جین سادھوؤں کی زندگی سے
زیادہ سادہ سہل اور آزاد تھی ۔ اس سے بھی لوگوں کا میلان
بودھ دھرم کی طرف زیادہ ھوتا تھا - اس کے علاوہ جین دھرم
کو وہ شاھی حمایت نہ ملی جو اشوک اور کنشک وغیرہ
راجاؤں نے بودھ دھرم کی کی ' صرف کلنگ کے راجہ کھارویل
نے جو سنہ عیسوی کی دوسری صدی کے قریب ہوا تھا
جین دھرم کو قبول کر کے اس کی کچھہ اعانت کی تھی '
انھیں وجوہ سے جین دھرم کی ترقی نہ ہو سکی (۱) -

جین دھرم کا عروج اور زوال

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ھیں اس وقت جین دھرم کا رواج
آندھر ' تامل ' کرناٹک ' راجپوتانہ ' گجرات ' مالوہ اور بہار اور
اُڑیسہ کے کچھہ اضلاع میں تھا - جین دھرم نے دکھن ھی میں
زیادہ فروغ پایا - وھاں جین لوگ سنسکرت زبان کے الفاظ بہت
استعمال کرتے تھے ' جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ دکھن کی تامل
وغیرہ زبانوں میں سنسکرت کے کتنے ھی لفظ شامل ہو گئے -
جینیوں نے وھاں مدرسے بھی کھولے ' آج بھی وھاں بچوں کو
حروف تہجی سکھاتے وقت پہلا کلمہ "اوم نمہ سدھم" پڑھایا
جاتا ھے جو جینیوں کا طریقہ سلام ھے - دکھن میں کئی
راجاؤں نے جین دھرم کے ساتھہ رفاقت کی - تامل میں

---

(۱) ھسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ - ج ۲ ' ص ۴۰۵ و ۴۰۶ -

پانڈیہ اور چول راجاؤں نے جین گروؤں کو دان دئے اور ان کے لئے مدورا کے پاس متھ اور مندر بنوائے ـ رفتہ رفتہ جینیوں میں بھی مورتی پوجا کا زور بڑھا اور تیرتھنکروں کی مورتیں بنانے لگیں ـ زمانہ زیر بحث میں اس دھرم کا انحطاط شروع ہو گیا تھا مگر شیومت کے مبلغوں نے دکھن میں بھی جین دھرم کو آرام نہ لینے دیا ـ چول راجاؤں نے جو بعد کو شیو کے پیرو ہوگئے تھے جین دھرم کو وہاں سے نکالنے کے لئے بہت زور مارا ـ مدورا کے جین مندر میں ایک راجہ نے بہت سے شیو سادھوؤں کی مورتیں رکھوا دیں ـ کرناٹک میں پہلے چالوکیوں نے جین دھرم کی دستگیری کی تھی مگر زمانہ ما بعد میں ان راجاؤں کے ورثاء نے شیو دھرم قبول کرکے جین دھرم کو زک پہنچانے کی پر زور کوشش کی (سنہ ۱۰۰۰ - ۱۲۰۰ع) ـ جین مورتیں اُٹھاکر پورانک دیوتاؤں کی مورتیں رکھوا دی گئیں ـ تنگبھدرا سے پرے کے کرناٹک دیس میں گنگ خاندان کے راجہ جین تھے ـ گیارھویں صدی کے آغاز میں چول راجاؤں نے گنگ خاندان کے راجہ کو شکست دی ـ رفتہ رفتہ ہوئسل راجاؤں نے گنگ راج پر قبضہ کرلیا ـ ہوئسل کے راجے بھی پہلے جین تھے مگر رامانج نے ویشنومت کا پرچار کرکے انہیں ویشنو بنا لیا ـ اس طرح تمام دکھن میں جین دھرم کس مپرسی کی حالت میں آ گیا ـ رہی سہی کسر اُڑیسہ میں پوری ہو گئی جہاں شیومت کا خوب زور ہو رہا تھا، وہاں کے راجاؤں نے تو جینیوں پر مظالم بھی کئے جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ـ

جس زمانہ میں دکھن میں جین دھرم کی ہوا بگڑی ہوئی تھی مغربی اضلاع میں وہ سرسبز ہو رہا تھا - راجپوتانہ مالوہ گجرات میں اس کی بہت ترقی ہوئی، حالانکہ ان مملکتوں کے راجہ بھی شیو تھے - جین آچاریہ ہیمچندر ہی اس عروج کا باعث کہا جا سکتا ہے - ہیمچندر گجرات میں ایک سویتامبر ویش کے گھر سنہ ۱۰۸۴ع میں پیدا ہوا تھا - فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ انل واڑے کے جین دارالعلوم کا آچاریہ ہوا - وہ سنسکرت اور پراکرت کا جید عالم تھا - سنسکرت اور پراکرت کی کتابیں اس کی یادگار ہیں - گجرات کے راجہ جے سنگھہ اور کمارپال پر اس کا بہت زیادہ اثر تھا - کمارپال نے جین دھرم قبول کیا اور گجرات کاٹھیاوار کچھہ راجپوتانہ وغیرہ اضلاع میں اس کی خوب اشاعت کی - (۱)

ان صوبوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں اور کہیں جین دھرم نے قدم نہیں جمائے، پیچھے سے کہیں کہیں مارواڑی تاجروں نے جین دھرم قبول کر لیا ہے اور جین مندر بنوائیں ہیں مگر جینیوں کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے -

برھمن دھرم

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے ویدک دھرم رائج تھا - ایشور کی پرستش یگیہ کرنا اور چار برنوں کی تقسیم وغیرہ اس کے خاص رکن تھے - یگیہ میں جانوروں کی قربانیاں بھی ہوتی

---

(۱) ماخوذ از ہسٹری آف میڈیول انڈیا مصنفہ سی وی ویدیہ ج ۳، ص ۴۱۱ -



(۲) شیش ناگ پر سوئے ہوئے وشنو (نارائن)

[تریویندرم]

صفحہ ۱۷

تھیں - ایشور کی پرستش اس کے مختلف ناموں کے اعتبار سے مختلف صورتوں میں ہوتی تھی - تقریباً ہندوستان بھر میں یہی مذہب پھیلا ہوا تھا - بودھہ دھرم کے عروج کے زمانہ میں اس کا زور کچھہ کم ہو گیا تھا - جین دھرم نے بھی اسے زک پہونچائی مگر ان دونوں دھرموں کے زمانہ عروج میں بھی ہندو دھرم معدوم نہ ہوا تھا چاہے کمزور ہو گیا ہو - جوں ہی بودھہ دھرم کا اقتدار کچھہ کم ہوا، ہندو دھرم نے بڑی سریع رفتار سے ترقی کرنی شروع کی اور تھوڑے ہی دنوں میں ان دونوں دھرموں پر غالب آ گیا - پرانے پودھے میں کونپلیں نکلنے لگیں -

برہمن دھرم میں مورتی پوجا کا رواج

بودھہ دھرم سے ہندو دھرم کے معتقدوں نے بہت سی باتیں سیکھیں - مورتی پوجا کب سے شروع ہوئی یہہ نہیں کہا جا سکتا، مگر سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے متعلق دستیاب ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں سن کرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے - یہہ مورتی پوجا کی سب سے پرانی اور مستند شہادت ہے - اس سے ثابت ہے کہ یہہ رواج اس سے بہت قبل پڑ چکا تھا - ہندو دھرم کی جوں جوں ترقی ہونے لگی اس میں جدا جدا آچاریوں نے مذہبی فرقے بھی بنانے شروع کئے - سب سے پہلے ہم ویشنو فرقے کا کچھہ ذکر کرتے ہیں -

ویشنو فرقے کا آغاز

بھگود گیتا کے ورانت روپ کے تذکرہ کو پیش نظر رکھہ کر جادووں نے باسو دیو کی بھکتی کی اشاعت کے لئے ان کی پرستش جاری کی - جو بھاگوت یا ساتیہوت فرقے کے نام سے مشہور ہوئی - اس وقت لوگوں میں بڑے یگیوں اور مذہبی مراسم کی کثرت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی - اس لئے انھوں نے اس بھکتی کے سلسلہ کو بہت پسند کیا - بھکتی مارگ کے جاری ہو جانے کے بعد کچھہ زمانہ کے بعد وشنو کی مورتیں بھی بننے لگیں - اس کی تحقیق اب تک نہیں ہو سکی لیکن نگری کے اس کتبہ میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے شنکرشن اور باسو دیو کی پوجا کے لئے مندر بنانے کا ذکر ہے - اس سے پہلے کسی مورتی کا تذکرہ کتبوں میں نہیں ملتا - تاہم عیسوی سنہ کے قبل چوتھی صدی میں میگسنتھینز نے متھرا کے شورسینی جادووں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ہیرکلیس (ہری کرشن یا باسو دیو) کی پوجا کرتے تھے - پانزنی نے بھی اپنے سوتروں میں باسو دیو کے نام کا تذکرہ کیا ہے اور اس پر شرح لکھتے ہوے پتنجلی نے باسو دیو کو معبود کہا ہے - قیاس ہوتا ہے کہ پانزنی کے زمانہ میں (سنہ ۷۰۰ ق - م) بھی باسو دیو کی پوجا جاری ہو چکی تھی - اس لئے بھاگوت فرقہ یا مورتی پوجا اس سے بھی قدیم ہوگی - (۱)

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۸ - ۱۰ -

ویشنو دھرم کے اصول اور اس کی اشاعت

پہلے تو اس فرقے نے ویدک دھرم کی قربانیوں کو قائم رکھا لیکن ما بعد بودھ دھرم کے زیر اثر اس نے بھی اھنسا دھرم کو فائق مانا - اس فرقے کی خاص مذہبی کتاب "پنچ راتر سنھتا" ہے - یہہ لوگ پنچ گانہ مراسم پرستش کے پیرو تھے - مندروں میں جانا ' پوجا کے لوازم جمع کرنا - پوجا ' منتروں کا پڑھنا ' اور یوگ سے ایشور کا درشن ہونا مانتے تھے - پھر ویشنوؤں نے وشنو کے چوبیس اوتاروں کی صورت قائم کی یعنی برھما ' نارد ' نر ناراین ' کپل ' دتاتریہ ' یگیہ ' ریشبھہ دیو ' پرتھو ' متسیہ ' کورم ' دھنونتری موھنی ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' وید ویاس ' رام ' بلرام ' کرشن ' بدھہ ' کلکی ' ھنس اور ھے گریو - ان میں سے دس اوتار متسیہ ' کورم ' براہ ' نرسنگھہ ' وامن ' پرشورام ' رام ' کرشن ' بدھہ اور کلکی ' فائق تسلیم کئے گئے - بدھہ اور ریشبھہ کو ھندو اوتاروں میں شامل کرنے سے ظاھر ھے کہ بودھہ اور جین دھرم کا اثر ھندو دھرم پر پڑ گیا تھا - اور اس لئے ان کے بانیوں کو وشنو کے اوتاروں کے پہلو بہ پہلو جگہ دی گئی - ممکن ھے کہ چوبیس اوتاروں کی یہہ تخلیق بھی بودھوں کے چوبیس بدھہ اور جینیوں کے چوبیس تیرتھنکروں کی تقلید میں کی گئی ھو - وشنو کے مندر سنہ ۲۰۰ ق - م سے لیکر زمانہ زیر تنقید تک ھی نہیں ' اب تک برابر بن رھے ھیں - کتبوں ' تانبے کی منقوش تختیوں اور قدیم کتب میں وشنو پوجا کا ذکر ملتا ھے - دکھن میں بھاگوت فرقے کا آغاز نویں صدی کے قریب ھوا

اور اندھر کے آل وار راجے کرشن کے بھکت تھے - یہہ امر باعث حیرت ہے کہ باوجودیکہ رام وشنو کے اوتار تھے' پھر بھی دسویں صدی تک ان کے مندروں یا موورتوں کا کہیں پتہ نہیں چلتا اور کرشن کی طرح رام کی بھکتی قدیم زمانہ میں رہی ہو' یہہ امر حقیقت سے بعید ہے - زمانہ ما بعد میں رام کی پوجا ہونے لگی اور رام نومی وغیرہ تہوار منائے جانے لگے - (۱)

راماننج آچاریہ کا فرقہ وششٹادویت

شنکراچارج کے ادویت واد کی تعلیم سے بھکتی مارگ کو گہرا صدمہ پہونچا - جب آتما اور برھم ایک ہی ہوں تو بھکتی کی ضرورت ہی کہاں باقی رہی ؟ اس لئے راماننج نے بھکتی مارگ کی تقویت کے لئے ادویت واد پر اعتراضات کرنا شروع کئے - راماننج سنہ ۱۰۱۶ع میں پیدا ہوئے تھے - اس زمانہ کے چول راجہ نے جو شیو تھا راماننج کو ویشنو دھرم کا ایسا پرجوش حامی دیکھہ کر درپئے آزار ہوا' اس لئے راماننج وہاں سے بھاگ کر دوار سمدر کے جادووں کے پاس پہونچا اور وہاں اپنا کام شروع کیا' پھر میسور کے راجہ وشنو وردھن کو ویشنو بناکر وہ دکھن میں اپنے دھرم کی تعلیم دینے لگا - اس نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھکتی مارگ کے لئے

(۱) سر رام کرشن گوپال بھنڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس - ص ۳۹ - ۴۷ -

گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں کی ضرورت ہے - یگیہ ، برت ، تیرتھ جاترا ، دان وغیرہ سے نفس کی تہذیب ہوتی ہے - گیان یوگ بھکتی کی طرف لے جاتا ہے اور بھکتی سے ایشور کے درشن ہوتے ہیں - جیواتما اور جگت دونوں برھم سے جدا ہونے پر بھی فی‌الواقع جدا نہیں ہیں - اصولاً دونوں ایک ہی ہیں ، ہاں عملاً ایک دوسرے سے جدا اور خاص اوصاف سے متصف ہیں - اس دھرم کے فلسفیانہ اصولوں کی تنقید فلسفہ کے ضمن میں کیا جائے گا - رامانج کے اس دھرم کا پرچار دکھن میں زیادہ اور شمال میں کم ہوا (۱) -

مدھواچاریہ اور ان کا فرقہ

گیارھویں صدی اور اس کے بعد کے ویشنو آچاریوں کا خاص مقصد ادویت‌واد کو دور کرکے بھکتی مارگ کو تقویت دینا تھا - اگرچہ رامانج نے وششٹادویت واد چلاکر شنکر کے ادویت کو مٹا دینے کی کوشش کی پر کامیاب نہ ہوئے - وششٹادویت واد کی دلیلوں سے یہ حقیقت واضح نہ ہو سکی کہ عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہیں - اس لئے مدھواچاریہ کو اس سے تشفی نہ ہوئی - اس نے پرم آتما ، آتما ، اور پرکرتی ، تینوں کو جدا مان کر اپنے نام سے مدھو فرقہ چلایا - اس کے فلسفیانہ اصولوں کا تذکرہ آگے چل کر فلسفہ کے ذیل میں آئے گا - مدھواچاریہ کی پیدائش

---

(۱) سر رام‌کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۵۱ - ۵۷ -

سنه ۱۱۹۷ع میں هوئی - اس نے بهی ویدانت درشن اور اُپنشدوں کی تفسیر اپنے مقصد کے اعتبار سے کی - کسی مستند کتاب کا سہارا لئے بغیر کامیابی مشکل تهی ' اس لئے اس نے راماین کے هیرو رام اور سیتا کی پرستش پر زور دیا اور اپنے شاگرد نرهری تیرتهه کو جگن ناتهه پوری میں رام اور سیتا کی مورتیں لانے کو بهیجا - نرهر تیرتهه کے علاوه اس کے تین خاص شاگرد اور تهے : پدم نابهه تیرتهه ' مادهوتیرتهه ' اور اکشوبهیه تیرتهه - مدهو فرقے کے پیرو ویراگ ' ضبط ' توکل (اپنے کو ایشور کے قدموں پر نثار کردینا) ' خدمت مرشد ' مرشد سے تلقین ' پرماتما سے بهکتی ' بزرگوں سے عقیدت ' کمزوروں پر رحم ' یگیه ' سنسکار ' هر ایک کام کو ایشور سے منسوب کرنے اور پوجا وغیره کے ذریعه نجات کے قائل هیں - یہه لوگ پیشانی پر دو سفید لکیریں ڈال کر بیچ میں ایک سیاه خط کهینچتے هیں اور وسط میں سرخ نقطه لگاتے هیں - ان کے کپڑوں پر اکثر شنکهه ' چکر ' گدا ' وغیره کے نشانات بنے هوتے هیں - اس فرقے کی تعداد دکهنی کرناٹک میں زیاده هے - مدهواچاریه کے بعد بهی ویشنووں میں بلبهه وغیره فرقے قائم هوئے ' پر وه زمانه زیربحث سے بعد کے هیں -

وشنو کی مورتیں

وشنو کی مورتی پہلے چار هاتهوں والی هوتی تهی یا دو هاتهوں والی یہه تحقیق نہیں کہا جا سکتا کیونکه پانچویں



(۳) وشنو کی چودہ ہاتھ والی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۲



(۴) وشنو جي کي تڑي مورتي

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]　　　　صفحه ۲۲



(٥) شيو جيءَ جي ٽي مورتي

[گهارا پوري]

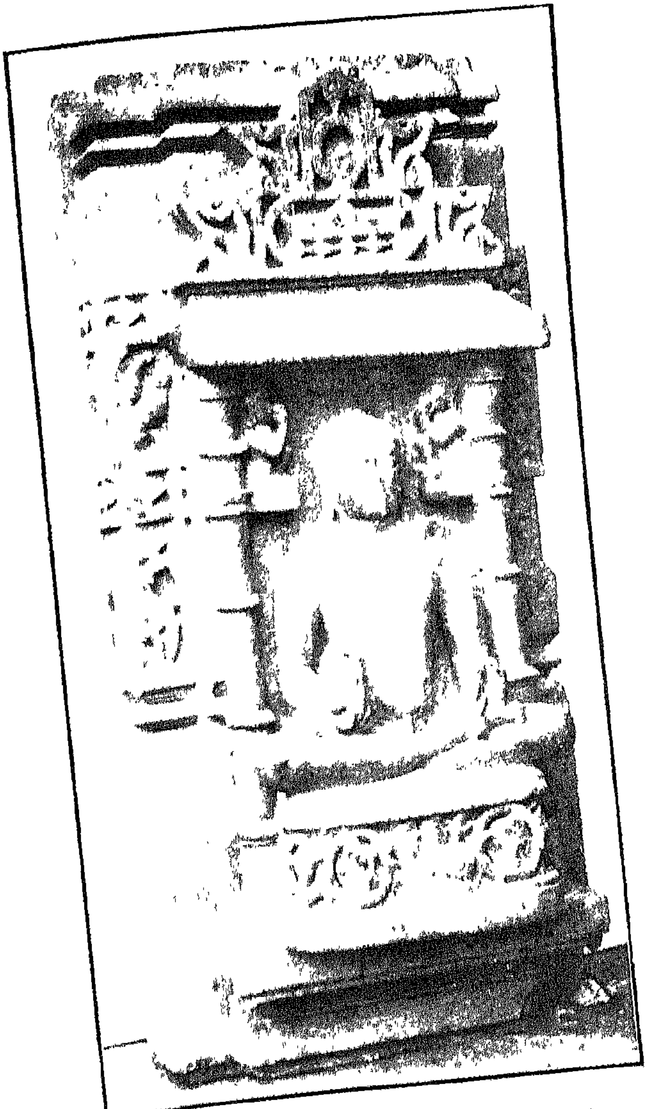
صفحه ٢٣

صدی سے قبل کی کوئی وشنو کی مورتی موجود نہیں ہے - بدھہ اور سورج کی سب مورتیں دو ہاتھوں والی ہیں - اور کدفسس کے ان سکوں پر جو پہلی صدی عیسوی کے ہیں ترسول دھاری شیو کی مورتی بنی ہوئی ہے - وہ بھی دو ہاتھوں والی ہی ہے - جیسے ہندوؤں نے بدھہ کی مورتی کو چتربھج (چار ہاتھوں والی) بنا دیا اسی طرح ممکن ہے وشنو اور شیو کی مورتوں کو بھی پیچھے سے چتربھج بنا دیا ہو - وشنو کی مورتوں میں نوعیت اور جدت پیدا کرنے کے لئے ۱۴ اور ۲۴ ہاتھوں والی مورتیں بھی بنائی گئیں اور ان ہاتھوں میں مختلف اسلحے بھی دے دئے گئے ایسی کچھہ مورتیں دستیاب ہوئی ہیں - وشنو کی تین منہہ والی مورتیں بھی ملی ہیں جن میں یا تو مکت کے ساتھہ وشنو کے تین منہہ بنائے گئے ہیں یا بیچ میں وشنو کا تاجدار سر ہے اور دونوں طرف براہ اور نرسنگھہ کی مورتیں بنی ہوئی ہیں - شاید یہہ مورتیں شیو کے تثلیث کی نقل ہوں -

شیو فرقہ

وشنو کی طرح شیو کی پوجا بھی شروع ہوئی اور ان کے معتقد شیو ہی کو خالق و رازق و مالک ماننے لگے - اس فرقہ کی کتابیں "آگم" کے نام سے مشہور ہوئیں - اس فرقہ کے لوگ شیو کی مختلف الشکل مورتیں بنانے اور پوجنے لگے - عموماً تو یہہ ایک چھوٹے سے گول ستون کی صورت

کی هوتی تھی ' یا اوپر کا حصہ گول بناکر چاروں طرف چار منھہ بنا دئے جاتے تھے - اوپر کے گول حصے سے برهمانڈ (کائنات) اور چاروں مونھوں میں سے پورب والے سے سورج ' پچھم والے سے وشنو ' اُتر والے سے برهما اور دکھن والے سے رودر مراد هوتے تھے - کچھہ مورتیں ایسی بھی ملی هیں جن کے چاروں طرف منھہ نہیں ' اِن چاروں دیوتاؤں کی مورتیں هی بنی هوئی هیں - ان مورتوں کو دیکھنے سے یہہ قیاس هوتا هے کہ ان کے بنانےوالوں کا منشا یہہ تھا کہ کونین کا خالق شیو هے اور چاروں طرف کے دیوتا اسی کے صفات کی مختلف صورتیں هیں - شیو کی عظیم‌الجثہ تری مورتی (تثلیث) بھی کہیں کہیں پائی گئی هے - اس کے چھہ هاتھہ ' تین منھہ اور بڑی بڑی جٹاؤں سے مزین تین سر هوتے هیں - ایک منھہ روتا هوا هوتا هے جو شیو کے رودر کہلانے کی دلیل هے - اس کے وسط کے دو هاتھوں میں ایک میں بجورا ' اور دوسرے میں مالا ' داهنی طرف کے دو هاتھوں میں سے ایک میں سانپ اور دوسرے میں پیالہ ' بائیں طرف کے دو هاتھوں میں سے ایک میں پتلی سی چھڑی اور دوسرے میں ڈھال یا آئینہ کی شکل کی کوئی گول چیز هوتی هے - تثلیث چبوترے کے اوپر دیوار سے ملی هوتی هے اور اس میں صرف جسم کا بالائی حصہ هوتا هے - اس کے مقابل زمین پر اکثر شیو لنگ هوتا هے - ایسی تری مورتیاں بمبئی سے چھہ میل دور ایلیفنٹا ' چتوڑ کے قلعے ' سروهی راج وغیرہ کئی مقامات میں دیکھنے میں آئی هیں جن میں سب سے پرانی ایلیفنٹا



(۶) لکولیش (لکوتیش) کی مورت
[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۲۵

والی ھے - شیو کے رقص کرنے کی مورتیں بھی دھات یا پتھر کی کئی جگہ ملی ھیں -

شیو فرقہ کی مختلف شاخیں اور ان کے اصول

شیو فرقہ عام طور سے پاشوپت فرقہ کہلاتا تھا بعد ازاں اس میں لکولیش فرقہ کا اضافہ ھوا ' جس کے آغاز کے متعلق سنہ ۹۷۱ ع کے ایک کتبے میں یہہ روایت لکھی ھے کہ پہلے بھڑوچ میں وشنو نے بھریگو منی کو شاپ دیا ' بھریگو منی نے شیو کی پرستش کرکے انھیں خوش کیا - شیو ھاتھہ میں ایک ڈنڈا لئے ھوئے نمودار ھوئے - لکت ڈنڈے کو کہتے ھیں ' اسی لئے وہ لکوتیش (لکولیش یا نکولیش) کہلایا اور جس جگہ وہ اوتار ھوا وہ کایا وتار (ریاست بڑودا میں کاروان) کہلایا اور وہ مقام لکوتیش فرقہ کا متبرک مقام سمجھا گیا - لکولیش کی کئی مورتیں راجپوتانہ ' گجرات ' کاتھیاواڑ ' دکھن (میسور تک) بنگال اور اڑیسہ میں پائی جاتی ھیں ' جس سے ثابت ھوتا ھے کہ یہہ فرقہ سارے بھارت میں پھیل چکا تھا - اس مورتی کے سر پر اکثر جین مورتیوں کی طرح لمبے بال ھوتے ھیں ' ھاتھہ دو ھوتے ھیں ' دائیں ھاتھہ میں بیجورا اور بائیں ھاتھہ میں ڈنڈا ھوتا ھے - اس کی نشست پدماسن ھوتی ھے -

لکولیش کے چاروں شاگردوں کوشک ' گرگ ' متر اور کورش کے نام لنگ‌پران میں ملتے ھیں (۱۴ - ۱۳۱) جن کے نام سے شیوؤں کے چار ضمنی فرقے نکلے - آج لکولیش فرقہ کے پیروؤں کا کہیں نشان بھی نہیں ' یہاں‌تک کہ لوگ

لکولیش کے نام سے بھی مانوس نہیں - شیو فرقہ کے لوگ مہادیو کو عالم کا خالق ، رزاق اور ہلاک کرنے والا سمجھتے ہیں - یوگ ابھیاس اور راکھہ ملنے کو وہ لوگ ضروری سمجھتے ہیں اور موکش (نجات) کے قائل ہیں - اس فرقہ کی پرستش کے چھہ ارکان ہیں: ہنسنا ، گانا ، ناچنا ، بیل کی طرح باں باں کرنا ، زمین‌دوز ہوکر نمسکار کرنا اور جپ کرنا - اسی طرح کی اور بھی کتنی ہی رسمیں یہہ لوگ ادا کرتے ہیں - شیو فرقہ‌والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگتا ہے - جیو قدیم ہے ، جب وہ مایا کے پھندے سے چھوٹ جاتا ہے تو وہ بھی شیو ہو جاتا ہے پر مہاشیو کی طرح مختار کل نہیں ہوتا - یہہ لوگ جپ اور یوگ سادھن وغیرہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں - شیووں کے دو دیگر فرقوں کے نام کاپالک اور کالامکھ ہیں - یہہ لوگ شیو کے بھیرو اور ردر روپ کی پوجا کرتے ہیں - ان میں کوئی خاص فرق نہیں ہے - ان کے چھہ نشانات ہیں - مالا ، زیور ، کنڈل ، رتن ، راکھہ اور جنیو - ان کا عقیدہ ہے کہ ان سادھووں کے ذریعہ انسان موکش حاصل کرتا ہے - اس فرقے کے لوگ آدمی کی کھوپڑی میں کھاتے ہیں - شمشان کی راکھہ جسم پر ملتے اور اُسے کھاتے بھی ہیں ، ایک ڈنڈا اور شراب کا پیالہ اپنے پاس رکھتے ہیں - ان باتوں کو وہ لوگ دنیا اور عقبیٰ ، دونوں ہی مقاصد پورے کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں - شنکر دگ‌بجے میں مادھو نے ایک کاپالک سے ملنے کا ذکر کیا ہے - بان نے ہرش‌چرت میں

بھی ایک خوفناک کاپالک سادھو کا حال لکھا ھے - بھوبھوتی نے اپنے ناٹک مالتی مادھو میں ایک کپال کنڈلا نامی عورت کا ذکر کیا ھے جو کھوپڑیوں کی مالا پہنے ھوے تھی - ان دونوں فرقوں کے سادھوؤں کی زندگی نہایت خوفناک اور قابل نفرت ھوتی تھی - اس فرقہ میں صرف سادھو ھی ھوتے تھے عوام نہیں - اب تو ایسے سادھو بھی شاذ ھی پائے جاتے ھوں -

کشمیر میں بھی شیو دھرم کا پرچار تھا ، مگر اپنے خالص صورت میں وسو گپت نے اس فرقہ کی خاص کتاب اسپند شاستر لکھا جس کی تفسیر اس کے تلمیذ کلت نے کی - کلت اونتی ورما (سنہ ۸۵۴ ع) کا معاصر تھا - اس تفسیر کا نام "اسپندر کارکا" ھے - ان کا خاص عقیدہ یہہ تھا کہ پرماتما انسانوں کے کرم پھل کا محتاج نہیں ، بلکہ اپنی مرضی سے بغیر مادے کی مدد کے دنیا کو پیدا کرتا ھے -

کشمیر میں سومانند نے دسویں صدی میں شیو فرقے کی ایک جدید شاخ قائم کی - اس نے "شیو درشتی" نام کی ایک کتاب بھی لکھی - مگر اس میں اور اصل شیو دھرم میں زیادہ فرق نہیں ھے -

جس زمانہ میں ویشنو دھرم اھنسا کی تلقین کرتا ھوا اپنی نئی صورت میں آندھر اور تامل میں اور شیو فرقے کی مخالفت میں مشرقی اضلاع میں پھیل رھا تھا ، اُسی زمانہ میں کرناٹک میں ایک نئے شیو فرقے کا ظہور ھوا - کناری بھاشا کے "بسو پران" سے ظاھر ھوتا ھے کہ کلچوری راجہ

بجل کے زمانہ میں (عیسوی بارھویں صدی) بسو نام کے برھمن نے جین دھرم کو مٹانے کے ارادہ سے "لنگایت" مت چلایا - اس کے اوصاف دیکھہ کر بجل نے اُسے اپنا مشیر بنا لیا - اور جنگموں (لنگایت فرقے کے دھرم اُپدیشکوں) پر زر کثیر خرچ کرنے لگا - ڈاکٹر فلیٹ کی رائے ہے کہ اس فرقہ کا بانی ایکانت نام کا کوئی شخص تھا - بسو تو صرف اس کا اُپدیشک تھا - یہہ لوگ جینیوں کے دشمن تھے اور ان کی مورتیں پھکوا دیتے تھے - اس فرقہ میں بھی اھنسا کو فوقیت کا درجہ دیا گیا تھا - اس میں ہندو معاشرت کے خاص رکن تفریق برن کو شامل نہیں کیا گیا تھا اور نہ سنیاس یا تپ کو ھی فضیلت دی گئی تھی - بسو کا قول تھا کہ ھر فرد کو چاھے وہ سادھو ھی کیوں نہو' اپنی محنت سے کسب معاش کرنا چاھئے - بھیک مانگنا اس نے معیوب قرار دیا - اخلاق و اطوار پر بھی اس نے بودھوں یا جینیوں سے کم توجہ نہیں کی - بھکتی اس فرقہ کی نمایاں بات تھی - لنگ کی علامت اس فرقہ کا خاص نشان ہے - اس فرقہ کے لوگ اپنے گلے میں شیو لنگ لٹکائے رھتے ھیں' جو چاندی کی ڈبیا میں رھتا ھے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ شیو نے اپنی روح کو لنگ اور جسم دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا - وششٹادویت سے یہہ فرقہ کچھہ کچھہ ملتا ھے - مگر ویدک مت سے اکثر امور میں مختلف ہے - جنیو سنسکار کی جگہ وھاں دیکشاسنسکار ھوتا ہے - گایتری منتر کی جگہ وہ

لوگ "اوم نمہ شیوایہ" کہتے اور جنیو کی جگہ گلے میں شیو لنگ لٹکاتے ہیں - (۱)

دکھن میں شیو فرقہ کی پرچار

تامل صوبہ میں سیو فرقہ نے بہت زور پکڑا - یہاں لوگ جینیوں اور بودھوں کے دشمن تھے - ان کی مذہبی تصانیف کے گیارہ مجموعے ہیں جو مختلف اوقات پر لکھی گئیں - سب سے معزز مصنف "تیرونان سمبندھہ" تھا جس کی مورتی تامل دیس میں شیو کے مندروں میں پوجا کے لئے رکھی جاتی ہے - تامل شعرا اور فلسفی اسی کے نام سے اپنی تصانیف کا آغاز کرتے ہیں - کانچی پور کے شیو مندر کے کتبہ سے چھٹھی صدی میں شیو دھرم کے دکھن میں رائج ہونے کا پتہ چلتا ہے - پلو خاندان کے راجہ راج سنگھہ نے جو غالباً سنہ ۵۵۰ ع میں ہوا راج سنگھیشور کا مندر بنوایا - یہہ مسلم ہے کہ ان کے فلسفیانہ اصول اونچے درجہ کے تھے کیونکہ اس کتبہ میں راج سنگھہ کے شیو دھرم کے اصولوں میں ماہر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے ' لیکن وہ اصول کیا تھے یہہ اب تک معلوم نہیں ہو سکا -

برھما کی مورتی

برھما دنیا کا خالق ' یگیوں کا بانی اور وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے - برھما کی مورتی چار مونھوں والی ہوتی ہے - مگر

---

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف "ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر رلیجس سسٹمس" - ص ۱۱۵ - ۱۳۲ -

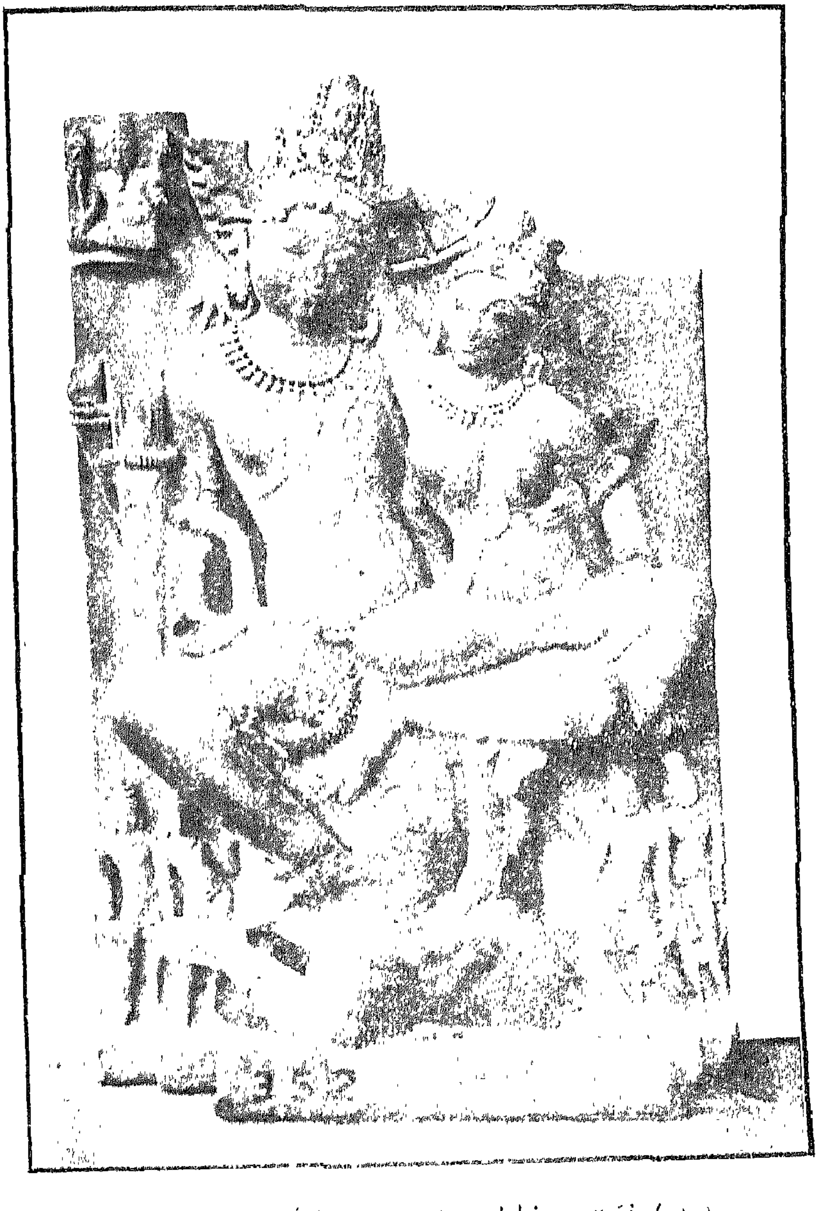
جو مورتی دیوار سے ملی ہوتی ھے اس کے تین ھي مُنهہ رهتے هیں اور جس مورتی کے چاروں طرف طواف کیا جاتا ھے اس کے چاروں مونہہ دکھائے جاتے ھیں - ایسی چومکھی مورتیں بہت کم هیں - برهما کے کئی مندر اب تک قائم ھیں جن میں پوجا بھی ہوتی ھے - برهما کے ایک هاتهہ میں "سروو" هوتا ھے جو یگیہ کرانے کی علامت ھے - شیو اور پاربتی کے مشترک مورتیوں میں جو کئی جگہ ملی ھیں برهما پروهت بنایا گیا ھے - تعجب کی بات یہہ ھے کہ جیسے شیو اور وشنو کے فرقے ملتے ھیں ' ویسے برهما کے پیرووں کے فرقے نہیں ملتے - مورتي کے تخیل میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں مانی گئی هیں - برهما کی کئی مورتیں ایسی ملی هیں جن کے ایک کنارے وشنو اور دوسرے پر شیو کی چھوٹی چھوٹی مورتیں ھیں - اسی طرح وشنو کی مورتیوں پر شیو اور برهما کی مورتیں اور شیو کي مورتیوں پر وشنو اور برهما کي مورتیں هوتی هیں - اس سے یہہ معلوم هوتا ھے کہ یہہ تینوں دیوتا ایک هی پرماتما کی مختلف صورتیں هیں - بھکتوں نے اپنی عقیدت کے اعتبار سے الگ الگ فرقے قائم کر دئے - بعد کو ان تینوں دیوتاؤں کی متاثل مورتیں بھی بننے لگیں - شیو اور پاربتی کی مخصوص مورتوں میں تو آدھا جسم شیو کا ھے اور آدھا پاربتی کا - ایسی هی تینوں کی مجموعی مورتیں بھی ملتی هیں - شیو اور وشنو کي مشترک مورتی کو هر هر اور



(۷) برهما وشنو اور شیو کی مورتی

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۱



(۸) لکشمی نارائن کی مورتی گروڑ پر سوار)

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۱



(٩) اردهه ناريسور جي مورت

[مدورا]

صفحه ٣١

تیںوں کی مشترک مورتی کو دھری ہر پتامہ ؟ کہتے ہیں -

تینوں دیوتاؤں کی پوجا

برھما ، وشنو اور مہیش ھی تین خاص دیوتا مانے جاتے تھے - اتھارھوں پران انھیں تینوں دیوتاؤں سے متعلق ھیں - وشنو ، نارد ، بھاگوت ، گرڑ ، پدم اور براہ پران وشنو سے - متسیہ ، کورم ، لنگ ، بایو ، اسکند اور اگنی پران شیو سے - اور برھمانڈ ، برھم ویورت ، مارکنڈیہ ، بھوشیہ ، وامن اور برھم پران برھم سے تعلق رکھتے ھیں -

شکتی پوجا

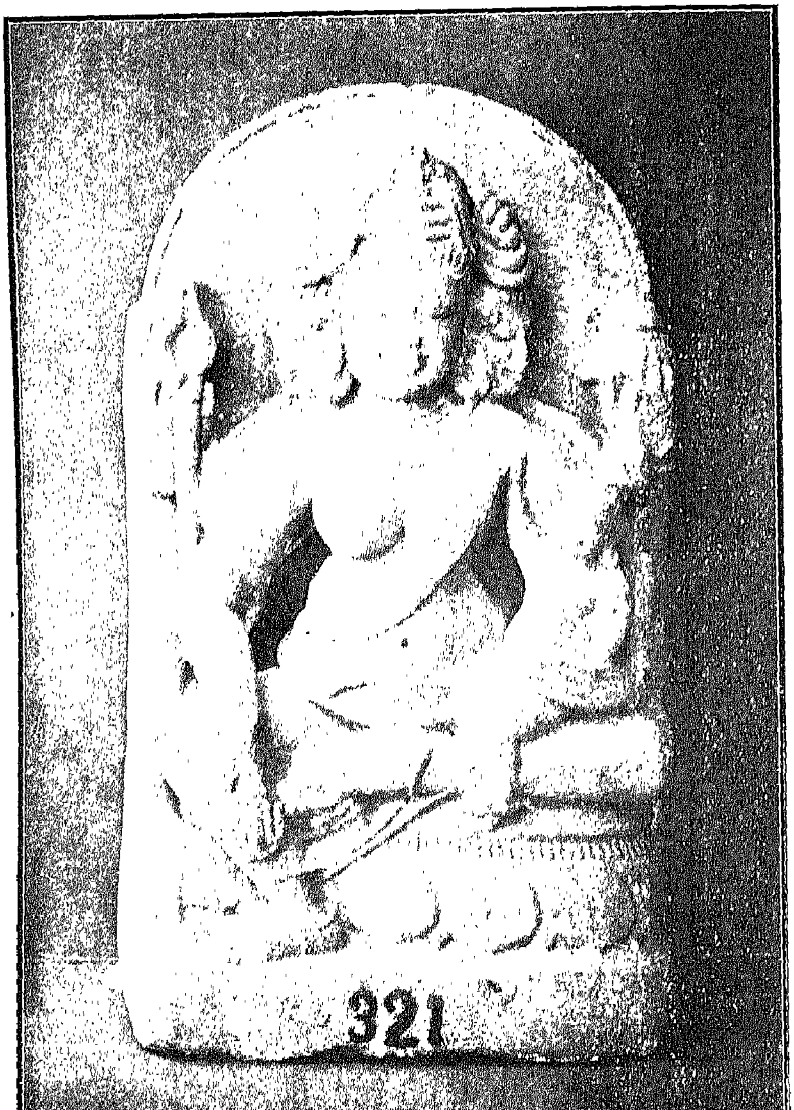
پرماتما کے صرف مختلف ناموں ھی کو دیوتا مان کر ان کی علحدہ علحدہ پرستش نہیں شروع ھوئی - بلکہ ایشور کی مختلف شکتیوں اور دیوتاؤں کی بیویوں کی ایجاد کی گئی اور ان کی بھی پوجا ھونے لگی - قدیم ادبیات کے مطالعہ سے ایسی کتنی ھی دیویوں کے نام ملتے ھیں - براھمی ، ماھیشوری ، کوماری ، ویشنوی ، باراھی ، نار سنگھی ، اور ایندری ، ان سات شکتیوں کو ماترکا کہتے ھیں - کچھہ خوفناک اور غضبناک شکتیوں کی بھی ایجاد کی گئی - ان میں سے کچھہ کے نام یہہ ھیں : کالی ، کرالی ، کاپالی ، چامنڈا اور چنڈی - ان کا تعلق کاپالکوں اور کالامکھوں سے ھے - کچھہ ایسی شکتیوں کی بھی ایجاد ھوئی جو نفس پروری کی طرف لے جانےوالی ھیں - اس قسم کی دیویوں کے نام یہہ ھیں :

آنند بھیروی ، تری پور سندری ، اور للتا وغیرہ — ان کے معتقدوں کے خیال کے مطابق شیو اور تری‌پورسندری کی مقاربت سے دنیا کا وجود ہوا — ناگری رسم‌الخط کے پہلے حرف अ سے شیو اور آخری حرف ह سے تری‌پورسندری مراد ہیں — اس طرح دونوں حرفوں کی ترکیب अहं خط نفس کا اشارہ کرتی ہے — (۱)

کول مت

بھیروی چکر کے پیرووں کو شاکت کہتے ہیں — شاکتوں کی پرستش کا طریقہ نرالا ہے — اس میں عورت کے پوشیدہ عضو کی تصویر کی پوجا ہوتی ہے — شاکتوں کے دو فرقے ہیں ، کولک اور سمئن — کولکوں کی بھی دو قسمیں ہیں — پرانے کولک تو عورت کے عضو باطن کی تصویر کی اور نئے کولک اصلی عضو باطن کی پرستش کرتے ہیں — پوجا کے وقت یہہ لوگ گوشت ، مچھلی ، شراب ، وغیرہ بھی کھاتے پیتے ہیں — سمئن فرقہ والے ان مکروہات سے اجتناب کرتے ہیں — کچھہ برہمن بھی کولکوں کے اصول کو تسلیم کرتے تھے — اس بھیروی چکر کے موقع پر ذات پات کی تفریق نہیں مانی جاتی — نویں صدی کے اواخر میں راج‌شیکھر نام کے شاعر نے اپنی کرپور منجری نام کی تصنیف میں بھیروانند کے منھہ سے کول مت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرایا ہے :—

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف وشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس — ص ۱۲۰ — ۱۲۶ —



(١٠) برهماني (ماتريکا) کی مورت

[راجپوتانه عجائب خانه - اجمیر]　　　صفحه ۳۲

(ترجمه) - هم منتر تنتر وغیره کچهه بهی نهیں جانتے - نه گرو کرپا سے همیں کوئي گیان حاصل هے - هم لوگ شراب خوری اور زنا کرتے هیں اور اسی پرستش کے وسیله سے نجات حاصل کرتے هیں -

فاحشه عورتوں کي تلقین کرکے هم ان سے شادی کر لیتے هیں - هم لوگ شراب پیتے اور گوشت کهاتے هیں - بهکشا سے ملا هوا اناج هی هماری معاش هے اور مرگ‌چهالا هی همارا پلنگ هے - ایسا کول دهرم کسے پسند نه آئیگا ؟

گنیش پوجا

ان سب دیویوں کے علاوه گنیش پوجا همارے زمانه زیربحث سے پہلے هی شروع هو چکی تهی - گنیش یا ونایک رودر کے کے جنات کا سرغنه تها - یاگیه‌ولکیه سمرتی میں گنیش اور اس کی ماں امبکا کی پوجا کا تذکره ملتا هے - مگر نه تو چوتهی صدی سے پہلے کی گنیش کی کوئی مورتی ملی اور نه اس زمانه کے کتبوں میں هی اس کا کچهه اشاره هے - ایلورا کے غاروں میں اور دیوتاؤں کے ساتهه گنیش کی مورتی بهی بنی هوئی هے - سنه ۸۶۲ ع کے گهٹیالا کے ستون میں سری گنیش کی چار مورتیں بنی هوئی هیں - گنیش کے منهه کی جگه سونڈ کی ایجاد نه جانے کب سے هوئی - ایلورا اور گهٹیالے کي مورتوں میں سونڈ بنی هوئی هے - مالتی مادهو ناٹک میں بهی گنیش کی سونڈ کا ذکر هے -

گنیش کے پیرووں کی بھی کئی شاخیں ہو گئیں - دیگر دیوتاؤں کی طرح آج بھی گنیش کی پوجا ہوتی ہے (۱) - مہاراشٹر میں گنیش یا گنپتی کی پوجا بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے -

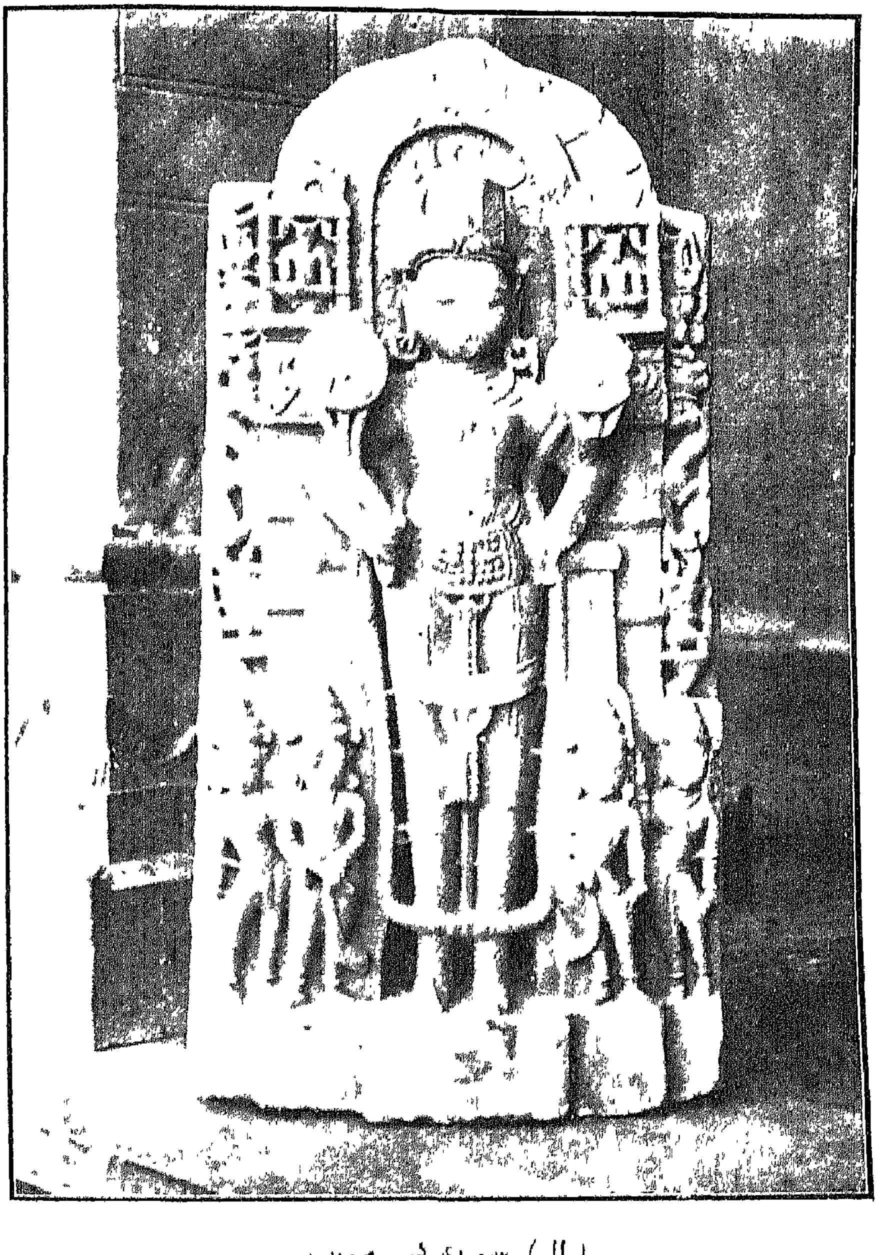
اسکند پوجا

اسکند یا کارتکیہ کی پوجا بھی زمانہ قدیم میں ہوتی تھی - اسکند کو شیو کا بیٹا کہتے ہیں - رامائن میں اسے گنگا کا بیٹا کہا گیا ہے - اس کے متعلق اور بھی کئی روایتیں مشہور ہیں - اسکند دیوتاؤں کا سپہ سالار ہے - پتنجلی نے مہابھاشیہ میں شیو اور اسکند کی مورتیوں کا ذکر کیا ہے - کنشک کے سکوں پر اسکند ' مہاسین ' آدی کمار کے نام ملتے ہیں - سنہ ۴۰۴ ع میں دھرو شرما نے بلسد میں سوامی مہا سین کے مندر میں سائبان بنوائے تھے - هیمادری کے ورت کھنڈ میں اسکند کی پوجا کا حال لکھا ہے - یہہ پوجا آج تک جاری ہے -

سورج پوجا

ہمارے زمانہ معہودہ میں ان دیویوں کی پوجا کے علاوہ سورج پوجا کا بہت رواج تھا - سورج ایشور کا ہی روپ مانا جاتا تھا - رگوید میں سورج کی پرستش کا اکثر مقامات پر ذکر ہے - براہمنوں اور گریہیہ سوتروں میں اس کا اعادہ کیا گیا

(۱) سر رام کرشن گوپال بھانڈارکر کی تصنیف ویشنوزم شیوزم اینڈ ادر مائنر ریلیجس سسٹمس - ص ۱۴۷ - ۱۵۰ -

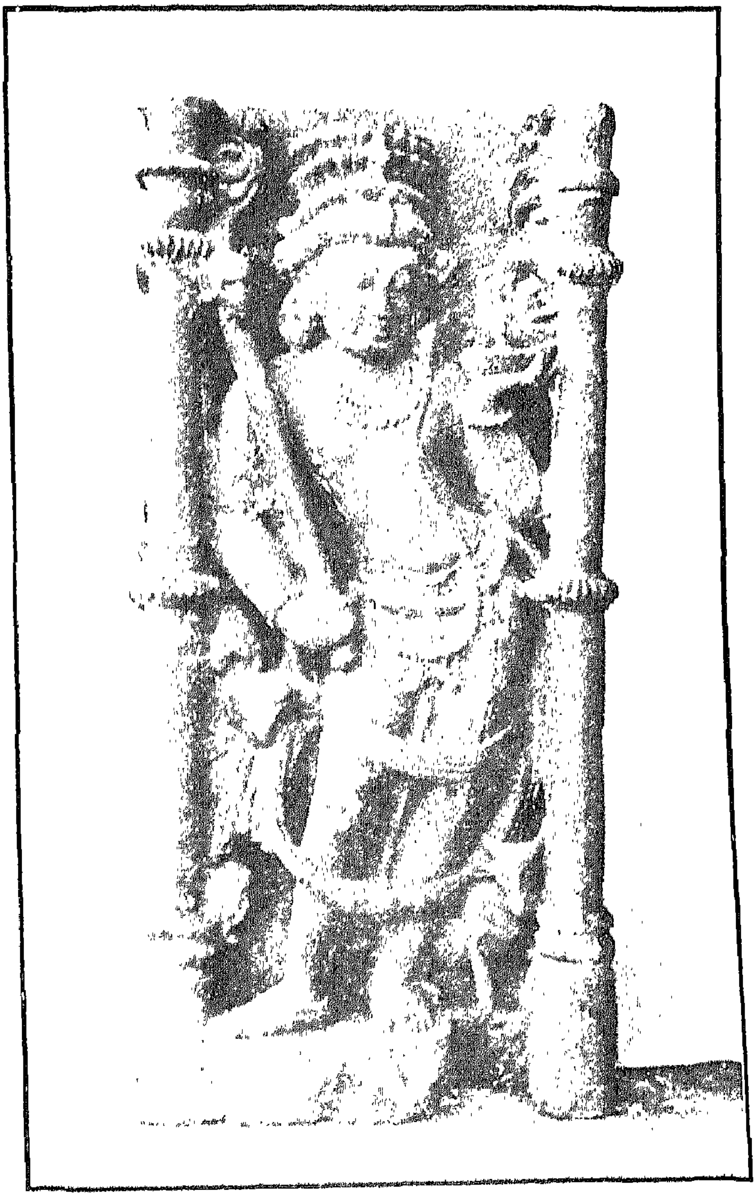


(۱۱) سورج کی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر] صفحہ ۳۵

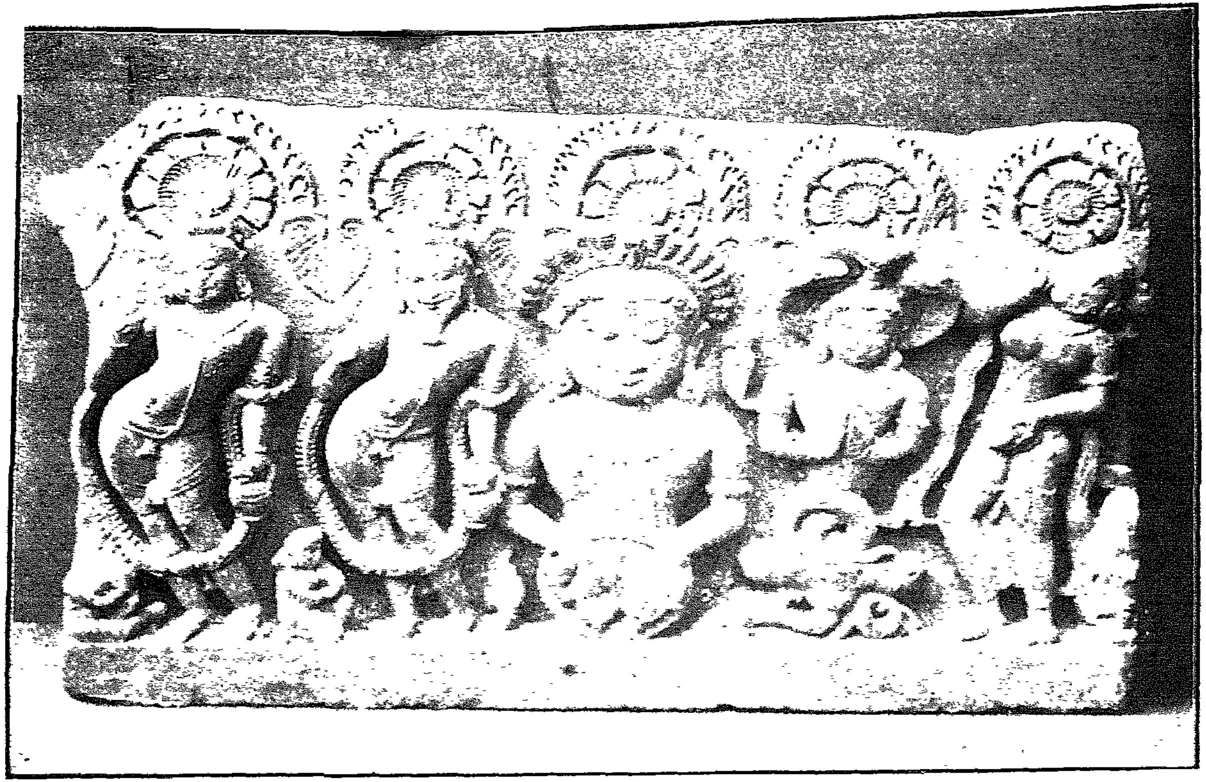
ھے - دیوتاؤں میں سورج کا درجہ بہت ممتاز تھا - بہت سے
مراسم میں بھی اس کی پوجا ہوتی تھی - اس کی پوجا
دن کے مختلف اوقات میں، خالق، رازق، اور جابر وغیرہ
حیثیتوں سے کی جاتی تھی - سورج کی مورتیوں کی پوجا
ھندوستان میں کب سے رائج ہوئی یہہ کہنا مشکل ھے -
براہمہر نے لکھا ھے کہ سورج پوجا مگ قوم کے لوگوں نے
رائج کی - سورج کی مورتی دو ھاتھوں والی ہوتی ھے - دونوں
ھاتھوں میں کمل، سر پر تاج، سینہ پر زرہ، اور پیروں میں
گھٹنے سے کچھہ نیچے تک لمبے بوٹ ھوتے ھیں - ھندؤوں
کی پوجی جانے والی مورتیوں میں صرف سورج ھی کی مورتی
ھے جس کے پیروں میں لمبے بوٹ ھوتے ھیں - ممکن ھے سورج
کی مورتی اول خطہ سرد ایران سے آئی ھو جہاں بوٹ کا رواج
تھا - بھوشیہ پران میں لکھا ھے کہ سورج کے پیر کھلے نہ ھونے
چاھئیں - اسی پران میں ایک کتھا ھے کہ راجہ سانب نے
جو کرشن اور جاموتنی کا فرزند تھا سورج کی بھکتی سے
ایک بیماری سے صحت پانے کے بعد سورج کی مورتی قائم
کرنی چاھی - مگر برھمنوں نے اس بنا پر اسے منظور نہیں
کیا کہ دیوتاؤں کی پوجا سے جو چیز حاصل ہوتی ھے اس
سے برھم کرنا نہیں ھو سکتی - اس لئے راجہ نے ایران کے
جنوبی مشرقی حصہ سے مگ قوم کے برھمنوں کو بلوایا -
یہہ لوگ اپنی پیدائش برھمن کنیا اور سورج سے مانتے تھے
اور سورج کی پوجا کرتے تھے - البیرونی لکھتا ھے "ھندوستان
کے تمام سورج مندروں کے پجاری ایرانی مگ ہوتے ھیں

راجپوتانہ میں ان لوگوں کو سیوک اور بھوجک کہتے ہیں ۔
سورج کے ہزاروں مندر بنے اور اب تک سیکڑوں قائم ہیں ۔
ان میں سب سے بڑا اور شاندار وہ سنگ مرمر کا مندر ہے
جو سروهی ریاست کے برمان نامی موضع میں موجود ہے ۔
یہہ پرانا مندر ہے اور اس کے ستونوں پر نویں اور دسویں
صدی کی عبارت منقوش ہے جس میں ان عطیات کا ذکر
ہے جو اسے ملے ہیں ۔ جیسے شیو مندر میں بیل ' اور وشنو
مندر میں گروڑ ان کے باہن (سواری) ہوتے ہیں ' اسی طرح
سورج مندر میں سورج کے سامنے چوکور کھمبے کے اوپر ایک
کیلی پر ایک کنول کی شکل کا پہیہ ہوتا ہے ۔ یہی سورج
کی سواری ہے ۔ ایسے چکر آج بھی کئی مندروں میں موجود
ہیں ۔ سورج کے رتھہ کو سات گھوڑے کھینچتے ہیں ۔ اسی لئے
سورج کو سپتاشو (سات گھوڑوں کا سوار) کہتے ہیں ۔ کئی
مورتوں میں سورج کے نیچے سات گھوڑے بھی بنے ہوئے ہیں ۔
ایک سورج مندر کے باہر کی طرف سات گھوڑوں والے سورج
کی کچھہ ایسی مورتیں بھی ہم نے دیکھی ہیں جن کے نیچے
کا حصہ بوٹ پہنے ہوئے سورج کا اور اوپر کا برهما ' وشنو اور
شیو کا ہے ۔ پاٹن (جھالرا پاٹن ریاست) کے پدمناتھہ نامی
وشنو مندر کے پیچھے کے طاق میں ایسی ایک مورتی ہے
جس میں برهما ' وشنو اور شیو تینوں ملے ہوئے ہیں ۔ یہہ
ان کے مختلف اسلحوں سے ظاہر ہوتا ہے ۔ یہہ مندر غالباً
دسویں صدی کا بنا ہوا ہے ۔



(۱۲) ایک لمبی مورت

[راجپوتانہ عجائب خانہ اجمیر] صفحہ ۳۷



(۱۳) نوکواکب میں سے شکر، سنیچر، راہو، اور کیتو کی مورتیں

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۳۷

سورج کے موجودہ مندروں میں سب سے پرانا مندسور کا سورج مندر ہے - یہہ سنہ ۴۳۷ ع میں بنا تھا ' جیسا اس کے ایک کتبہ سے ثابت ہوتا ہے - ملتان کے سورج مندر کا ذکر ہیون‌سانگ نے کیا ہے - عرب سیاح البیرونی نے بھی اس مندر کو گیارھویں صدی میں دیکھا تھا - ہرش کے ایک تامب پتر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ راج وردھن ' آدتیہ وردھن اور پربھاکر وردھن ' سورج کے سچے معتقدوں میں تھے - سورج کے بیٹے ریونت کی بھی گھوڑے پر بیٹھی ہوئی مورتیاں ملتی ہیں - وہ گھوڑوں کا داروغہ دیوتا مانا جاتا ہے - اس کے پیروں میں بھی لمبے بوٹ ہوتے ہیں - (۱)

دوسرے دیوتاؤں کی مورتیں

اسی طرح آٹھہ دگپالیں اندر ' اگنی ' یم ' نیرت ' برن ' مرت ' کبیر اور ایش (شیو) کی بھی مورتیں تھیں - یہہ آٹھہ سمتوں کے نام ہیں - یہہ مورتیں مندروں میں پوجی جاتی تھیں اور کئی مندروں پر اپنی اپنی سمتوں کی ترتیب سے لگی ہوئی بھی پائی جاتی ہیں - آٹھہ دگپالوں کی ایجاد بھی بہت قدیم ہے - پتنجلی نے اپنے مہابھاشیہ میں دھن پتی (کبیر) کے مندر میں مردنگ ' سنکھہ اور بنسی بجنے کا ذکر کیا ہے - (۲)

---

(۱) سر رام کرشن بھانڈارکر کی تصنیف مذکورہ بالا - ص ۱۵۱ - ۱۵۵ -

(۲) پانڈنی سوتر ۲ - ۲ - ۳۴ پر پتنجلی کا بھاشیہ -

ہندوؤں میں جب مورتوں کی ایجاد کی رو آ گئی تب دیوتاؤں کی مورتیں تو کیا ، گرہ ، نچھتر ، صبح ، دوپہر ، شام ، وغیرہ اوقات مختلفہ ، ہتھیاروں ، کلی وغیرہ یوگوں تک کی مورتیں بنا ڈالی گئیں - زمانہ بعد میں مختلف دیوتاؤں کے پیرووں میں جنگ و جدال کا سلسلہ بھی بند ہو گیا - رقابت بھی جاتی رہی - تانبے پتر وغیرہ کی شہادتوں سے پایا جاتا ہے کہ ایک راجہ سچا پکا ویشنو تھا تو اس کے لڑکے پکے ماھیشوری یا بھگوتی کے پیرو ہوتے تھے - آخر میں ہندوؤں کے پانچ خاص پوجے جانے والے دیوتا رہ گئے - سورج ، وشنو ، دیوی ، رودر ، اور شیو - ان پانچ دیوتاؤں کی مشترک مورتیں پنچایتن کہلاتی ہیں - ایسے پنچایتن مندروں میں بھی ملتے ہیں اور گھروں میں بھی ان کی پوجا ہوتی ہے - جس دیوتا کا مندر ہوتا ہے اس کی مورتی وسط میں ، باقی چاروں کی مورتی چاروں کونوں پر ہوتی ہے -

ہندو دھرم کے عام ارکان

ہندو دھرم کے ان سلسلوں کا ذکر کرنے کے بعد اس کے چند عام ارکان پر بحث کرنی بھی ضروری ہے - ہندوؤں کی مستند مذہبی کتاب وید ہے - ہمارے زمانہ متعلقہ میں بھی وید پڑھے جاتے تھے - پر زیادہ رواج نہ تھا - البیرونی لکھتا ہے :-

> "برہمن لوگ ویدوں کا مطلب سمجھے بغیر بھی منتروں کو حفظ کر لیتے ہیں اور بہت

تھوڑے برھمن ان کا مطلب سمجھنے کی
کوشش کرتے ھیں - برھمن لوگ چھتریوں کو
وید پڑھاتے ھیں، ویشوں اور شودروں کو
نہیں " -

ویشوں نے بودھ ھو کر اکثر وید کا مطالعہ کرنا چھوڑ دیا تھا - تب سے ان کا تعلق ویدوں سے ٹوٹ گیا - البیرونی نے لکھا ھے کہ وید لکھے نہیں جاتے تھے، یاد کئے جاتے تھے - اس رواج سے بہت سا ویدک لٹریچر غارت ھو گیا - (۱) ویدوں کی جگہ پرانوں کا رواج زور پکڑتا گیا اور پورانک رسموں کی پابندی بڑھتی گئی - شرادھ اور ترپن کی رسم عام ھو گئی - یگیوں کا رواج کم ھو گیا تھا اور پورانک دیوتاؤں کی پوجا بڑھ گئی تھی، جس کا ذکر پیشتر کیا جا چکا ھے - البیرونی نے بھی کئی مندروں کی مورتوں کا ذکر کیا ھے -

مندروں کے ساتھ مٹھوں کی داغبیل بھی ڈالی جا چکی تھی - اس معاملہ میں ھندوؤں نے بودھوں کی نقل کی - سبھی فرقوں کے سادھو ان مٹھوں میں رھتے تھے - کئی کتبوں میں مندروں کے ساتھ مٹھوں، باغوں اور تقریرگاھوں کا بھی حوالہ ملتا ھے - بہت سے مراسم کا ذکر یاگیہ ولکیہ اسمرتی اور اس کی متاکشرا تفسیر میں ملتا ھے - بودھوں کی رتھہ جاترا کی تقلید بھی ھندوؤں نے کی - ان تغیرات کا

(۱) چی وی وید کی ھسٹری آف میڈیویل انڈیا، جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ و ۳۳۵ -

لازمی نتیجه تھا که مذهبی تصانیف میں بھی تغیر هو — اس دور میں کئی نئی اسمرتیاں بنیں ' جن میں معاصرانه ریت رسم کا ذکر هے — پرانوں کا چولا بھی بدلا اور ان میں جینیوں اور بودھوں کی بہت سی باتیں بڑھا دی گئیں — برتوں کا رواج بھی عام هو گیا — کئی دیوتاؤں کے نام سے خاص خاص برت کئے جاتے تھے — برت اور روزہ داری کا رواج هندوؤں نے بودھوں اور جینیوں سے لیا — ایکا دشی ' جنم اشٹمی ' دیوشینی ' درگا اشٹمی ' رشی پنچمی ' دیو پربودھنی ' گوری تیجا ' بسنت پنچمی ' اکشے تیجا ' وغیرہ تہواروں پر برت رکھنے کا ذکر البیرونی نے کیا هے — یہاں یہه امر غورطلب هے که رام نومی کا ذکر اس نے نہیں کیا — غالباً اس زمانه میں پنجاب میں رام نومی کا رواج نه تھا — اسی طرح البیرونی نے کئی مذهبی تہواروں کا بھی ذکر کیا هے — کئی تہوار تو خاص طور پر عورتوں کے لئے هوتے تھے —

هندو سماج کی مذهبی زندگی میں پرائشچتوں (کفارہ) کا بھی درجه بہت اهم تھا — معمولی معاشرتی اصولوں کو بھی مذهب کی شکل دےکر ان کی پابندی نه کرنے کی حالت میں پرائشچت کے طریقے نکالے گئے تھے — همارے زمانه متعینه میں جو اسمرتیاں بنیں ان میں پرائشچتوں کو ممتاز درجه دیا گیا تھا — اچھوتوں کے ساتھ کھانے ' ناصاف پانی پینے ' ممنوع اور حرام اشیا کے کھانے ' حائض عورتوں اور اچھوتوں کو چھونے ' اونٹنی کا دودھه پینے ' شودر ' عورت ' گائے ' برهمن اور چھتری کو قتل کرنے ' شرادھه میں گوشت دیا جائے تو

اسے نہ کھانے ، بحری سفر کرنے ، زبردستی کسی کو غلام بنانے ، ملیچھوں نے جن عورتوں کو زبردستی لے لیا ہو ان کو پھر شدھ نہ کرنے ، زنا ، شراب خواری ، گئوماس کھانے ، چوٹی کٹوانے ، جنیو کے بغیر کھانا کھانے ، وغیرہ امور میں مختلف قسم کے پرائشچتوں کا حکم ہے - اچھوت ذاتوں کا مسئلہ ہمارے زمانہ متعینہ کے بعد شروع ہوا - اس سے ہندو دھرم میں تنگ خیالی پیدا ہو گئی اور روز بروز یہہ تنگ خیالی بڑھتی گئی -

کمارل بھٹ اور شنکرا چاریہ

ہمارے زمانہ زیر نگاہ میں ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں کمارل بھٹ اور شنکراچاریہ کا درجہ بہت اہم ہے - ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بودھوں اور جینیوں نے ایشور کے وجود کو تسلیم نہ کیا تھا اور نہ ویدوں کو کتاب الہی مانتے تھے - اس سے عوام میں ایشور کی ذات اور ویدوں سے عقیدت اٹھتی جاتی تھی - یہی دونوں ہندو دھرم کے خاص ارکان ہیں - ان کے مٹ جانے سے ہندو دھرم بھی مٹ جاتا - جس زمانہ میں بودھہ دھرم کا زور کم ہو رہا تھا ، اور ہندو دھرم بڑی تیزی سے اپنی کھوئی ہوئی جگہ پر پہونچتا جاتا تھا - اس زمانہ میں (ساتویں صدی کے آخری حصہ میں) کمارل بھٹ پیدا ہوئے - اس کے مولد و مسکن کے متعلق علما میں اختلاف ہے - کوئی اسے دکھن کا باشندہ مانتا ہے ، کوئی اتر کا - ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے - اس نے ویدوں کا

پرچار کرنے کے لئے بڑی بڑی جانفشانیاں کیں اور یہہ ثابت کیا کہ وید علم‌الٰہی ہے – اس زمانہ کی اہنسا کی لہر کے خلاف اس نے مراسم قدیم کو پھر زندہ کیا – یگیوں میں جانوروں کی قربانی کو بھی اس نے ثابت کیا – مراسم کی پابندی کے لئے یگیوں اور قربانیوں کی ضرورت تھی – وہ بودھہ بھکشوؤں کے ویراگ اور راہبانہ زندگی کا بھی مخالف تھا – اس زمانہ کے ناموافق حالات میں بھی کمارل نے اپنے اصولوں کا خوب پرچار کیا ، حالانکہ اس کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا – اس زمانہ میں اہنسا اور ویراگ کا رواج تھا – براہمن لوگ بھی قدیم اگنی ہوتر اور یگیوں کو چھوڑ کر پران کی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کر رہے تھے – ایسی حالت میں اس کے اصول زیادہ مقبول نہ ہو سکے – اور ویدوں کی اشاعت میں خاطرخواہ کامیابی نہ ہوئی – (۱)

شنکراچاریہ اور اُن کا مت

کمارل کی وفات کے کچھہ دنوں بعد شنکراچاریہ صوبہ کیرل کے کالڑی نامی گاؤں میں سنہ ۷۸۸ ع میں پیدا ہوئے – انہوں نے کم سنی ہی میں تقریباً کل علوم متداولہ حاصل کر لئے اور ایک جید فلسفی اور عالم ہو گئے – بودھوں اور جینیوں کے دھرم‌گرنتھ کو وہ مستانا چاہتے تھے ، لیکن یہہ جانتے تھے کہ کمارل بھٹ کی طرح بہت سی باتوں میں

(۱) سی وی ویدیا کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا – جلد ۲ ، صفحہ ۲۰۶ – ۱۲ –

عوام سے مخالفت کرنے کا نتیجہ کچھہ نہیں ہو سکتا — انہوں نے فلسفہ اور اهنسا کے اصول کی حمایت کرتے ہوئے ویدوں کا پرچار کیا اور راهبانہ زندگی کو هی فائق بتلایا — برهم یا یا خدا کی هستی کو مانتے ہوے بھی انہوں نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو قابل اعتراض نہ کہا — ان کے مایاواد اور ادویت واد کے باعث جو اصولاً بودھوں کے فلسفہ سے بہت کچھہ ملتے تھے ' بودھہ بھی ان کی طرف مخاطب ہوئے — اس لئے انہیں ' کامل بودھہ ' کا لقب دیا گیا ھے — انہوں نے متذکرہ بالا اصولوں کو مان کر ویدوں کے علم الہی ہونے کا بڑے جوش سے پرچار کیا —

شنکراچاریہ کے فلسفیانہ اصولوں اور ان کے کارناموں کا ذکر هم فلسفہ کے بیان میں کریں گے — وہ اپنے خیالات اور اصولوں کی اشاعت پر ایک صوبہ میں دورہ کرکے اور مخالفوں سے بحث مباحثہ کرکے کرتے رھے — دیگر مذاهب کے علما ان کے سامنے لا جواب ہو جاتے تھے — انہوں نے یہہ بھی سوچا کہ اپنے اصولوں کا مستقل طور پر پرچار کرنے کے لئے منضبط تحریک کی ضرورت ھے — اس لئے هندوستان کے چاروں اطراف میں انہوں نے ایک ایک متھہ قائم کیا — خاص متھہ دکھن میں سرنگیری مقام میں ' پورب میں پری میں ' پچھم میں دوارکا میں ' اور اُتر میں بدرکاشرم میں ہیں — یہہ متھہ اب تک قائم ہیں — ان کی کوششوں سے بودھہ دھرم کو بہت زوال ہوا — شنکراچاریہ کی وفات ۳۲ سال کی عمر میں هی هو گئی ' پر اتنی چھوٹی عمر میں

انھوں نے ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ ہندؤوں نے انھیں جگت گرو کا لقب دے کر ان کی عزت‌افزائی کی - (۱)

مذہبی حالات پر ایک سرسری نظر

تینوں خاص دھرموں کی تشریح کرنے کے بعد اس زمانہ کی مذہبی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنا بے موقع نہ ہوگا - اگرچہ زیر تنقید میں مختلف مذاہب موجود تھے اور انھیں کبھی کبھی مناقشے بھی ہو جاتے تھے، لیکن مذہبی تنگ خیالی کا اثر نہایت محدود تھا - ہندو دھرم کے متعدد فرقوں میں باہمی اختلاف ہونے کے باوجود ان میں ایک یکرنگی، ایک موافقت نظر آتی ہے - برہما، وشنو اور مہیش میں باہمی مصالحت کا نتیجہ ہی تھا کہ پنچایتن پوجا کا رواج ہوا - وشنو، شیو، رودر، دیوی، اور سورج، سب ایک ہی ذات باری کے مختلف اوصاف کے مجسمے مانے گئے جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں - اس سے سبھی فرقوں میں یکسانیت کا رنگ پیدا ہو گیا - ہر ایک آدمی اپنے رجحان کے مطابق کسی دیوتا کی پرستش کر سکتا تھا - قنوج کو پرتیہار راجاؤں کی مذہبی رواداری کا یہہ عالم تھا کہ اگر ایک ویشنو تھا تو دوسرا پکا شیو، تیسرا بھگوتی کا بھکت تھا، تو چوتھا پو آفتاب

(۱) سی وی ویدیہ کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۲۱۳ - ۱۷ -

پرست - یہہ مذہبی رواداری صرف هندو دھرم تک محدود نہ تھی - بلکہ بودھہ اور براهمن دھرموں میں همدردی کا خیال پیدا هو چکا تھا - قنوج کے گہرواڑ خاندان کے گوبند چندر نے جو شیو تھا ' دو بودھہ بھکشوؤں کو بہار کی تعمیر کے لئے چھہ گاؤں دیئے تھے - بودھہ راجہ مدن پال نے اپنی رانی کو مہابھارت سنانے والے پنڈت کو ایک گاؤں عطا کیا تھا - یہہ امر غور طلب ھے کہ اس زمانہ میں کہ هندؤوں اور بودھوں میں پرانی منافرت دور هی نہیں هو گئی تھی بلکہ ان میں شادیاں بھی هونے لگی تھیں - پکے شیو بھکت گوبند چندر کی رانی بودھہ تھی - جین اور هندؤوں میں شادیاں هوتی تھیں جیسا آج کل بھی کبھی کبھی هوتا ھے - ایسی کتنی هی نظریں ملتی هیں کہ باپ ویشنو ھے تو بیٹا بودھہ ' اور بیٹا هندو ھے تو باپ بودھہ - دونوں مذاهب اس قدر قریب آگئے تھے اور اُن میں اتنی یکسانیت پیدا هو گئی تھی کہ ان کی مذهبی روایات میں تمیز کرنی بھی مشکل تھی - جینیوں اور بودھوں کے بانی هندو اوتاروں میں شامل کر لئے گئے - جینیوں ' بودھوں اور هندؤوں کے دھرم میں ۲۲ تیرتھنکروں اور ۲۴ بدھوں اور ۲۴ اوتاروں کی ایجاد میں بھی بہت یکسانیت ھے - اس زمانہ میں اگرچہ تینوں دھرم رائج تھے لیکن براهمن دھرم غالب تھا - بودھہ دھرم تو جاں بہ لب هو چکا تھا - جین دھرم کا احاطہ بھی نہایت محدود هو گیا تھا - هندو دھرم میں شیومت کا پرچار زیادہ هو رها تھا - آخری دور کے اکثر راجہ شیو هی تھے -

ہندوستان میں اسلام کا آغاز

اس زمانہ کے مذہبی حالات کی تنقید ادھوری رہے گی اگر ہم ہندوستان میں داخل ہونے والے نئے اسلام دھرم کا ذکر دو چار الفاظ میں نہ کریں - اگرچہ محمد قاسم کے قبل مسلمانوں کے دو چار حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے پر انھوں نے یہاں قدم نہ رکھا تھا - آٹھویں صدی میں سندھ پر مسلمانوں کا اقتدار ہونے کے ساتھ وہاں اسلام کی مداخلت ہونے لگی' اس کے ایک عرصہ دراز بعد گیارھویں اور بارھویں صدی میں مسلمان ہندوستان میں آئے' جہاں مسلمان فاتحوں کی تلوار نے اسلام کی تبلیغ میں مدد دی وہاں ہندو راجاؤں کی آزادروی بھی اس کے پھیلنے کا باعث ہوئی - راشٹرکوٹ اور سولنکی راجاؤں نے بھی، مسجد وغیرہ بنوانے میں مسلمانوں کی اعانت دی - تھانہ کے شلارا خاندان کے راجاؤں نے پارسیوں اور مسلمانوں کو بہت امداد دی تھی - مسلمان اپنے ساتھ نیا مذہب' نئی زبان اور نئی تہذیب لائے -

تمدنی حالت

زمانہ قدیم کے ہندوستانیوں کی تمدنی زندگی کا نمایاں تریں نظام ' برن بیوستھا تھی (چار برنوں کی تقسیم) - اسی بنیاد پر ہندو معاشرت کی عمارت کھڑی ہے جو زمانہ قدیم سے گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کرنے پر بھی اب تک متزلزل نہ ہو سکی - ہمارے متعینہ دور سے بہت قبل یہہ نظام تکمیل کو پہنچ چکا تھا - یجر وید میں بھی اس کا حوالہ ملتا ہے اگرچہ جین اور بودھہ دھرموں نے اس کی جڑ کھودنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ' پر کامیاب نہ ہوئے ' اور ہندو دھرم کے عروج ثانی کے ساتھہ یہہ نظام بھی قوی تر ہو گیا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں یہہ نظام بہت مضبوط تھا - ہیونسانگ نے اس کا ذکر کیا ہے - بودھہ بھکشوؤں اور جین سادھوؤں کا ذکر ہم کر چکے ہیں - اب ہم تمدن کے ہر ایک شعبہ پر مختصر طور سے بحث کریں گے -

براہمنوں کا سماج میں سب سے زیادہ احترام کیا جاتا تھا ' تعلیم اور علم میں یہی فرقہ سب سے آگے تھا اور تینوں برن والے ان کی فضیلت کو تسلیم کرتے تھے - بہت سے کام براہمنوں کے لئے ہی مخصوص تھے - راجاؤں کے مشیر تو براہمن ہوتے ہی تھے - کبھی کبھی سپہ سالاری کا درجہ بھی انہیں کو دیا جاتا تھا - ابو زید ان کے بارے میں لکھتا ہے - "دھرم اور فلسفہ میں کوشش کرنے والے براہمن کہلاتے ہیں"

ان میں سے کتنے هی شاعر هیں ، کتنے هی جوتشی ، کتنے هی فلسفی اور الهیات کے ماهر – یہہ سب راجاؤں کے دربار میں رهتے هیں" – (۱) اسی طرح المسعودی ان کے بارے میں لکھتا ہے کہ براهمنوں کا اسی طرح احترام هوتا ہے جیسا کسی اونچے خاندان کے آدمیوں کا ، زیادہ تر براهمن هی وراثتاً راجاؤں کے مشیر اور درباری هوتے هیں – (۲)

براهمنوں کا خاص دهرم پڑهنا اور پڑهانا ، یگیہ کرنا اور کرانا ، دان دینا اور لینا تھا – بودهہ دهرم کے عروج کے زمانہ میں برن بیوستھا کی ناقدری کے باعث براهمنوں کا وقار کچھہ کم هو گیا تھا – اور یہہ کام ان کے هاتھہ سے نکل گئے تھے – یگیہ وغیرہ کے بند هو جانے سے بہت سے براهمنوں کی روزی جاتی رهی اور وہ مجبور هو کر دوسرے برنوں کے پیشے کرنے لگے – اسی اعتبار سے اسمرتیوں میں بھی ترمیم هوئی – بودهہ مت میں کھیتی معیوب سمجھی جاتی تھی ، اسے گناہ خیال کیا جاتا تھا – اس لئے کتنے هی ویشوں نے بودهہ هو کر کھیتی ترک کر دی تھی – یہہ موقع دیکھہ کر بہت سے براهمن کھیتی پر گزر بسر کرنے لگے – پاراشر اسمرتی میں سب برنوں کو کھیتی کرنے کا مجاز ہے – اس کے علاوہ اس زمانہ کی ضروریات کے اعتبار سے چاروں برنوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی – اتنا هی نہیں ،

---

(۱) هسٹری آف انڈیا مصنفہ الیٹ جلد اول صفحہ ۹ –

(۲) سی وی وید ، هسٹری آف میڈیول انڈیا ج ۲ ص ۱۸۱ –

اس زمانہ کے براہمن صنعت و دستکاری ، تجارت ، اور دوکانداری بھی کرتے تھے - مگر پھر بھی وہ اپنے وقار کا بہت خیال رکھتے تھے - وہ نمک ، تل (اگر وہ اپنی محنت سے نہ بویا گیا ہو) ، دودھ ، شہد ، شراب اور گوشت وغیرہ نہیں بیچتے تھے - اسی طرح سود کو حرام سمجھ کر براہمن لین دین کا کاروبار نہ کرتے تھے - ان کے طور و طریق میں پاکیزگی کا بہت لحاظ رکھا جاتا تھا - ان کی غذا بھی دیگر برنوں کے مقابلہ میں زیادہ پاکیزہ اور فقیرانہ ہوتی تھی ، جس کا ذکر ہم آگے غذا کے باب میں کریں گے - ان میں روحانیت اور مذہب پرستی کا عنصر غالب تھا - اور اپنے کو دیگر برنوں سے علحدہ اور بالاتر بنائے رکھنے کی وہ برابر کوشش کرتے رہتے تھے - دیگر برنوں پر ان کا اثر عرصہ دراز تک قائم رہا - سیاست میں ان کے ساتھ کئی رعائتیں کی جاتی تھیں - فی‌الواقع برنوں کی پرانی تقسیم اس زمانہ میں بے اثر ہو گئی تھی اور سبھی برن والے اپنی مرضی اور فائدے کے اعتبار سے جو کام چاہتے تھے کرتے تھے - بعد کو راجاؤں نے مناصب کی تقسیم بھی قابلیت کے اصول پر کرنی شروع کر دی ، کسی خاص برن کی قید نہ رہی - (۱)

براہمنوں کی ذاتیں

اپنے زمانہ متعینہ کے آغاز میں ہم ہندو سماج کو چار برنوں اور بعض نیچی ذاتوں میں منقسم پاتے ہیں - اگیارھویں

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا - ج ۲ ص ۱۸۱ و ۱۸۲ -

صدی کے مشہور سیاح البیرونی نے چار برنوں هی کا ذکر کیا هے (۱) ، مگر همیں اس زمانہ کے کتبوں سے معلوم هوتا هے کہ برنوں میں ذاتیں بھی بننے لگی تھیں - البیرونی نے جو کچھہ لکھا هے وہ سماج کی حالت کا مشاهدہ کرکے نہیں بلکہ اس نے کتابوں میں جو کچھہ پڑھا تھا وہ بھی اس میں اضافہ کر دیا هے ، جس سے اس کی کتاب اُس زمانہ کی تمدنی حالات کی سچی تصویر نہیں پیش کرتی -

سنہ ۶۰۰ ع سے سنہ ۱۰۰۰ ع تک براهمنوں کی مختلف ذاتوں کا پتہ نہیں چلتا - اس زمانہ میں براهمنوں کی تخصیص شاخ اور گوتر کے اعتبار سے هی هوتی تھی جیسا کہ سنہ ۱۰۵۰ ع کے چندیلوں کے تامب پتر میں بھاردواج گوتر ، یجروید‌ی شاخ کے برهمن کا ذکر هے - سنہ ۱۰۷۷ ع کے کلچوری کتبہ میں جو گورکھپور ضلع کے کہون نامی مقام پر ملا هے براهمنوں کے ناموں کے ساتھہ ساتھہ شاخ اور گوتر کے علاوہ ان کی سکونت کا بھی ذکر کیا گیا هے - اسی طرح کئی دیگر کتبوں میں بھی براهمنوں کی سکونت هی کا حوالہ ملتا هے - برانگو کمار پال والی تحریر میں (سنہ ۱۱۵۱ ع) ناگر براهمنوں کا ذکر هے - کونکن کی بارهویں صدی کی ایک تحریر میں ۳۲ براهمنوں کے نام دئے گئے هیں جن کے گوتر تو هیں ، شاخیں نہیں ، مگر ان میں براهمنوں کے ال بھی دیئے گئے هیں جو

---

(۱) البیرونی کا هندوستان مترجمہ انگریزی از ساچو جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ -

پیشه سکونت یا اور کسی خصوصیت کے اعتبار سے دئے گئے معلوم ہوتے ہیں – بارھویں صدی میں ایسے الون کا کثرت سے استعمال ہونے لگا تھا جس میں سے بعض یہہ ہیں :– دیکشت ' راؤت ' ٹھاکر ' پاٹھک ' اُپادھیایہ اور پٹ وردھن وغیرہ – اس زمانہ میں بھی گوتر اور شاخ کا رواج تھا ' پر آل کا رواج بڑھتا جاتا تھا – کتبوں میں ہمیں پنڈت ' دیکشت ' دوی ویدي ' چتر ویدی ' آوستھک ' ماتھر ' تري‌پور ' اکولا ' ڈینڈ وان وغیرہ نام ملتے ہیں جو یقیناً ان کی سکونت اور پیشہ کے اعتبار سے نکلے معلوم ہوتے ہیں – بعد کو کتنے ہی آل مختلف ذاتوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے – یہہ ذات کی تفریق روز بروز بڑھتی گئی – ان کی کثرت کا باعث چند خارجی باتیں بھی تھیں ' مثلاً غذا میں اختلاف ' گوشت‌خور یا سبزی‌خور ہونے کے باعث بھی دو بڑی قسمیں ہو گئیں – رسم و رواج ' خیالات ' اور تعلیم کے اعتبار سے کئی ذاتیں پیدا ہو گئیں – فلسفی خیالات میں اختلاف ہو جانے کے باعث بھی تفرقہ بڑھا ' چنانچہ یہہ تقسیم بڑھتے بڑھتے کئی سو ذاتوں تک جا پہونچی – اُس زمانہ تک براھمن پنچ گوڑ یا پنچ‌دروڑ شاخوں میں نہیں منقسم ہوے تھے – یہہ تفریق سنہ ۱۲۰۰ع کے بعد ہوا جو غالباً گوشت خوری کی بنا پر ہوا (۱) – گیارھویں صدی میں گجرات کے سولنکی راجہ مولراج نے سدھہ پور میں رودر مہالیہ نام کا ایک عظیم‌اشان مندر بنوایا ' جس کی

(۱) سی وی وید کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا ' ج ۳ ص ۳۷۵ – ۳۸۱ –

پرتشٹها کے لئے اُس نے قنوج ، کروکشیتر اور شمالی اضلاع سے ایک هزار براهمن مدعو کئے اور جاگیریں دے کر اُنهیں وهیں رکھه لیا – شمال سے آنے کے باعث وہ اودیچ کہلائے – گجرات میں آباد هونے کے باعث پہنچھے سے ان کا شمار بهی قرووزوں میں هونے لگا ، حالانکه اُن کا شمار گوروں میں هونا چاهئے تها (۱) –

چھتری اور ان کی فرائض

براهمنوں کی طرح چھتریوں کا بهی سماج میں بہت اونچا درجه تها – اُن کے خاص فرائض رعایاپروری ، یگیه ، دان اور مطالعه تها – فرمانروا ، سپه‌سالار ، فوجی منصبدار ، وغیره بهی هوتے تھے – براهمنوں کے ساتھه میل جول رکھنے کے باعث بر سر حکومت چھتریوں میں تعلیم کا اچھا رواج تها – بہت سے راجه بڑے بڑے عالم هو گزرے هیں – هرش وردهن ادبیات کا ماهر تها – پوربی چالوکیه راجه ونیادتیه ریاضیات کا عالم تها ، جس کی وجه سے اُسے گنک کہتے تھے – راجه بهوج کا تبحر مشہور هے – اُس نے مادیات ، صرف و نحو ، عروض ، یوگ شاستر اور نجوم وغیره علوم پر کئی عالمانه کتابیں لکھیں – چوهان وگرهراج چہارم کا لکھا هوا هرکیلی ناٹک آج بهی کتبوں پر لکھا هوا موجود هے – اسی طرح اور بهی کتنے هی راجاؤں کی تصانیف ملتی هیں – بعد کے نظام کے درهم برهم هو جانے اور اکثر چھتریوں کے

(۱) تاریخ راجپوتانه از مصنف – جلد ا صفحه ۲۱۵ –

پاس زمین نہ رہنے کے باعث بیکار ہو گئے اور اُنھوں نے بھی براہمنوں کی طرح دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے - اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ چھتری دو حصوں میں تقسیم ہو گئے - ایک تو وہ جو اس وقت بھی اپنا کام کرتے تھے - دوسرے وہ جو کھیتی باری یا دوسرے پیشے کرنے لگے تھے - ابن خوردار نے ہندوستان میں جو سات طبقے بتلائے ہیں ان میں سب کتری اور کتری غالباً یہہ دونوں طبقے بھی شامل تھے - (۱)

پہلے چھتری بھی شراب نہیں پیتے تھے - المسعودی لکھتا ہے کہ اگر کوئی راجہ شراب کا عادی ہو جائے تو وہ فرمانروائی کے قابل نہیں رہتا (۲) - ہیونسانگ کے زمانہ میں چھتری بھی براہمنوں کی طرح وقعت کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے - وہ لکھتا ہے "براہمن اور چھتری دونوں نیک اطوار، نمود و نمائش سے دور رہنے والے، سادہ زندگی بسر کرنے والے، کفایت شعار اور بےلوث ہوتے ہیں" -

پہلے چھتری بھی بہت سی ذاتوں میں منقسم نہ تھے، مہابھارت اور راماین میں سورج بنسی اور چندر بنسی چھتریوں کا ذکر آتا ہے، اور یہہ نسلی امتیاز روز بروز بڑھتا گیا - راج ترنگنی میں ۳۶ خاندانوں کا حوالہ ہے - اس زمانہ تک بھی چھتریوں میں ذاتوں کی تفریق نہیں پیدا ہوئی تھی -

---

(۱) سی وی ویدیہ کی ہسٹری آف میڈیول انڈیا، ج ۲ ص ۱۷۹ و ۱۸۰ -

(۲) الیٹ کی تاریخ ہندوستان جلد اول صفحہ ۲۰ -

ویش اور ان کے فرائض

ویشوں کے فرائض تھے جانوروں کا پالنا - دان ، یگیہ ' تحصیل بیوپار ، علم ' لین دین اور زراعت - بودھ زمانہ میں برن کا نظام درهم برهم هو جانے کے باعث ویشوں نے بھی اپنے پیشے چھوڑ دئے ، بودھوں اور جینیوں میں کھیتی کو گناہ سمجھتے تھے ' جیسا هم اوپر لکھہ چکے هیں - اس لئے ویشوں نے ساتویں صدی کے آغاز میں هی زراعت کو حقیر سمجھہ کر چھوڑ دیا تھا - هوینسانگ لکھتا هے که تیسرا برن ویشوں کا هے جو خرید و فروخت کرکے نفع اُٹھاتا هے - چوتھا برن شودروں یا کاشتکاروں کا هے (۱) - ویشوں نے بھی زراعت چھوڑ کر دوسرے پیشے اختیار کرنے شروع کئے تھے - ویشوں کے شاهی مناصب پر مامور هونے ' سپہ سالار بننے اور لڑائیوں میں شریک هونے کی کتنی هی مثالیں موجود هیں - همارے زمانہ زیر بحث کے آخری حصہ میں ان میں ذات کی تفریق شروع هوئی ' کتبوں سے یہی ثابت هوتا هے -

شودر

خدمت کرنے والے برن کا نام شودر تھا ' یہہ لوگ اچھوت نہ تھے - براهمنوں ' ویشوں اور چھتریوں کی طرح شودروں کو بھی پانچ مہایگیہ کرنے کا مجاز تھا - پتنجلی نے مہابھاشیہ اور اس کے مفسر کیٹ کی تفسیر مہابھاشیہ پردیپ سے اس کی

(۱) واٹرس آن هیون سانگ جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ -

تصدیق هوتی هے (۱) – رفته رفته ان کے کام بهی بڑهتے گئے ' اس کا خاص سبب تها که هندو سماج میں بہت سے کام مثلاً زراعت ' دستکاری ' کاریگری وغیرہ کو لوگ حقیر سمجهنے لگے اور ویشوں نے دستکاری بهی چهوڑ دی ' اس لئے هاتهه کے سب کام شودروں نے لے لئے – شودر هي کسان ' لوهار ' معمار ' رنگریز ' دهوبي ' جولاهے ' کمهار وغیرہ هونے لگے – همارے زمانه زیر بحث میں هی پیشوں کے اعتبار سے شودروں کی بے شمار ذاتیں بن گئیں – کسان تو شودر هی کہلائے پر دوسرے پیشے والے مختلف ذاتوں میں تقسیم هو گئے – هوینسانگ لکهتا هے بہت سے ایسے فرقے هیں جو اپنے کو چاروں برنوں میں سے کسی ایک میں بهی نہیں مانتے – البیرونی لکهتا هے شودروں کے بعد انتجوں کا درجه آتا هے جو مختلف قسم کی خدمت کرتے هیں اور چاروں برنوں میں سے کسی میں بهی نہیں شمار کئے جاتے – یہه لوگ آٹهه طبقوں میں منقسم هیں : دهوبی ' چمار ' مداری ' ٹوکری اور ڈهال بنانے والے ' ملاح ' دهیور ' جنگلي پرندوں اور جانوروں کا شکار کرنے والے ' اور جولاهے – چاروں برن والے ان کے ساتهه نہیں کهاتے – شہروں اور

---

(۱) शूद्राणामनिरवसितानाम् ۲ – ۴ – ۱۰ اس سوتر کي تفسیر پتنجلی نے یوں کي هے एव तर्हि यज्ञात् कर्मणोऽनिर वसितानाम् یعني جو شودر یگیه کرنے کے مجاز هوں وہ ذات باهر نه سمجهے جائیں – اس کي تفسیر کرتے هوے کیٹ نے لکها هے शूद्राणाम् पंचयज्ञानुष्ठाने ऽधिकारोऽस्तीति भावः शूद्रोऽपि द्विविधो ज्ञेयः श्राद्धी चैवेतरस्तथा ॥ १० ॥ विष्णुस्मृति, अ० ५ ।

گاؤں میں یہہ لوگ چاروں برنوں سے الگ رھتے ھیں (۱) ۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا شودروں کی جہالت کے باعث ان کی مذھبی پابندیاں چھوٹتی بھی گئیں ۔

کایستھہ

ان برنوں کے علاوہ ھندو سماج میں دو ایک دیگر فرقے بھی تھے ۔ براھمن یا چھتری جو محرری یا اھلکاری کرتے تھے کایستھہ کہلاتے تھے ۔ پہلے کایستھوں کی کوئی علیحدہ تقسیم نہ تھی ۔ کایستھہ اھلکار ھی کا مترادف ہے ' جیسا کہ آٹھویں صدی کے ایک کتبہ سے معلوم ھوتا ھے جو کوتہ کے پاس کن سوا میں ھے ۔ یہہ لوگ شاھی مناصب پر بھی مامور ھوتےتھے ' کیونکہ دفتروں میں ملازم ھونے کے باعث انھیں سلطنت کی پوشیدہ باتیں معلوم رھتی تھیں ۔ سیاسی سازشوں اور ملکی پیشہ دوانیوں میں اُنھیں کافی مہارت تھی اسی لئے یاگیہ‌ولکیہ میں ان کے ھاتھوں سے رعایا کو بچائے رکھنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ھے ۔ زمانہ مابعد میں دوسرے پیشہ والوں کی طرح ان کی بھی ایک ذات بن گئی جس میں براھمن چھتری ویش سبھی ملے ھوئے ھیں ۔ سورج‌دھج کایستھہ اپنے کو شاکدویپی براھمن بتلاتے ھیں اور والابھہ کایستھہ چھتری ذات کے ھیں ' جیسا کہ سوڈھل کی تصنیف "اُودے سندری کتھا" سے واضح ھے ۔

(۱) البیرونی کا ھندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ ۔

اتنج

هندوستان میں اچھوت ذاتیں صرف دو ہیں ' چانڈال اور مری تپ - چانڈال شہر کے باہر رہتے تھے - شہر میں آتے وقت وہ زمین کو بانس کے ڈنڈے سے پیٹتے رہتے تھے اور جنگلی جانوروں کو مار کر ان کے گوشت بیچ کر اپنا گذران کرتے تھے - مری تپ شمشانوں کی حفاظت کرتے تھے اور مردوں کے کفن لیتے تھے -

برنوں کا باھمی تعلق

ھندو سماج کے ان مختلف ارکان کا ذکر کرنے کے بعد ان کے باھمی تعلقات پر غور کرنا بھی ضروری معلوم ھوتا ھے - ان برنوں میں دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اکثر آپس میں شادیاں بھی ھوتی تھیں - اپنے برن میں شادی کرنا مستحسن ضرور تھا پر دوسرے برنوں میں شادی کرنا بھی معیوب نہ سمجھا جاتا تھا ' نہ دھرم شاستر کے خلاف تھا - براھمن مرد چھتری ' ویش یا شودر کی لڑکی سے بھی شادی کر سکتا تھا - یاگیہ‌ولکیہ نے براھمنوں کو شودر لڑکی سے شادی کرنے کی ممانعت کی تھی پر ھمارے زمانہ زیربحث تک یہہ رواج قائم تھا - بان نے شودر عورت سے پیدا براھمن کے لڑکے پارشو کا ذکر کیا ھے - اس طرح منڈور کے پڑھاروں کے سنہ ۸۳۷ ع اور سنہ ۸۶۱ ع کے کتبوں سے براھمن ھرش‌چندر کے چھتری لڑکی بھدرا سے شادی ھونے کا ذکر کیا گیا ھے - براھمن شاعر راج‌شیکھر نے بھی چوھان لڑکی آونتی‌سندری

سے شادی کی تھی - دکھن میں بھی چھتری لڑکیوں سے براہمنوں کے شادی ہونے کی نظیریں ملتی ہیں - گلوارا گاؤں کے قریب کی ایک بودھہ گپھا کے ایک کتبہ میں بلور بلسی براہمن سوم کے براہمن اور چھتری لڑکیوں سے شادی کرنے کا ذکر ہے (۱) - چھتری ویش اور شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا لیکن براہمن کی لڑکی سے نہیں - دنڈی کی تصنیف "دش کمارچرت" سے پایا جاتا ہے کہ پاٹلی پتر (قدیم پٹنہ) کے ویشرون کی لڑکی ساگردتا کی شادی کوسل کے راجہ کسم دھنوا سے ہوئی تھی (۲) - ایسی اور بھی کتنی مثالیں ملتی ہیں - اسی طرح ویش شودر کی لڑکی سے شادی کر سکتا تھا - حاصل کلام یہہ کہ ہمارے زمانہ زیربحث میں انولوم وواہ (لڑکا اونچے بلس کا لڑکی نیچے بلس کی) کا رواج تھا - پرتی لوم وواہ (لڑکی اونچے برن کی لڑکا نیچے برن کا) کا نہیں - یہہ تعلقات اُن شودروں کے ساتھہ نہ ہوتے تھے جنھیں پلیچھیگیہہ کرنے کا مجاز نہ تھا - زمانہ قدیم میں باپ کے برن سے بیٹے کا برن مانا جاتا تھا - براہمن کا لڑکا خواہ کسی برن کی لڑکی سے پیدا ہو براہمن ہی سمجھا جاتا تھا ' جیسا کہ رشی پراشر کے بیٹے وید ویاس جو دھیوری کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ' یا رشی جمدگنی کے بیٹے پرشورام جو چھتری لڑکی ریلوکا سے پیدا ہوئے تھے ' براہمن کہلائے -

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۱۹۷ - ۲۰۰ -

(۲) دش کمار چرت - وسرت کتھا -

بیچھے سے یہہ رواج بدل گیا - چھتری لڑکی سے پیدا لڑکا چھتري هی مانا جانے لگا ' جیسا کہ شنکھہ اور اُشنس وغیرہ اسمرتیوں سے پایا جاتا ھے - (۱)

باھمی شادیوں کا رواج روز بروز کم ھوتا گیا اور بعد ازاں اپنے برنوں تک رہ گیا - ھمارے زمانہ زیر بحث کے بعد یہہ رجحان یہاں‌تک بڑھا کہ شادي کا دائرہ اپنی ذات تک ھی محدود ھو گیا - (۲)

چھوت چھات

آج کل کی طرح پہلے زمانہ میں چھوت چھات کا رواج نہ تھا اور ایک برن والے دوسرے برن والوں کا ساتھہ کھانے پینے میں پرھیز نہ کرتے تھے - براھمن اور سب برنوں کے ھاتھہ کا کھانا کھاتے تھے ' جیسا کہ ویاس اسمرتی کے ایک شلوک سے معلوم ھوتا ھے (۳) - موجودہ چھوت چھات ھمارے زمانہ کے آخري حصہ میں بھي پیدا نہ ھوا تھا - البیروني لکھتا ھے کہ چاروں برنوں کے لوگ ایک ساتھہ رھتے تھے اور ایک دوسرے کے ھاتھہ کا کھاتے پیتے ھیں - (۴) ممکن ھے کہ یہہ قول صرف شمالی ھندوستان سے متعلق ھو کیونکہ دکھن میں سبزی خوروں

---

(۱) راجپوتانہ کا اتیہاس جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ -

(۲) سي وي ويد کی هستري آف میدیول انڈیا ' جلد ۱ صفحہ ۶۱ - ۶۳ ' جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ - ۸۲ -

(۳) ویاس اسمرتي - ادھیایہ ۳ شلوک ۵۵ -

(۴) البیروني کا ' ھندوستان ' جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ -

نے گوشت خوروں کے ساتھہ کھانا چھوڑ دیا تھا - یہہ
منافرت رفتہ رفتہ سبھی برنوں میں بڑھتی گئی -

ہندوستانیوں کی دنیاوی زندگی

ہندوستانیوں نے صرف روحانی ترقی کی طرف دھیان نہیں دیا ' دنیاوی ترقی کی طرف بھی اُن کی توجہ تھی - سلسلہ اگر برھمچریہ ' بان پرستھہ وغیرہ آشرموں میں نفس کشی پر زیادہ زور دیتے تھے ' تو گرھستھاشرم میں دنیاوی مسرتوں کا لطف بھی اُٹھاتے تھے - اہل ثروت بڑے بڑے عالیشان محلوں میں رہتے تھے - کھانے ' پہلے ' سونے ' بیٹھنے ' مہمانوں کی ملاقات ' گانے بجانے وغیرہ کے لئے الگ الگ کمرے ہوتے تھے - کمروں میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے معقول انتظام رہتا تھا - شہری تمدن کو دلچسپ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بڑے بڑے میلے ہوا کرتے تھے جہاں لوگ ہزاروں کی تعداد میں جاتے تھے - ہرش کے زمانہ میں ہر پانچویں سال عظیم‌الشان مذہبی جلسے ہوا کرتے تھے جن میں ہرش فقرا کو دان دیا کرتا تھا - ہیون‌سانگ نے اس کا ذکر اپنے سفرنامے میں کیا ہے - ان کے علاوہ ہر تقریب پر خاص خاص مقامات پر میلے لگتے تھے - مذہبی جلسے محض دلچسپی کے لئے نہ ہوتے تھے ' بلکہ اقتصادی پہلو سے بھی بہت اہم ہوتے تھے - ان میلوں میں دور دور سے بیوپاری آتے تھے اور جنسوں کی خرید فروخت کرتے تھے - میلوں کا یہہ رواج آج بھی قائم ہے - ان میلوں میں بہت دھوم دھام ہوتی

تھی – اکثر تہواروں کے موقعہ پر بھی میلے ہوتے تھے جیسا کہ رتناولی میں بسنت کے میلہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ھے – ھندوؤں میں تہواروں کی کثرت ھے اور وہ لوگ انھیں بڑے حوصلہ سے مناتے تھے – ان میلوں کا ھندوؤں کی معاشرتی زندگی میں خاص حصہ تھا – ھولی کی تقریب میں پچکاری سے رنگ ڈالنے کا بھي رواج تھا ، جیسا کہ ھرش نے رتناولی میں لکھا ھے (۱) – لوگوں کی تفریح کے لئے ناٹک گھروں کا ذکر بھی ملتا ھے – اسی طرح موسیقی خانوں اور نگار خانوں کا بھی ذکر پایا جاتا ھے جہاں شہر والے تفریح کے لئے جایا کرتے تھے – ناٹک ، رقاصی ، موسیقی ، اور تصویرنگاری میں کہاں تک ترقی ھو چکی تھی (۲) اس پر آگے روشنی ڈالی جائےگی – کبھی کبھی باغوں میں بڑي بڑی دعوتیں ھوتی تھیں جن میں عورت مرد سب شریک ھوتے تھے – لوگ طوطا مینا وغیرہ چڑیاں پالنے کے شوقین تھے – لوگون کی تفریح کے لئے مرغون ، تیتروں ، بھینسوں اور مینڈھوں کي لڑائیاں بھی ھوتی تھیں – پہلوان کشتی لڑتے تھے ، سواری کے لئے گھوڑوں ، رتھوں ، پالکیوں اور ھاتھیوں کا رواج تھا – سیر دریا کا بھی کافي رواج تھا جس میں کشتیاں کام میں لائی جاتی تھیں – اس میں عورت مرد سب شریک ھوتے تھے – عورت مرد مل کر

धारायंत्र विमुक्त संततपयः पूरप्लुते सर्वतः । (۱)
सद्यः सांद्र विमर्द कर्दम कृत क्रीडे क्षणं प्रांगणे-रत्नावली अंक १ । ॥ ११ ॥

(۲) ھرش مصنفہ رادھا کمد مکرجي صفحہ ۱۷۵ – ۷۲ –

جھولا بھی جھولتے تھے — دول کا میلہ بارش کے دنوں میں ہوا کرتا تھا — یہہ رواج آج بھی سارے هندوستان میں قائم ہیں — ان مشاغل تفریح کے علاوہ شطرنج ' چوپڑ وغیرہ بھی کھیلے جاتے تھے — جوئے کا بہت رواج تھا ' پر اُس پر سرکاری نگرانی رهتی تھی — قمار خانوں پر محصول لگتا تھا ' جیسا کے کتبوں سے پایا جاتا ھے (۱) — چھتری شکار خوب کھیلتے تھے — راجے اور راجکمار ساز و سامان کے ساتھہ شکار کھیلنے جایا کرتے تھے — شکار تیروں بھالوں وغیرہ سے کھیلا جاتا تھا — شکاری کتے بھی ساتھہ رکھتے تھے —

پوشاک

بعض علما کا خیال ھے کہ ھرش کے زمانہ تک هندوستان میں سینے کا فن نہ پیدا ہوا تھا (۲) — وہ اس دعوی کی دلیل میں هیونسانگ کا ایک قول پیش کرتے ہیں (۳) ' لیکن اُن کا یہہ خیال باطل ھے — هندوستان میں گرم ' معتدل ' سرد سبھی طرح کے خطے موجود ہیں — یہاں نہایت قدیم زمانہ سے ھر موسم کے کپڑے ضرورت کے مطابق پہنے جاتے تھے — ویدوں اور براهمن گرنتھوں میں سوئی کا نام ' سوچی ' یا ' بیشی ' ملتا ھے — تیتریہ براهمن تین قسم کی سوئیوں کا حوالہ دیتا

(۱) وکرمی سمبت ۱۰۰۸ (سنہ ۹۵۱ ء) کے اودے پور کے قریب کے سارنیشور میں لگے ہوئے کتبے سے —

(۲) سی وی وید ہسٹری آف میڈیول انڈیا — جلد ۱ — صفحہ ۸۹ —

(۳) واٹرس آن هیونسانگ جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ —

ھے : لوھے ' چاندی اور سونے کی (۱) - رگ وید میں قینچی کو بھورج کہا ھے (۲) - سشرت سنگھتا میں باریک دھاگے سے سینے کا ذکر موجود ھے - ریشمی چغے کو تارپیہ (۳) اور اونی کرتے کو شاموال کہتے تھے (۴) - دراپی (۵) بھی ایک قسم کا سلا ھوا کپڑا ھوتا تھا جس کے متعلق سائن لکھتا ھے کہ وہ لڑائیوں میں پہنا جاتا تھا - صرف کپڑا ھی نہیں چمڑا بھی سیا جاتا تھا - چمڑے کی تھیلی کا ذکر ویدک زمانہ میں بھی ملتا ھے -

اپنے زمانہ زیربحث سے قبل کی ان باتوں کے لکھنے سے ھمارا منشا صرف یہہ ثابت کرنا ھے کہ ھمارے یہاں سینے کا فن بہت قدیم زمانہ سے معلوم تھا -

ھمارے زمانہ میں عورتوں کی معمولی پوشش انتریہ یا ساڑی تھی جو آدھی پہنی اور آدھی اوڑھی جاتی تھی - باھر جانے کے وقت اس پر اُتریہ (دوپٹہ) اوڑھ لیا جاتا تھا - عورتیں ناچنے کے وقت لہنگے جیسا زری کے کام کا لباس پہنتی تھیں جسے پیشس کہتے تھے (۶) - متھرا کے کنکالی

---

(۱) تیتریہ براھمن ۳ - ۹ - ۶ -

(۲) رگ وید ۸ - ۴ - ۱۶ -

(۳) اتھروید ۱۸ - ۴ - ۳۱ -

(۴) جیمنیہ اُپنشد براھمن ۱ - ۳۸ - ۴ -

(۵) رگ وید ۱ - ۲۵ - ۱۳ -

(۶) رگ وید ۲ - ۳ - ۶

تھلے سے ملی ہوئی رانی اور اس کی باندی کی مورتیں منقوش ہیں - رانی لہنگا پہنے اور اوپر سے چادر اوڑھے ہوئے ہے (۱) - اسمتھ نے اپنی کتاب میں ایک جین مورتی کے نیچے دو چیلیوں اور تین چیلیوں کی کھڑی مورتیوں کی تصویر دی ہے - تینوں عورتیں لہنگے پہنے ہوئے ہیں (۲) اور لہنگے بھی آج کل کے سے ہی ہیں - دکھن میں جہاں لہنگوں کا رواج نہیں ہے وہاں آج بھی ناچتے وقت عورتیں لہنگا پہنتی ہیں - عورتیں چھینٹ کے کپڑے بھی پہنتی تھیں ' جیسا کہ اجنتا کے غار میں بچے کو گود میں لئے ایک کالی خوبصورت عورت کی تصویر سے ظاہر ہے - اس میں عورت کمر سے نیچے تک آدھی آستین کی خوبصورت چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئے ہے (۳) - بیوپاری لوگ روئی کے چغے اور کرتے بھی پہنتے تھے - دکھن کے لوگ معمولاً دو دھوتیوں سے کام چلاتے تھے - دھوتیوں میں خوش رنگ کناری بھی ہوتی تھی - ایک دھوتی پہنتے تھے اور ایک اوڑھتے تھے - کشمیر کی طرف کے لوگ کھچلی (جانگھیا) (Half-pant) پہنتے تھے (۴) -

ان لباسوں میں رنگینی ' خوبصورتی اور صفائی کا بہت ہی لحاظ رکھا جاتا تھا - ہیونسانگ نے روئی ' ریشم اور اون کے

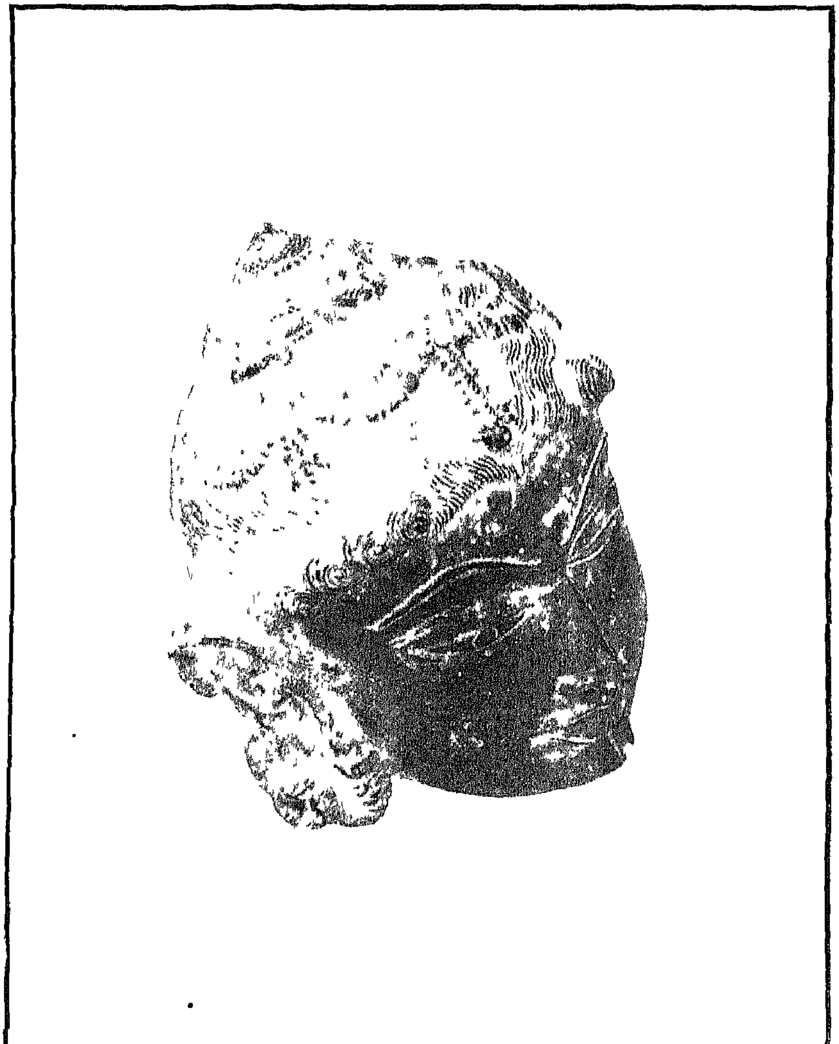
(۱) اسمتھ کی متھرا اینٹی کویٹیز ' پلیٹ ۱۳ -
(۲) ایضاً - پلیٹ ۸۵ -
(۳) اسمتھ اکسفورڈ ہسٹری آف انڈیا ۱۶۹ -
(۴) رادھا کمد مکرجی ' ہرش ' ۱۷۰ - ۱۷۷ -



(۱۴) چھینٹ کی انگیا پہنے ہوئی عورت کی تصویر

[اجنتا کے غار سے]

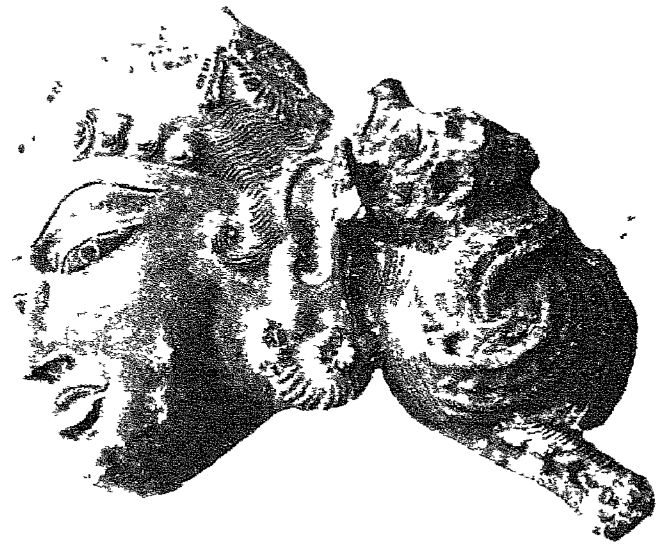
صفحہ ۶۴



(۱۵) زیوروں سے آراستہ عورت کا سر

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۶۴



(۱۶) عورت کے سر میں بال کی سنوار

[راجپوتانہ عجائب خانہ - اجمیر]

صفحہ ۴

کتواتے تھے - چھتری لمبي ڈاڑھي رکھتے تھے - جیسا کہ بان کے ایک سپہ سالار کے سراپا سے واضح ہوتا ھے - بہت سے لوگ پیروں میں جوتے نہ پہنتے تھے (۱) -

زیور

جسم کی آرائش زیوروں کا رواج بھی عام تھا - مرد اور عورت دونوں ھی گہنوں کے شوقین تھے - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ راجے اور رئیس کثرت سے گہنے استعمال کرتے تھے - بیش قیمت موتیوں کے ھار ' انگوٹھیاں ' کڑے ' اور مالائیں ان کے زیور ھیں - سونے چاندی کے جڑاؤ بازوبند ' سادے یا کڑے کی شکل کے سونے کے کنڈل وغیرہ کتنے ھی زیور مستعمل تھے - کبھی کبھی عورتیں کانوں کے نیچے کے حصے کو دو جگہ چھدواتی تھیں جن میں سونے یا موتیوں کی لڑیاں پروئی جاتی تھیں - کان میں زیور پہننے کا رواج عام تھا - ایسے چھدے ہوئے کانوں کی عورتیں کی مورتوں کئی عجائب گھروں میں ھیں - پیروں میں بھی سادے یا گھونگرو والے زیور پہنے جاتے تھے - ھاتھوں میں کڑے اور سنکھہ یا ھاتھی دانت کی مرصع چوڑیاں ' بازو پر مختلف قسم کے بازوبند ' گلے میں خوبصورت اور بیش قیمت ھار اور انگلیوں میں طرح طرح کی انگوٹھیاں پہنی جاتی تھیں - پستاں کہیں کھلے ' کہیں پٹی سے بندھے ہوئے اور کہیں چولی سے ڈھکے رکھے جاتے تھے -

---

(۱) سي وي ويد کي هسٹري آف مڈیول انڈیا ج ۱ ص ۹۲ و ۹۳ -

خوش حال زن و مرد خوشبودار پھولوں کے مالے بھی پہنتے تھے - چانڈالوں کی عورتیں پیروں میں جواہر نگار گھنگے پہن سکتی تھیں (۱) - ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق زیوروں کا استعمال کرتا تھا - کسی کو زیور پہننے کی ممانعت نہ تھی - نتھہ اور بلاق کا ذکر پرانی کتابوں میں نہیں ملتا ممکن ہے مسلمانوں سے یہہ زیور لئے گئے ہوں -

علما بھی مختلف قسم کی علمی مجلسوں سے تفریح کیا کرتے تھے - ایسی مجلسیں شاہی درباروں یا علما کی صحبتوں میں ہوتی تھیں - بان بھٹ اپنی کادمبری میں راج سبھا کے علمی تفریحات کا کچھہ ذکر کرتا ہے ' مثلاً برجستہ شعر گوئی ' قصہ گوئی ' تاریخ اور پران کا سماع ' موسیقی ' پہیلیاں ' چوپڑے ' وغیرہ -

غذا

کھانے میں صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھا جاتا تھا - اتسنگ نے اس کے متعلق بہت کچھہ لکھا ہے - ہندوستان کے لوگ بذاتہ صفائی پسند ہیں ' کسی دباؤ کی وجہ سے نہیں - کھانے کے قبل وہ نہاتے ہیں ' جھوٹا کھانا کسی کو نہیں کھلایا جاتا ' کھانے کے برتن ایک کے بعد دوسرے کو نہیں دئے جاتے - مٹی اور لکڑی کے برتن ایک بار استعمال کرنے کے بعد پھر کام میں نہیں لائے جاتے - سونے ' چاندی '

---

(۱) کادمبری میں چانڈال لڑکی کا بیان -

تانبے وغیرہ کے برتن خوب صاف کئے جاتے ھیں (۱) - یہہ طریقہ صفائی اب بھی موجود ھے حالانکہ اب اس کي جانب روز بروز کم توجہ کی جاتی ھے -

هندوستان کی غذا عموماً گیہوں ، چاول ، جوار ، باجرا ، دودھہ ، گھي ، گڑ اور شکر تھي - الادریسی انھل واڑے کے بیان میں لکھتا ھے : " وھاں کے لوگ ، چاول ، مٹر ، پھلیاں ، اُرد ، مسور ، مچھلی اور دوسرے جانوروں کو جو خود مر گئے ھوں کھاتے ھیں کیونکہ وہ لوگ کبھی ذی روحوں کو ھلاک نہیں کرتے " (۲) - مہاتما بدھہ کے قبل گوشت کا بہت رواج تھا - جین اور بودھہ دھرم کے اثر سے رفتہ رفتہ اس کا رواج کم ھوتا گیا - ھندو دھرم کے عروج ثانی کے وقت جب بہت سے بودھہ ھندو ھوے تو اھنسا اور سبزي خوری کو اپنے ساتھہ لائے - ھندو دھرم میں گوشت خوري گناہ سمجھي جانے لگی - گوشت سے لوگوں کو نفرت ھو گئی تھی - مسعودی لکھتا ھے کہ براھمن کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے - اسمرتیوں میں بھي براھمنوں کو گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی ھے ، لیکن بعض پرانی اسمرتیوں میں شرادھہ کے موقع پر گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ھے - اس پر ویاس اسمرتی میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا ھے کہ شرادھہ میں گوشت نہ کھانے والا براھمن گنہگار ھو جاتا ھے - رفتہ رفتہ گوشت‌خوری کا

---

(۱) واٹرس آن یون چانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ -

(۲) سي وی وید کي هسٹري آف میڈیویل انڈیا ، جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

مذاق بڑھتا گیا اور براهمنوں کے ایک طبقہ نے گوشت کھانا شروع کر دیا – چھتری اور ویش بھی گوشت کھاتے تھے – هرن ' بھیڑ اور بکری کے سوا دوسرے جانوروں کا گوشت ممنوع ھے – کبھی کبھی مچھلی بھی کھائی جاتی تھی – پیاز اور لہسن کا استعمال ممنوع تھا اور جو لوگ اُن کا استعمال کرتے تھے انھیں پرایشچت کرنا پڑتا تھا – شمالی هندوستان کے مقابلہ میں دکھن میں گوشت کا رواج بہت کم تھا – چنڈال هر ایک قسم کا گوشت کھاتے تھے ' اس لئے وہ سب سے دور رهتے تھے –

شراب کا رواج قریب قریب نہیں تھا – دوئیجوں (جنیو پہننے والوں) کو تو شراب بیچنے کی بھی ممانعت تھی – براهمن تو شراب بالکل نہیں پیتے تھے – المسعودی نے لکھا ھے کہ اگر کوئی راجہ شراب پی لے تو وہ فرمانروائی کے ناقابل سمجھا جاتا ھے – لیکن رفتہ رفتہ چھتریوں میں شراب کا رواج بڑھتا گیا – عربی سیاح سلیمان لکھتا ھے کہ هندوستان کے لوگ شراب نہیں پیتے – اس کا قول ھے کہ جو راجہ شراب پئے وہ فی‌الواقع راجہ نہیں ھے – آس پاس لڑائیاں جھگڑے ہوتے رهتے هیں ' تو جو راجہ خود متوالا هو ' بھلا کیونکر راج کا انتظام کر سکتا ھے (۱) – واتسیائن کے کام‌سوتر سے معلوم ہوتا ھے کہ صاحب ثروت لوگ باغیچوں میں جاتے اور شراب کی محفلیں آراستہ کرتے تھے – اس زمانہ میں صفائی کا

---

(۱) سلیمان سوداگر صفحہ ۷۸ – (ناگری پرچارنی سبھا) –

خیال بہت تھا تاہم ایک دوسرے کے ہاتھ کا کھانے کی ممانعت نہ تھی — چھوت چھات کا خیال ویشنو دھرم کے ساتھ پیچھے سے پیدا ہوا —

متذکرہ‌بالا حالات سے ہماری مراد یہہ ہرگز نہیں کہ ہندوستان کے لوگ صرف مادی زندگی کے دلدادہ تھے — اُن کی روحانی زندگی بھی اونچے درجہ کی تھی — کتنی ہی مذہبی باتیں زندگی کا جزو بنی ہوئی تھیں — پنچ مہایگیہ ہر ایک گرہستھ کے لئے لازمی تھا ، مہمان‌نوازی تو فرض سمجھی جاتی تھی — یگیوں میں جانوروں کی قربانی بودھ دھرم کے باعث کم ہو گئی تھی اس زمانہ میں یگیہ بہت کم ہوتے تھے — مگر ہندوؤں کے عروج ثانی کے ساتھ یگیوں کا پھر رواج ہو گیا ، ہمارے زمانہ زیر بحث میں بڑے بڑے یگیوں کا ذکر نہیں ملتا —

غلامی کا رواج

ہندو تہذیب اعلیٰ درجہ کی تھی ضرور پر غلامی کا رواج بھی کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا — یہہ رواج ہمارے زمانہ زیر تنقید کے بہت قبل سے چلا آتا تھا — منو اور یاگیہ‌ولکیہ کی اسمرتیوں میں غلامی کے رواج کا ذکر موجود ہے — یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی کے تفسیر نویس وگیانیشور نے (بارھویں صدی) پندرہ قسم کے غلاموں کا ذکر کیا ہے : خانہ‌زاد (گھر کی لونڈی سے پیدا) ، کریت (خریدا گیا) ، لبدھہ (دان‌امیں ملا ہوا) ، دایا دو پاگت (خاندانی) ، اناکال بھریت (قحط میں مرنے سے بچایا ہوا) ،

آهت (روپیه دے کر اپنے پاس رکھا هوا)، رین داس (قرض کی علت میں رکھا هوا)، یدهه پراپت (لڑائی میں پکڑا هوا)، پلیتجت (جوے وغیرہ میں جیتا هوا)، پربرجیاوست (سادهو هونے کے بعد بگڑ کر بنا هوا)، کریت (ایک خاص مدت کے لئے رکھا هوا)، بڑواهریت (گهر کی لونڈی کے فراق میں آیا هوا) اور آتم‌بکریتا (اپنے آپ کو بیچنےوالا) - غلام جو کچهه کماتا تها اُس پر اس کے مالک کا حق هوتا تها - کچهه لوگ غلاموں کو چوری کر کے انهیں بیچ ڈالتے تهے -

یہاں کی غلامی دوسرے ملکوں کی غلامی کی طرح حقیر، قابل نفرت اور شرمناک نه تهی - یهه غلام گهروں میں گهر کے آدمیوں کی طرح رهتے تهے - تہوهار اور تقریبوں میں غلاموں کی بهی خاطر کی جاتی تهی - جو غلام تندهی سے کام کرتے تهے اُن کے مالک اُن کے ساتهه بہت اچها سلوک کرتے تهے - سلطنت کی طرف سے غلاموں کے ساتهه رحم اور انسانیت کا برتاؤ کرنے کے لئے قانون بنے هوے تهے - یاگیه‌ولکیه اسمرتی میں لکها هے که زبردستی غلام بنائے هوے اور چوروں سے خریدے گئے غلاموں کو اگر مالک خود آزاد نه کر دے تو راجه انهیں آزاد کرا دے - کوئی سانحه پیش آجانے پر آقا کی جان بچانے کے صله میں غلام آزاد کر دیا جاتا تها (۱) - نارد اسمرتی میں تو یہاں تک لکها هوا هے که آقا کی جان بچانےوالے غلام کو

---

(۱) متاکشرا صفحه ۲۳۹ -

اولاد کی طرح جائداد میں ورثہ بھی دیا جائے - جو لوگ قرض کی علت میں غلام بنتے تھے وے قرض ادا کر دینے پر آزاد ہو سکتے تھے - قحطزدے غلام دو گائیں دے کر، آھت غلام روپئے دے کر، لڑائی میں پکڑے ہوے اپنے کو خود بیچنے والے اور جوئے وغیرہ میں جیتے ہوے غلام کوئی نمایاں خدمت انجام دے کر یا عوض دے کر آزاد ہو سکتے تھے (١) - متاکشرا میں اُس زمانہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہوا ہے - آقا غلام کے کندھے سے پانی کا بھرا ہوا گھڑا اتھاتا اور اُسے توڑ کر اکشت، پھول وغیرہ غلام پر پھینکتا ہوا تین بار کہتا تھا "اب تو میرا غلام نہیں ہے" - یہہ کہہ کر اسے آزاد کر دیتا تھا - یہاں کے غلام معتمد ملازم سمجھے جاتے تھے - اُن کے ساتھہ کسی طرح کی سختی یا زیادتی روا نہ رکھی جاتی تھی - ایسی حالت میں چینی اور عرب سیاحوں کو ملازموں اور غلاموں میں کوئی فرق ہی نظر نہ آیا - پھر وہ لوگ غلاموں کا ذکر کیسے کرتے ؟

توھمات

ادبیات اور نظریات میں انتہائی ترقی ہونے کے باوجود عوام میں توھمات کی کمی نہ تھی - لوگ جادو ٹونے، بھوت بریت وغیرہ کے معتقد تھے - جادو ٹونے کا رواج

---

(١) متاکشرا صفحہ ٢٣٩ - ٥٠ -

ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - آتھرو وید میں تسخیر، تالیف، تخویف وغیرہ کا ذکر موجود ہے - راجہ کے پروہت آتھرو وید کے عالم ہوتے تھے - دشمنوں کا خاتمہ کرنے کے لئے راجہ جادو ٹونے اور عملیات بھی کام میں لاتا تھا - ہمارے زمانہ زیر بحث میں ان توہمات کا بہت زور تھا - بان نے پربھاکروردھن کی موت کے وقت لوگوں کے آسیب کا شبہہ کرنے اور اُس کے رد عمل کا ذکر کیا ہے (۱) - کادمبری میں بھی بان نے لکھا ہے کہ ولاس وتی اولاد کے لئے تعویذ پہنتی تھی، گنڈے باندھتی تھی، گیدڑوں کو گوشت کھلاتی تھی، بھوتوں کو خوش کرتی تھی اور رمالوں کی خاطر تواضع کرتی تھی - اِسی طرح حمل کے وقت ارواح خبیث سے اس کی حفاظت کرنے کے لئے پلنگ کے نیچے راکھہ کے حلقے بنانے، گوروچن سے بھوج پتر پر لکھے ہوئے منتروں کے جنتر باندھنے، چڑیل سے بچنے کے لئے مور پنکھوں کے اُرسیلے، سفید سرسوں بکھیرنے وغیرہ عملیات کا ذکر کیا ہے (۲) - بھوبھوتی نے مالتی مادھو میں لکھا ہے کہ اگھورگھنٹ مالتی کو دیوی کے مندر میں حصول مقصد کے لئے قربان کرنے لے گیا تھا - "گوڈوہو" میں بھی دیوی کو خوش کرنے کے لئے آدمیوں اور جانوروں کے قربان کئے جانے کا ذکر ہے - ان اسباب سے ظاہر ہوتا ہے

---

(۱) بان کا ہرش چرت صفحہ ۱۶۴ -
(۲) کادمبری صفحہ ۱۲۸ - ۳۰ -

که همارے زمانہ متعینہ تک هندوستان میں توهمات کا خاصہ زور تھا - لوگ بھوت ' پریت ' ڈانکنی ' شاکنی ' وغیرہ کے معتقد تھے - سومیشور کوي کے سورتھو تسو ' نامی کاویہ سے ظاهر هوتا هے که راجہ لوگ جادو منتروں سے دشمنوں کو قتل کرانے یا زخموں کو منتروں کے ذریعہ اچھا کرنے کا عمل کرتے تھے - دیویوں کو خوش کرنے کے لئے جانوروں اور آدمیوں کو بلی دینے کے لئے وحشیانہ اور شرمناک رسم اس وقت بھی موجود تھي -

اطوار

اس موضوع کو ختم کرنے کے پہلے اس زمانہ کی عادات و اطوار پر بھی چند الفاظ لکھنا بے موقع نہ هوگا - زمانہ قدیم سے هی هندوستانیوں کے اطوار بہت هی پسندیدہ اور نیک رهے هیں - میگاستھنیز نے لکھا هے که وہ لوگ سچ بولتے تھے ' چوري نہیں کرتے تھے ' اور نہ اپنے گھروں میں تالے ڈالتے تھے - جواں‌مردي میں ایشیا میں ان کا کوئی همسر نہ تھا - وہ بہت حلیم اور جفاکش تھے ' انھیں عدالت میں جانے کی ضرورت کبھي نہ هوتي تھی - یہہ کیفیت زمانہ قدیم میں هي نہیں تھی - همارے زمانہ کے سیاحوں نے بھی ان کے خوش‌کردار هونے کی خوب تعریف کی هے - هیونسانگ لکھتا هے که هندوستان کے لوگ سادگی اور ایمانداری کے لئے مشہور هیں - وہ کسي کا مال غصب

نہیں کرتے - الادریسی لکھتا ھے کہ ھندوستان کے لوگ ھمیشہ حق کی حمایت کرتے ھیں ' حق سے دشمنی نہیں کرتے - اُن کے معاملات کی صفائی نیک نیتی اور صداقت مشہور ھے - ان معاملات میں وہ اتنے نیک نام ھیں کہ دوسرے ممالک کے لوگ بلا خوف ان سے تعلقات پیدا کرتے ھیں جس سے ان کا ملک خوش‌حال ھوتا جاتا ھے - (۱) تیرھویں صدی کا شمس‌الدین ابو عبداللہ بدیع‌الزمان کے فیصلہ کا اقتباس کرتے ھوے لکھتا ھے کہ ھندوستان کی آبادی بہت گھنی ھے ' وھاں کے لوگ دھوکے اور بد نیتی سے نفرت کرتے ھیں - زندگی اور موت کی وہ بالکل پروا نہیں کرتے - (۲) مارکو پولو (تیرھویں صدی) نے لکھا ھے کہ براھمن اچھے تاجر اور حق پرور ھیں - وہ گوشت مچھلی کا استعمال نہیں کرتے اور کامل احتیاط سے زندگی بسر کرتے ھیں - وہ طویل‌العمر ھوتے ھیں - (۳) - اُس زمانہ کے چھتری چار پائی پر مرنا شرمناک سمجھتے تھے ' شمشیر بکف مرنے کی ان کی تمنا رھتی تھی - یہہ موقع نہ ملتا تھا تو وہ لوگ دریا میں کود کر ' پہاڑوں سے گر کر یا آگ میں جل کر جان دے دیتے تھے - بلال سین اور دھنگ دیو کے پانی میں ڈوب

---

(۱) الیت ' جلد ۱ صفحہ ۸۸ -

(۲) میکس مولر ' انڈیا - صفحہ ۲۷۵ -

(۳) مارکو پولو ' جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ - ۶۰ -

مرنے اور مریچھہ‌کٹک کے مصنف شودرک وغیرہ کے آگ میں جل مرنے کی نظیریں ملتی ہیں - بعض اوقات براھمن بھی ضعیف ھو جانے پر آگ میں جل مرتے یا پانی میں کود پڑتے تھے - سکندر کے زمانہ میں ایک براھمن کے آگ میں جل مرنے کا پتہ لگتا ھے - مارکو پولو نے بھی اس رسم کا ذکر کیا ھے - (۱)

ھندوستانی تہذیب میں عورتوں کا درجہ

کسی قوم کی معاشرت اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک اس میں عورتوں کا درجہ اونچا نہ ھو - زمانہ سلف بعید میں عورتوں کا بہت احترام کیا جاتا تھا اسی لئے اُنھیں اردھانگنی (مردوں کے جسم کا نصف) کا نام دیا گیا تھا - گھر میں ان کا درجہ بہت بلند تھا - یگیہ وغیرہ رسوم میں شوھر کے ساتھہ بیٹھنا لازمی تھا - راماین اور مہابھارت میں ھی نہیں ان کے بعد کے ناٹکوں میں بھی عورتوں کا درجہ بہت اونچا بتایا گیا ھے - ھمارے زمانہ تک بھی عورتوں کا معاشرت میں بہت اونچا درجہ تھا - بھوبھوتی اور نارائن بھٹ کے ناٹکوں سے معلوم ھوتا ھے کہ اس زمانہ میں عورتوں کا کافی وقار تھا -

عورتوں کی تعلیم

پچھلے زمانہ کی طرح اس زمانہ میں عورتوں اور شودروں کو تعلیم دینا خطرناک نہ سمجھا جاتا تھا - ہاں بہت

---

(۱) سی وی وید، ھسٹری آف میڈیول انڈیا، جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ -

نے لکھا هے کہ راج شری کو بودهہ اصولوں کی تعلیم دینے کے لئے دواکرمتر کا تقرر هوا تھا - بہت سی عورتیں بودهہ بھکشو بھی هوتی تھیں جو یقیناً بودهہ عقائد سے کما حقہ واقف هوتی هوں‌گی - شنکرا چاریہ کے ساتھہ شاستراتھہ کرنے والے منڈن مسر کی بیوی کے متعلق یہہ روایت مشہور هے کہ اُس نے شنکرا چاریہ کو بھی لاجواب کر دیا تھا - مشہور شاعر راج شیکھر کی بیوی اونتی سندری علم و فضیلت میں یگانہ روزگار تھی - راج‌شیکھر نے دیگر علما سے اپنے اختلاف رائے کا اظہار کرتے هوئے جہاں اور علما کی رایوں کا حوالہ دیا هے وهاں تین مقامات پر اس نے اونتی‌سندری کی رائے کا بھی حوالہ دیا هے - اونتی‌سندری نے پراکرت میں مستعمل هونے والے دیسی الفاظ کی ایک لغت بھی بنائی جس میں هر ایک لفظ کے استعمال کی سند اس نے اپنی هی تصنیف سے پیش کی تھی - هیم چندر نے اپنی دیسی نام‌مالا میں دو جگہوں پر اس کے اختلاف رائے کا ذکر کر کے ثبوت میں اس کے اشعار پیش کئے هیں - عورتوں کی تعلیم کے متعلق راج شیکھر اپنے خیالات یوں ظاهر کرتا هے - ”مردوں کی طرح عورتیں بھی شاعرہ هوں - ملکہ تو روح میں هوتا هے، وہ مرد یا عورت کے جنس میں تمیز نہیں کرتا - راجاؤں اور وزیروں کی بیٹیاں، ارباب نشاط، پنڈتوں کی بیویاں شاستروں کی ماهر اور شاعرہ دیکھی جاتی هیں (۱) - همارے زمانہ میں

---

(۱) ناگری پرچارنی پترکا حصہ ۲ صفحہ ۸۰ - ۸۵ -

بھی متعدد عورتیں شاعرہ ہوئی ہیں - ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں - اندو لیکھا ، مارولا ، موریکا ، وجکا ، شیلا ، سبھدرا ، پدم سری ، مدالسا اور لکشمی - اتنا ہی نہیں ، عورتوں کو ریاضیات کی تعلیم بھی دی جاتی تھی - بھاسکراچاریہ (بارھویں صدی کے آخر میں) نے اپنی لڑکی لیلاوتی کو حساب سکھانے کے لئے لیلاوتی نام کی کتاب لکھی -! فنون لطیفہ کی تعلیم تو عورتوں کو خاص طور پر دی جاتی تھی - ہان نے راج سری کو گانا ، ناچنا وغیرہ سکھانے کے لئے خاص انتظام کئے جانے کا ذکر کیا ہے - (۱) تلاش کرنے سے تاریخ میں ایسی اور بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں -

پردہ

اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ تھا - راجاؤں کی عورتیں درباروں میں آتی تھیں - ہیونسانگ لکھتا ہے کہ جس وقت ہون راجہ مہر کل شکست کھانے کے بعد پکڑا گیا اس وقت بالادتیہ کی ماں اس سے ملنے گئی تھی - ہرش کی ماں بھی اراکین دربار سے ملتی تھی - بان کادمبری میں لکھا ہے کہ بلاس وتی مختلف شگون جاننے والے جوتشیوں اور مندر کے پجاریوں اور براہمنوں سے ملتی تھی اور مہا کال کے مندر میں جاکر مہا بھارت کی کتھا سنتی تھی -

---

(۱) رتناولی - ایکٹ ۲ -

راج سری هیونسانگ سے خود ملي تهی - اُس زمانه کے ناٹکوں میں بھی پردہ کا کوئی ذکر نہیں ہے - سیاح ابوزید نے لکھا ہے کہ مستورات ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے سامنے آتی تھیں ، میلوں اور باغوں میں سیر و تفریح کے لئے مردوں کے ساتھہ عورتیں بھی جاتی تھیں - کام سوتر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے - عورتیں فوجي ملازمت بھی کرتی تھیں ، اور راجاؤں کے ساتھہ دربار ، ہوا خوری ، لڑائی وغیرہ میں شریک ہوتی تھیں - وہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتی تھیں - کہیں کہیں لڑائي میں رانیوں اور دیگر عورتوں کے گرفتار کئے جانے کا ذکر بھی آیا ہے - دکھن کے پچھمی سولنکی وکرما دتیہ کي بہن اکا دیوی طبعاً دلیر واقع ہوئی تھی - اور فن سیاست میں اتنی ماہر تھی کہ چار صوبوں پر حکومت کرتی تھي - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے (بیلگانوں ضلع کے) گوکاک کے قلعہ کا محاصرہ بھي کیا تھا - اسی طرح اور بھی ایسی مثالیں دي جا سکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا چلن نہ تھا - البتہ تحقیق ہے کہ راجاؤں کے محلوں میں ہر خاص و عام کو جانے کي اجازت نہ تھی - مسلمانوں کے آنے کے بعد پردہ کا رواج شروع ہوا - شمالي ہندوستان میں مسلمانوں کا زور زیادہ تھا - اس لئے وہاں اونچے خاندانوں میں گھونگٹ اور پردہ دونوں ہی کا رواج زور پکڑتا گیا - جن صوبوں میں مسلمانوں کا اثر زیادہ نہ ہوا وہاں پردہ یا گھونگٹ کا رواج بھي نہ چلا - آج بھی

راجپوتانہ سے دکھن سارے ہندوستان میں کہیں پردہ نہیں ہے اور کہیں ہے بھی تو برائے نام -

شادی

منو اسمرتی میں ، جو ہمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے بن چکی تھی آٹھ قسم کی شادیوں کا ذکر ہے - براہم ، دیو ، آرش ، پراجاپتہ ، آسر ، گاندھرو ، راکشس اور پشاچ - بہت ممکن ہے کہ اس وقت ان آٹھوں قسموں کی شادیوں کا رواج رہا ہو - لیکن روز بروز کم ہوتا جاتا تھا - یاگیہولکیہ نے ان سب کی تشریح کر کے پہلی چار قسموں کو ہی مرجح کہا ہے - وشنو اور شنکھ اسمرتیوں میں پہلی چار قسموں کو ہی جائز کہا ہے - ہاریت اسمرتی میں تو صرف براہم بواہ کو مناسب کہا گیا ہے -

اونچے خاندانوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - راجہ ، سردار اور اہل ثروت کئی کئی شادیاں کرتے تھے - ایک کتبہ میں کلچوری راجہ گانگے دیو کے مر جانے پر اس کی بہت سی رانیوں کے ستی ہونے کا ذکر ملتا ہے - اس زمانہ تک کمسنی کی شادیوں کا رواج نہ تھا - کالی داس نے شکنتلا سے دشینت کے ملنے کا واقعہ لکھا ہے - شکنتلا اس وقت بالغ ہو گئی تھی - گریہیہ سوتروں میں شادی کے کچھ دنوں بعد گربھادھان کرنے کا ذکر ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوتی تھیں - منو اسمرتی میں لڑکی کی عمر ۱۶ بتلائی ہے - راج سری کی عمر شادی کے وقت ۱۴ سال تھی - کادمبری سے معلوم ہوتا ہے

که مہا شویتا اور کادمبری دونوں کی عمر شادی کے قابل تھی - هاں همارے دور متعهدہ کے آخری حصہ میں کم‌سنی کی شادیوں کا آغاز هو چلا تھا - مسلمانوں کے آنے کے بعد اس رواج نے زیادہ زور پکڑا - بدھوا بواہ اگر پہلے کی طرح عام نہ تھا ' لیکن متروک بھی نہ هوا تھا - یاگیہ‌ولکیہ اسمرتی میں بدھوا بواہ کا ذکر موجود ھے - وشنو نے یہاں تک لکھا ھے کہ باکرہ بدھوا کی شادی سے جو لڑکا پیدا هو وہ جائداد کا وارث بھی ھے - پراشر تک نے لکھا ھے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر گیا هو یا سادھو بن گیا هو ' لا پتہ هو گیا هو ' ذات سے خارج هو گیا هو ' یا قوت مردی سے محروم هو گیا هو تو وہ دوسری شادی کر سکتی ھے - مشہور جین منتری وستوپال تیج‌پال کا بیوہ سے پیدا هونا مشہور ھے - یہہ رواج رفتہ رفتہ کم هوتا گیا اور آخری دوئجوں (جنیو پہننےوالوں) میں بالکل غائب هو گیا - البیرونی لکھتا ھے کہ عورت بیوہ هو جانے پر شادی نہیں کر سکتی - بدھواؤں کے پہناوے اور وضع و قطع بھی عام عورتوں سے جدا هوتے تھے - بان نے راج شری کے بیوہ هو جانے پر اس کا ذکر کیا ھے - آج بھی اونچی ذاتوں میں بدھوا بواہ کا رواج نہیں ' مگر نیچی ذاتوں میں عام ھے -

رسم ستی

ستی کا رواج همارے زمانہ کے کچھہ پہلے شروع هو گیا تھا - اور مخصوص میں کسی نہ کسی وجہ سے اُس کا

رواج بڑھتا گیا – هرش کی ماں خود ستی هو گئی تھی – هرش چرت میں اس کا ذکر موجود هے – راج سری بھی آگ میں کودنے کو تیار هو گئی تھی ' پر هرش نے اُسے روک لیا – هرش کی تصنیف " پریه درشیکا " میں وندھیه کیتو کی عورت کے ستی هونے کا ذکر آیا هے – اس کے پہلے چھٹویں صدی کے ایک کتبه سے بھانوگپت کے سپهسالار گوپ راج کی بیوی کے ستی هونے کی نظیر موجود هے – البیرونی لکھتا هے " بدھوائیں یا تو تپسونی کی زندگی بسر کرتی هیں ' یا ستی هو جاتی هیں – راجاؤں کی عورتیں ' اگر بوڑھی نه هوں تو ستی هو جاتی هیں " (۱) – سبھی بیواؤں کے لئے ستی هونا لازمی نه تھا – یهه امر عورتوں کی مرضی پر مبنی تھا –

ان رواجوں کے باوجود معمولی طور پر عورتوں کی تمدنی حالت بری نه تھی – اُن کی کماحقه عزت و تعظیم کی جاتی تھی – وید ویاس نے منو اسمرتی میں اُن کے معمولات کا جو ذکر کیا هے وہ پڑھنے لائق هے – اُس کا لب‌لباب یه هے – عورت شوهر سے پہلے اُٹھ کر گھر صاف کرے ' اسنان کرے اور کھانا پکائے ' شوهر کو کھلاکر پوجا کرے – تب خود کھائے ' باقی دن آمدنی و خرچ وغیرہ کے انتظام میں صرف کرے – شام کو بھی گھر میں جھاڑو

(۱) البیرونی جلد ۱ – صفحه ۱۰۰ –

اور چوکا لگاکر کھانا پکاوے اور خاوند کو کھلاوے - منو اسمرتی میں لکھا ہے کہ جس گھر میں عورتوں کی عزت ہوتی ہے ' وہاں دیوتا رہتے ہیں - اُسی میں لکھا ہے - آچارج اپادھیائے سے اور باپ آچارج سے دس گنا قابل تعظیم ہے ' لیکن ماں باپ سے ہزار گنی قابل تعظیم ہے -
عورتوں کی قانونی حیثیت بھی کمتر نہ تھی - ان کی ذاتی ملکیت کے متعلق قانون بنے ہوئے تھے - وہ بھی جائداد کی وارث ہو سکتی تھیں - اس مسئلہ کے متعلق ہم تفصیل سے آیندہ لکھیں گے -

دوسری تقریر

ادبیات

قدیم ہندوستان کا ادب بہت جامع ، پرمغز اور بلندپایہ تھا - علمائے ہند نے ہر ایک صنف میں طبع آزمائی کی تھی - ادب ، صرف و نحو ، آیورویدا ، نجوم ، ریاضیات ، نظریات ، صنعت و حرفت ، سبھی شعبے کمال کی انتہا تک پہنچ چکے تھے - ہم یہاں ترتیب‌وار ان شعبوں کی ترقیوں کا کچھ مختصر ذکر کرنے کی کوشش کریں‌گے - یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ زمانہ قدیم میں ادب سے صرف ادب لطیف یعنی شعر ، ناٹک ، ناول ، قصے ، کہانیاں ، علم عروض وغیرہ ہی مراد ہوتے تھے - حالانکہ فی زمانہ ادب کا مفہوم بہت جامع ہو گیا ہے اور سبھی علوم و فنون اس کے تحت میں آ جاتے ہیں -

ہمارے دور کے ادبیات زبان کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں -

(۱) سنسکرت ادب سب سے زیادہ گرانمایہ ہے - اس زمانہ میں سنسکرت ہی درباری زبان تھی - سلطنت کے سارے کاروبار اسی زبان میں ہوتے تھے - کتبے ، تامپ پتر وغیرہ بھی عموماً اسی زبان میں لکھے جاتے تھے - اس کے علاوہ سنسکرت سارے ہندوستان کے علما کی زبان تھی - اس لئے اس کا رواج کل ہندوستان میں تھا -

(۲) پراکرت بهاشا عوام کی زبان تهی - یہی بول چال کی زبان تهی - اس کا ادب بهی بہت ترقی کر چکا تها -

(۳) جنوبی هند میں اگرچه علما میں سنسکرت کا رواج تها ' مگر وهاں بول چال کی زبان دراوڑی تهی جس میں تامل ' تلگو ' ملیالم ' کنازی وغیره زبانیں شامل تهیں - همارے زمانه میں ان زبانوں کا ادب بهی ترقی کے شاهراه میں گامزن هوا - اب هم سلسله وار ان تینوں بهاشاؤں کی ادبیات پر غور کرتے هیں -

سنسکرت ادبیات کی ارتقائی رفتار

ادبیات کے اعتبار سے همارا دور مخصوص ترقی کر چکا تها - همارے زمانے سے بہت قبل سنسکرت ادب مدون هو چکا تها ' لیکن اس زمانه میں اس کی ترقی کی رفتار قائم رهی - هم اس زمانه میں سنسکرت زبان میں دیگر زبانوں کی طرح لفظوں کی ترکیب یا زبان کے قواعد میں کوئی تغیر نہیں دیکهتے - اس کا خاص سبب یہه هے که عیسیٰ کی قبل چهٹویں صدی میں پانني نے اپنے ویاکرن کے سخت قاعدوں سے سنسکرت زبان کو جکڑ دیا اور کسی شاعر یا عالم کو یه حوصله نہیں هوا که وه پانني کے اصولوں سے منحرف هو ' کیونکه پانني کو لوگ مہرشی سمجهتے تهے ' اور سب کو ان سے عقیدت تهی - ان کے اصولوں کو توڑنا پاپ تها - یه حالت زمانه قدیم سے چلی آتی هے - جبهی تو پتنجلی نے بهی پانني کے سوتروں میں بعض

موقعوں پر فلطیاں دکھاتے ہوئے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی تھی کہ پانڈی کے مطالب سمجھنا میرے استعداد سے بالاتر ہے - اس زمانہ میں سنسکرت میں لطافت پیدا کرنے کی بہت کوشش کی گئی - اس کا ذخیرہ الفاظ بھی بہت بڑھ گیا - سنسکرت لکھنے کے مختلف طرزوں کی ایجاد ہوئی - یہ نشونما سن ۶۰۰ عیسوی سے نہیں ' اس سے بہت قبل شروع ہو چکی تھی - خدائے سخن • کالی داس ' بھاس ' اشو گھوش وغیرہ بھی اپنی سحرآرائیوں سے سنسکرت ادب کو مالامال کر چکے تھے - رامائن اور مہابھارت اور پہلے ہی جلوہ‌افروز ہو چکے تھے - لیکن یہ اس ترقی کی انتہا نہ تھی - سن ۶۰۰ عیسوی کے بعد یہ ترقی کا دور بدستور قائم رہا - ہمارے زمانے میں سیکڑوں نظم و نثر ' ناٹک ' اپدیاس ' کتھائیں ' وغیرہ تصنیف ہوئیں -

اس زمانے کے ادب کی بعض بہترین نظمیں

ہندوستانی ادب میں آج جتنی کتابیں موجود ہیں انہیں سے ہم اس زمانہ کی ادبی ترقی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے - اس زمانہ کی ہزاروں لاجواب تصنیفیں تلف ہو چکی ہیں اور ہزاروں ایسی پوشیدہ جگہوں میں چھپی ہوئی ہیں جن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے - خدا کے فضل سے جو تصانیف دستبرد روزگار سے بچ رہی ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے - پھر بھی اس زمانہ کے ادب کی جو یادگاریں بچ رہی ہیں وہ اس ادب کی رفعت اور

وسعت کا پته دے رهی هیں - اس زمانه کی موجوده نظموں اور ادبیات سے پته چلتا هے که اس زمانه کی زیاده تر تصانیف راماین اور مهابهارت کے واقعات سے هی ماخوذ هیں - هم اگر ان دونوں قصوں سے متعلق تصانیف کو خارج کر دیں تو بقیه کتابوں کی تعداد بہت تهوڑی ره جائیگی - یہاں هم سنسکرت کے بعض ادبی جواهرریزوں کا ذکر کرتے هیں -

کراتارجن — اس کا* مصنف بهاروی ساتویں صدی میں هوا تها - اس کا تعلق مهابهارت کے واقعات سے هے - یه مثنوی صرف ادبی خوبیوں کے اعتبار سے نهیں ' سیاسیات کے اعتبار سے بهی اعلیٰ درجه کی هے - لطافت معنوی اس کا خاص وصف هے - اس کے آخری حصه میں شاعر نے صنعت الفاظ کے نادر نمونے پیش کئے هیں - ایک شلوک میں تو "न" کے سوا اور کوئی حرف هی نهیں آنے پایا - صرف آخر میں ایک त هے (۱) -

امروشتک بهی ایک لاثانی شاعرانه تصنیف هے - اس کے متعلق مشهور عالم ڈاکٹر میکڈانل نے لکها هے که مصنف عشاق کی خوشی اور رنج ' فراق اور وصال کے جذبات لکهنے میں ید طولیٰ رکهتا هے -

بهٹی کاویه — اسی بهٹی نے جو ولبهی راجه دهرسین کا وظیفه خوار تها ' ادبیات کے پیرایه میں صرف و نحو کے

न नोननुन्नो नुन्नोनो नाना नानानना ननु ।
नुन्नोऽनुन्नो ननुन्नेनो नानेनानुन्ननुन्ननुत् ॥

(۱) کراتارجن - سرگ ۱۵ - شلوک ۱۴

خشک اصولوں کو سکھانے کے لئے لکھا ھے - اس کے ساتھہ ھی رام چندر کا قصہ بھی بیان کیا ھے -

شوپال بدھہ — اس میں کرشن کے ھاتھوں شوپال کے مارے جانے کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا مصنف ماگھہ ساتویں صدی کے دوسرے نصف میں ھوا - اس نظم میں حسن بیان کے ساتھہ تشبیہات، لطافت معنوی اور محاسن شاعری کا نادر نمونہ ھے - اس کی شاعری کے متعلق مشہور ھے —

"کالی داس تشبیہات کا بادشاہ ھے، بھاروی لطافت معنوی میں یکتا، دنڈی محاسن شاعری میں فرد، لیکن ماگھہ ان تینوں اوصاف میں بے مثل ھے" -

نلوادے — اس میں نل دمینتی کا قصہ نظم کیا گیا ھے - اس کا طرز بیان اور تنوع بحر خاص طور پر قابل ذکر ھے - قافیوں کی بندش اس کی ایک خاص خوبی ھے - قافئے صرف آخر میں نہیں، وسط میں التزاماً لائے گئے ھیں - یہ کتاب سنسکرت ادب میں ایک معجزہ ھے -

راگھو پانڈوی — اس کے مصنف کا نام کوی راج (سن ۸۰۰ع) - اس کتاب میں رامائن اور مہابھارت کے واقعات ساتھہ ساتھہ نظم کئے گئے ھیں - ھر ایک شلوک کے دو معنی ھوتے ھیں - ایک رامائن کی کتھا کا مظہر ھے، دوسرا مہابھارت کی کتھا کا - اس طرز کے اور بھی کاویہ موجود ھیں -

پارشوابهیودے — یه کتاب جین آچارج جن سین نے دکهن کے راشترکوت راجه اموگهه برش (نویں صدی) کے زمانه میں لکهی — اس کی خوبی یهه هے که پارس ناتهه کے حالات کے ساتهه کهیں آخری بند ' کهیں پهلا اور چوتها بند ' کهیں پهلا اور تیسرا بند ' اور کهیں دوسرا اور تیسرا بند میگهدوت سے لیا هے — اس طرح اپنی ضخیم نظم میں اس نے تمام و کامل میگهدوت کو شامل کر دیا هے اور اپنے قصه کی روانی میں کهیں رکاوت نه پیدا هونے دی — اس کتاب سے میگهدوت کا صحیح متن معلوم هو جاتا هے —

یوں تو سنسکرت کا تمام و کمال حصه نظم موسیقیت سے پرهے اور اُسے (Lyric poetry) کهه سکتے هیں ' لیکن جے دیو کی تصنیف گیت گووند جو بارهویں صدی میں لکهی گئی اس اعتبار سے اپنا نظیر نهیں رکهتی — شاعر نے مشکل بحروں میں حسن بندش کا کمال دکهایا هے — اپنی عدیم المثال قدرت کلام سے اُس نے صنائع لفظی اور قافیه کی موزونی کو اس طرح یکجا کیا هے که ساری نظم بے انتها شیریں اور پرتاثیر هے — اُسے مختلف راگوں میں لوگ گا سکتے هیں — اس تصنیف نے بڑے بڑے مغربی علما کو حیرت میں ڈال دیا هے — اور کئی نقادوں نے تو اُسے موسیقیت کی انتها مان لی هے —

ان کے علاوہ اور بهی کتنی هی رزمیه نظمیں همارے زمانه زیر بحث میں لکهی گئیں جن میں سے بعضوں کے

نام درج ذیل ھیں – مشہور شاعر چھیمیندر نے ‘ راماٸن منجری ، ‘ بھارت منجری ، اور ‘ دس اوتار چرت ، ‘ سمے ماترکا ، ‘ جاتک مالا ، ‘ دوی کنٹھہ آبھرن ، ‘ چتربرگ سنگرہ ، وغیرہ چھوٹی بڑی کٸی کتابیں تصنیف کیں – کمارداس کا ‘ جانکی ھرن ، ھردت کا ‘ راگھو نیشدھی ، منکھہ کا ‘ شری کنٹھہ چرت ، ھرش کا ‘ نیشدھہ چرت ، وستوپال کا ‘ نر نارائن آنند کاویہ ، راجانک جے رتھہ کا ‘ ھر چرت چنتامن ، راجانک رتناکر کا ‘ ھر بجے مہاکاویہ ، دامودر کا ‘ دتی نیمتا ، باگ بھٹ کا ‘ نیمی نروان ، دھننجے کا ‘ دوی سندھان مہاکاویہ ، سندھیاکر نندی کا ‘ رام چرت ، ولھن کا ‘ وکرمانک دیو چرت ، پدم گپت کا ‘ نو ساھسانک چرت ، ھیم چندر کا ‘ دویا شرے مہا کاویہ ، جیانک کا ‘ پرتھوی راج بجے ، سوم دیو کي ‘ کیرتی کومدی ، اور کلھن کي ‘ راج ترنگنی ، صدھا رزمیہ نظمیں ھیں – ان میں سے پچھلی سات تاریخیں ھیں –

مجموعہ لطاٸف و ظراٸف

ھمارے زمانہ میں لطاٸف و ظراٸف کے کٸی اچھے مجموعہ ھو چکے تھے – آمت گتی (۹۹۳ ع) کے ‘ سوبھاشت رتن سندوہ ، اور بلبھہ دیو (گیارھویں صدی) (۱) کے ‘ سوبھا

---

(۱) کٸي علما اسے چودھویں صدي کي تصنیف مانتے ھیں مگر یہہ صحیح نہیں – سرواننند نے جو ۱۰۸۱ شک سمبت (۱۱۵۹ ع) میں ھوا تھا امر کوش کي ‘‘ ٹیکا سروسو ’’ نام کي تشریح میں ‘‘ سوبھاشتاولي ’’ کے اجزا نقل کٸے ھیں –

شتاولی' کے علاوہ ایک بودھ عالم کا مجموعہ بھی ملتا ہے جو مشہور ماہر سلف ڈاکٹر ٹامس نے "کویندر بچن سمچے" کے نام سے شائع کیا ہے ۔ اس کتاب کی بارھویں صدی کی لکھی ہوئی ایک نقل ملی ہے ۔ مگر کتاب یا مصنف کا نام ابھی تک تحقیق نہیں ہو سکا ۔

تصانیف نثر

ادب میں کتھاؤں اور قصوں کا بھی خاص درجہ ہے ۔ ہمارے زمانے میں اس صنف کو بھی ادیبوں اور مصنفوں نے نظرانداز نہیں کیا ۔ چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے ۔ بودھوں اور جینیوں کے مذہبی تصانیف جس وقت لکھی گئیں' اس زمانہ میں اس صنف ادب نے بہت ترقی کر لی تھی ۔ سنہ ۶۰۰ع سے قبل کتنی ہی کتھائیں بن چکی تھیں جو مہابھارت اور پورانوں میں شامل کر دی گئی ہیں ۔ مشہور زمانہ "پنچ تنتر" بھی تیار ہو چکا تھا ۔ اس کے ترتیب کا زمانہ ابھی تحقیق نہیں کیا جا سکا ۔ ہاں سنہ ۵۷۰ عیسوی میں اس کا پہلوی زبان میں ترجمہ ہو چکا تھا ۔ یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ عربی اور سریانی زبان میں بھی اس کے تراجم ہو گئے ۔ اس کے سوا ہمارے زمانہ کے بہت پہلے "برہت کتھا" بھی موجود تھی جسے "گناڈھ" نام کے ایک عالم نے پشاچی زبان میں لکھا تھا ۔ دنڈی' سوبندھو اور بان وغیرہ شعرا نے بھی تحقیق کی ہے ۔

چھیمیندر نے سنہ ۱۰۳۷ عیسوی میں " برہت کتھا منجری " کے نام سے سنسکرت زبان میں اس کا ترجمہ کیا - پنڈت سوم دیو نے بھی " کتھا سرت ساگر " کے نام سے (سنہ ۱۰۶۷ عیسوی اور سنہ ۱۰۸۱ عیسوی کے بیچ میں) اس کا ترجمہ کیا تھا - اس کا تیسرا ترجمہ بھی " برہت کتھا شلوک سنگرہ " کے نام سے دستیاب ہوا ہے - اس کے علاوہ بیتال " پچیسی " " سنگھاسن بتیسی " اور شوک بہتری " وغیرہ قصص کے مجموعے بھی ملتے ہیں جو ہمارے زمانہ میں بھی رائج تھے - ان تراجم سے ہندوستانی کتھائیں یورپ میں بھی پہونچ گئیں اور وہاں بھی ان کا رواج ہو گیا - یہی سبب ہے کہ کتنے ہی عربی قصوں میں ہندوستانی قصوں کا رنگ جھلکتا ہوا معلوم ہوتا ہے -

چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ان مجموعوں کے علاوہ کئی نثر کے ناول یا " آکھیائیکائیں " بھی لکھی گئیں - اگر چہ یہہ سنسکرت کی نثر میں لکھی گئی ہیں پر ان کا طرز بیان شاعرانہ ہے - صنائع و بدائع اور الفاظ کی رنگینی ان کی خصوصیات ہیں - پیچیدہ ترکیبوں اور صنعتوں کے باعث جا بجا ان کی زبان بہت سخت ہو گئی ہے - ان تصانیف سے معاصرانہ تہذیب اور معاشرت پر بہت روشنی پڑتی ہے - دنڈی کوی کی تصنیف " دش کمار چرت " سے ہمیں اس زمانہ کے رسم و رواج ' عام تہذیب ' راجاؤں اور اراکین سلطنت کے عام برتاوات کے متعلق کتنی ہی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے -

سوبندھ کا بنایا ہوا ' واسودتا ' بھی سنسکرت ادب کی ایک لاثانی تصنیف ھے - لیکن صنعتوں کی اس میں اس قدر بھرمار ھو گئی ھے کہ اس کو سمجھنا لوھے کے چنے چبانا ھے - کہیں کہیں تو ایک ھی جملے یا فقرے کے کئی کئی معنی نکلتے ھیں - اس سے شاعر کے تبحر کا پتہ بھلے ھی ملتا ھو ' پر عام آدمیوں کے لئے تو وہ بہت ھی ادق ھے اور شرح کے بغیر تو اس کے مطالب سمجھنے میں دقت معلوم ھوتی ھے - بان کے ' هرش چرت ' اور ' کادمبری ' بھی سنسکرت ادب کی مایۂ ناز تصانیف میں ھیں - ' هرش چرت ' ایک تاریخی اور شاعرانہ نثر کی کتاب ھے - اس سے هرش کے زمانہ کے حالات پر بہت صاف روشنی پڑتی ھے - اس کی زبان نہایت مشکل اور بندشوں سے پرھے - اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑا ھے - جذبات اور زبان ھردو لحاظ سے کادمبری بہترین تصنیف ھے - اس کی زبان مشکل نہیں ھے اور لطافت بھی پہلی کتاب سے زیادہ ھے - اس کو پورا کرنے کے قبل ھی بان کا انتقال ھو گیا - اس کا قصہ ثانی اس کے بیٹے پلن بہت نے لکھ‌کر کتاب پوری کر دی - ان دونوں بزرگوں نے سنسکرت نثر لکھنے میں زبان کی اتنی خوبیاں پیدا کردی ھیں کہ اور کسی مصنف کے ھاں نہیں ملتیں - اس سے علما میں یہ ضرب‌المثل ھو گیا ھے کہ ساری دنیا کے ادیب بان کے آتھ خوار ھیں سوبندھ کی ' ادے سندری کتھا ' اور دھن‌پال کی ' تلک‌منجری ' بھی رنگین نثر کے بیش‌بہا نمونے ھیں -

چمپو

سنسکرت ادب میں چمپو (نظم و نثر ملی ہوئی) تصانیف کا خاص درجہ ہے — سب سے مشہور "نل‌چمپو" ہے جس سے تری بکرم بھٹ نے سنہ ۹۱۵ع کے قریب بنایا تھا — سوم دیو کا "یشس تلک" بھی اس صنف کی یادگار کتاب ہے — راجہ بھوج نے چمپو رامائن لکھنا شروع کیا تھا پر پانچ ہی کانڈ لکھے جا سکے —

ناٹک

ناٹکوں کا رواج ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور پانڈی کے قبل ہی جو عیسیٰ کی چوتھی صدی میں پیدا ہوا' اس کے اصول و قواعد منضبط ہو چکے تھے — پانڈی نے شلالی اور کری شاشو کے نٹ سوتروں کا نام بھی دیا ہے — زمانہ ما بعد میں بھرت نے "ناٹیہ شاستر" بھی لکھا — ہمارے زمانہ کے قبل "بھاس" کالی داس اشو گھوش وغیرہ نامور ناٹک نویس ہو گذرے تھے اور ہمارے زمانہ میں بھی کئی اچھے ناٹکوں کی تصنیف ہوئی — مہاراجہ شودرک کا بنایا ہوا "مرچھہ کٹکا" بلندپایہ ناٹک ہے — اس میں روحانی قوت اور سعی کے جذبات بڑی باریکی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں — قنوج کے راجہ ہرش وردھن نے جو بہت ہی علم دوست واقع ہوا تھا "رتناولی" اور "پریہ درشنا" نام کے دو ناٹک لکھے — افراد کی تشریح اور اقعات کی ترتیب کے اعتبار سے دونوں ہی ناٹک اونچے

درجہ کے ہیں - اس کا تیسرا ناٹک " ناگانند " ہے جس کی پروفیسر میکڈانل وغیرہ علما نے بہت تعریف کی ہے - اس فن میں کالی داس کا مدمقابل بھو بھوتی بھی زمانہ زیر تنقید میں ہوا - بھوبھوتی براز کا رہنے والا براہمن تھا - اس کے تین ناٹک " مالتی مادھو " " مہابیر چرت " اور " اُتر رام چرت " موجود ہیں - ان میں ہر ایک اپنی اپنی خصوصیات رکھتا ہے - " مالتی مادھو " میں " شرنگار رس " (حسن و عشق) " مہابیر چرت " میں " بیر رس " (دلاوری) اور " اُتر رام چرت " میں " کرونا رس " (درد و غم) غالب ہے - مگر جذبات درد کے اظہار میں بھوبھوتی کو سبھی شعرا پر تفوق ہے - اس کی بلندی فکر حیرت انگیز ہے - اس کے ناٹکوں میں یہہ عیب ہے کہ افراد کی گفتگو بہت طولانی ہو گئی ہے اور اس لئے وہ کالی داس یا بھاس کے ناٹکوں کی طرح کھیلے جانے کے لئے موزوں نہیں ہیں - بھٹ نارائن ہے تو اسی زمانے کا شاعر مگر اس کے متعلق اب تک صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس سنہ میں پیدا ہوا - اس کا " بینی سنگھار " ناٹک بہت اونچے درجہ کا ہے - اس میں مہا بھارت کی لڑائی کا ذکر ہے - چنانچہ " ویر رس " اس کی خصوصیت ہے - " مدرا راکشس " کا مصنف وشاکھہ دت بھی آٹھویں صدی کے قریب ہوا - یہہ ناٹک اپنے رنگ میں فرد ہے - اس میں سیاسیات کا رنگ نمایاں ہے - راج شیکھر نے بھی جو قنوج کے راجہ مہندر پال اور مہی پال کا وظیفہ خوار تھا کئی اچھے ناٹک لکھے - وہ سنسکرت اور پراکرت دونوں زبانوں کا

جيهہ عالم تها - اپنے ناٹکوں میں اس نے کئی نئے بحروں کی ایجاد کی هے - کہاوتوں کا بهی اس نے اکثر موقع به موقع استعمال کیا هے - اس کے « بال راماین » اور بال « مہابهارت کا » موضوع تو نام سے هی ظاهر هے - اس کا تیسرا ناٹک « ودهه شال بهنجکا » ایک ظرافت آموز ناٹک هے - کوی دامودر نے جو سنه ۸۵۰ عیسوی سے قبل هوا تها « هنومان ناٹک » لکها جسے ناٹک کہنے کے بجائے مثنوی کہه سکتے هیں - اس میں پراکرت کا مطلق استعمال نہیں کیا گیا - کرشن مسر کوی نے (سنه ۱۱۰۰ عیسوی) « پربودهه چندرودے » نام کا ایک بےنظیر ناٹک لکها - اس میں صنائع اور جذبات پر خاص طور پر زور دیا هے - فلسفیانه اور اخلاقی اعتبار سے اس ناٹک کا همسر نہیں - اس میں قناعت ، غلو ، حرص ، طمع ، غصه ، تکبر ، حسد ، نگاه باطل وغیره افراد هیں - تاریخی اعتبار سے بهی اس ناٹک کو اهم کہه سکتے هیں - ان ناٹکوں کے علاوه اور بهی درجه دوم کے بہت سے ناٹک هیں - مراری کا لکها هوا « انرگهه راگهو » بلهن کا لکها هوا « کرن سندری » (ناٹکا) ، چندیل راجه پرمردی دیو کے وزیر بتس راج کے لکهے هوئے چهه روپک (تمثیلات) - « کراتارجنی » (ایک ایکٹ کا ناٹک) « کرپور چرت » (بهانر - مذاقیه ڈراما) « رکمنی پرنے » (ایهامرگ - درد و فراق کا ڈراما) - « ترپوردا » (ڈم - شیطانی ڈراما) « هاسیه چوڑامنی » (ظرافت کا ڈراما) اور « سمدر منتهن » (سموکار - شجاعت کا ڈراما) وغیره - چوهان راجه

وگرہ راج ' کا لکھا ہوا " ہرکیلی ناٹک ' سومیشور کا " للت وگرہ راج ' پرمار راجہ دھارا برش کے بھائی پرھلادن دیو کا " پارتھہ پراکرم ' وغیرہ اچھے ڈرامے ہیں - ان کے علاوہ اور بھی صدہا ناٹک لکھے گئے ' جن کے نام یہاں طوالت کے باعث نہیں دئے جا سکتے -

لہجہ صنائع وغیرہ ارائین ا ب

ادب کے دیگر شعبوں نے بھی ہمارے زمانہ میں اچھی ترقی پائی - ادب کے خاص ارکان صنائع ' رنگ (رس) اور لہجہ وغیرہ پر کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - ممٹ نے " کاویہ پرکاش ' لکھا پر وہ اسے پورا نہ کر سکا - اس کا باقی حصہ الکھہ سوری نے لکھا - گوبردھن آچاریہ کا " دھون آلوک ' بھاما کا " النکار شاستر ' - راج شیکھر کی " کاویہ میمانسا ' ہیم چندر کا " کاویہ انوشاسن ' باگ بھٹ کا لکھا ہوا " کاویہ انوشاسن ' اور " باگ بھٹ النکار ' ادبھٹ کا " کاویہ النکار سنگرہ ' رودرٹ کا " کاویہ سنگرہ ' بھوج کا " سرسوتی کنٹھہ آبھرن ' خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - اس موضوع سے متعلق ہمارے زمانہ میں بھی کئی کتابیں تصنیف ہوئیں - چھند شاستر (علم عروض) تو وید کا عضو سمجھا جاتا ہے - اس پر بھی متعدد اعلی تصانیف لکھی گئی ہیں ' جن میں پینگل اچاریہ کا " پنگل چھند سوتر ' سب سے قدیم ہے - ہمارے زمانہ میں اس شعبہ سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن میں سے دامودر مسر کا بانی

بھوشن ' ھیمچندر کا ' چھند انوشاسن ' اور چھیمیندر کی تصنیف ' سوورت تلک ' قابل ذکر ھیں -

ھم اوپر کہہ چکے ھیں کہ ھمارے سیکڑوں کاویہ ' ناٹک ' اوپنیاس ' تاریکی اور جہالت کے دور میں جو مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں شروع ھوا تلف ھو گئے - جو اب بھی موجود ھیں ان کا ھم نے صرف نام گنا دیا ھے - ممکن ھے تلاش سے اور بھی اعلیٰ درجہ کی اور تاریخی اھمیت کی کتابوں کا پتہ لگ جائے -

ادبیات پر ایک سرسری نظر

سنہ ۹۰۰ عیسوی سے سنہ ۱۲۰۰ عیسوی تک ادبیات پر سرسری نظر ڈالنے سے پتہ لگتا ھے کہ ادبی زاویہ نگاہ سے وہ زمانہ انتہائی ترقی کے درجہ پر پہونچا ھوا تھا - کاویہ ' صنائع ' چھند شاستر (علم عروض) ' ناٹک ' سبھی اصناف شاھراہ ترقی پر گامزن نظر آتے ھیں - ان ادبی کتب میں محض حسن و عشق کے افسانے نہیں ھیں بلکہ شجاعت ' درد ' وغیرہ دیگر رنگوں کی تکمیل بڑی نظر آتی ھے - اخلاق اور تعلیم کے اعتبار سے بھی ان تصانیف کا پایہ بہت بلند ھے - بھاروی کا ' کراتارجنی ' سیاسیات کے اعتبار سے لاثانی تصنیف ھے - بان کی کادمبری اور ' ھرش چرت ' میں جو اخلاقی تعلیم دی گئی ھے وہ اپنی نظیر نہیں رکھتی - بلندی فکر تو تقریباً تمام کتابوں میں کم و بیش موجود ھے -

شاعری هندوستان کے آریوں کی بہت عزیز چیز تھی — صرف نظم سے متعلق کتابیں هی نظم میں نہیں لکھی گئیں بلکہ ویدک (طب) جوتش (نجوم) ویاکرن (صرف و نحو) انک گنت (علم اعداد) بیج گنت (جبر و مقابلہ) اور اُن کے سوالات اور مثالیں تک نظم میں لکھی گئیں — اتنا هی نہیں، هم دیکھتے هیں کہ گپت خاندان کے راجاؤں کے سکوں پر بھی منظوم تحریر منقوش هے — اس زمانۂ قدیم میں دنیا کے اور کسی ملک میں سکوں پر منظوم عبارت نہیں لکھی جاتی تھی —

ویاکرن

زمانہ قدیم میں ویاکرن کو بہت اهمیت دی جاتی تھی — وید کے چھہ شعبوں میں ویاکرن هی اولی اور اول سمجھا جاتا تھا — سنہ ۶۰۰ ع تک ویاکرن کی بہت کچھہ تکمیل هو چکی تھی — پانٹی کے ویاکرن پر کاتیائن اور پتنجلی اپنے بارتک اور مہابھاشیہ لکھہ چکے تھے — شرب ورما کا "کاتنتر ویاکرن" بھی جو مبتدیوں کے لئے لکھا گیا تھا بن چکا تھا — اس پر سات تفسیریں مل چکی هیں — هم دیکھتے هیں کہ عرصہ دراز تک ویاکرن هندوؤں کے مطالعہ کا ایک خاص مضمون بنا رها — پنڈت هونے کے لئے ویاکرن میں ماهر هونا لازمی تھا — همارے زمانہ زیر بحث میں بھی ویاکرن کے متعلق کئی اعلی درجہ کی کتابیں لکھی گئیں — سب سے پہلے پنڈت

جیادتیہ اور بامن نے سنہ ۶۶۲ ع کے قریب پانٹی کے ویاکرن کی تفسیر لکھی جس کا نام "کاشکا برتی" رکھا - یہہ بہت مفید تصنیف ہے - بھرت ہری نے بھاشا شاستر (علم اللسان) کے نقطہ نگاہ سے ویاکرن پر "واکیہ پردیپ" نام کی ضخیم کتاب لکھی اور "مہابھاشیہ دیپکا اور مہابھاشیہ تریپدی" نام کے خطبے بھی تیار کئے - اس زمانہ تک "اُنادی سوتر" بھی بن چکے تھے جس کی تفسیر سنہ ۱۲۵۰ع میں اجل دت نے لکھی - پانٹی کے ویاکرن سے متعلق تفسیروں کے علاوہ کئی مستقل کتابیں بھی لکھی گئیں - چندر گومن نے سنہ ۶۰۰ ع کے قریب "چاندر ویاکرن" لکھا - اس میں اس نے پانٹی کے سوتروں اور مہابھاشیہ سے بھی مدد لی ہے - اسی طرح جین "شاکتائن" نے نویں صدی میں ایک ویاکرن کی ترتیب دی - مشہور جین عالم ہیم چندر نے اپنے زمانہ کے راجہ سدھہ راج کی یادگار قائم رکھنے کے لئے شاکتائن کے ویاکرن سے بھی زیادہ مبسوط "سدھہ ہیم" نام کا ویاکرن لکھا - جین ہونے کے باعث اُسی نے وید کی زبان سے متعلق قواعد کا مطلق ذکر نہیں کیا - اِن کے سوا ویاکرن سے متعلق صدہا چھوتی چھوتی کتابیں مرتب ہوئیں جن میں سے بعضوں کے نام یہہ ہیں: وردھہ مان کی لکھی ہوئی "گن رتن مہو ددھی" بھاسروگیہ کی لکھی "گن کارکا" بامن کی لکھی ہوئی "لنگانوشاسن" ہیم چندر کی لکھی ہوئی "اُنادی سوتر برتی" دھاتو پاتھہ" "دھاتو پارائن" "دھاتو مالا" اور "شبد انوشاسن" وغیرہ -

لغت

ہم اوپر لکھہ چکے ہیں کہ سنسکرت کے نشو کا رجحان اصلاح زبان کی طرف نہیں، بلکہ ذخیرہ الفاظ کی توسیع اور زبان میں رنگینی و بلاغت پیدا کرنے کی جانب تھا - اس زمانہ میں اس کا ذخیرہ الفاظ بہت بڑھ گیا تھا - اس لئے لغت کی ضرورت محسوس ہوئی اور کئی لغت بنے - اس میں بعض ایسے ہیں جن میں ایک موضوع کے تمام مترادف الفاظ جمع کر دئے گئے ہیں اور کچھہ ایسے ہیں جن میں ایک لفظ کے مختلف معانی کی توضیح کی گئی ہے - کئی لغتوں میں تذکیر و تانیث سے مخصوص بحث کی گئی ہے - امر سنگھہ کا مرتب کیا ہو امر کوش جو منظوم لغت ہے نہایت مشہور تصنیف ہے اور ہمارے زمانہ کے آغاز کے قریب مرتب کیا گیا ہے - یہہ "کوش" اتنا مقبول ہوا کہ اس پر تقریباً پچاس تفسیریں شائع ہوئیں، جن میں سے اب چند ہی تفسیروں کا کچھہ نشان ملتا ہے - بہت چھیر سوامی کی تفسیر جو تقریباً سنہ ۱۰۵۰ع میں لکھی گئی خاص طور پر مشہور ہے - پرسوتم دیو نے "ترکانڈ شیش" کے نام سے امر کوش کا ایک تتمہ لکھا - یہہ بہت ہی مفید مطالب مجموعہ ہے کیونکہ اس میں بودھہ سنسکرت اور دوسری پراکرت زبانوں کے الفاظ بھی دئے گئے ہیں - اسی مصنف نے "ہاراولی" نام کی ایک لغت اور مرتب کی جس میں وہ سب غامض الفاظ شامل کئے گئے ہیں جن میں اس کے

قبل کے لغت نویسوں نے نظر انداز کر دیا تھا - اس کا زمانہ بھی سنہ ۷۰۰ع کے قریب سمجھنا چاہئے - شاشوت کا لکھا ہوا ‘انیکارتھ سمچے’ بھی نہایت کارآمد تصنیف ہے - ہلایدھ نے سنہ ۹۵۰ع کے قریب ‘ابھی دھان رتن مالک’ نام کی لغت لکھی - اس میں کل ۹۰۰ شلوک ہیں - دکھنی عالم یادو پرکاش کا ‘ویجینتی کوش’ بھی اچھی کتاب ہے - اس میں الفاظ‘ حروف کی تعداد اور جنس کے ساتھ ساتھ ردیفوار لکھے گئے ہیں - ان لغات کے علاوہ دھننجے کی ‘نام مالا’ مہیشور کی ‘وشو پرکاش’ اور منکھ کوی کی ‘انیکارتھ کوش’ وغیرہ مجموعے بھی تیار ہوئے - ہیم چندر کا ‘ابھی دھان چنتا منی’ معرکۃالآرا تصنیف ہے جو اسی کے بیان کے مطابق اس کے ویاکرن کا تتمہ ہے - پھر اس نے اس کا ایک اور تتمہ مرتب کیا جس میں علم نباتات سے متعلق الفاظ کی تشریح کی گئی ہے - اس کا نام ‘نگھنٹ کوش’ ہے - اس نے انیکارتھ سنگرہ بھی لکھا - سنہ ۱۲۰۰ع کے قریب کیشو سوامی نے نانارتھ سنکلپ نام کی ایک لغت مرتب کی -

فلسفہ

ہمارا زمانہ فلسفہ کے اعتبار سے ترقی کی انتہا تک پہونچا ہوا تھا - اس کے قبل ہندوستان میں فلسفہ کے چھ مشہور شعبے تکمیل پا چکے تھے - نیائے ‘ویشے شک’

سانکھیہ ، یوگ ، پورب میمانسا اور اتر میمانسا (ویدانت) - پانڈی نے نیائے سے " نیائک ، کا استخراج کیا ہے - سبھی شعبے " منتہائے عروج " پر تھے - ان کے - علاوہ بودھ اور جین فلسفہ نے بھی خوب فروغ حاصل کیا تھا - قوم کی خوشحالی ، ملک میں امن اور اطمینان اور رعایا میں معاش کی جانب سے بےفکری کا قدرتی نتیجہ تھا کہ فلسفہ کو فروغ ہو - سنہ ۶۰۰ عیسوی سے قبل تک ان تمام شعبوں کی خاص خاص تصانیف (سوتر گرنتھ) مرتب ہو چکی تھیں اور ان پر عالمانہ و محققانہ تفسیریں بھی لکھی جا چکی تھیں -

نیائے درشن

نیائے فلسفہ کے اس شعبے کو کہتے ہیں جس میں کسی شے کا حقیقی علم حاصل کرنے کے لئے استدلال کی صورتیں قائم کی گئی ہیں - اس درشن کے مطابق ان سولہ اسباب (پدارتھوں) کے حقیقی علم پر نجات مبنی ہے -

دلیل ، وہم ، علت ، وہ شے جو ثابت کی جائے ، تمثیل ، حقیقت ، بحث ، حجت ، تحقیق ، مقدمہ ، مناظرہ ، اعتراض ، دلیل فاسد ، انحراف ، تذلیل ، تردید -

دلیل کے چار اقسام ہیں - بدیہہ (پرتیکش) ، قیاس (انومان) ، تقابل (اُپما) ، اور شہادت (شبد) -

بدیہہ کی دلیل بزرگوں کے اقوال ہیں - معنوی امور کی دلیل وید ہیں - وید منجانب خدا ہیں - اس لئے

اُن کے مقولات همیشه مستند اور صادق هیں - پرمئے (وہ اشیاء جو ثابت کي جائیں) بارہ هیں -

(۱) آتما (روح)

(۲) شریر (جسم)

(۳) اندریاں (حواس خمسه و قواء ذهنیه -

(۴) ارتهه (وہ اشیاء جن سے خواهشات کي تکمیل هو)

(۵) بدهی (عقل)

(۶) من (ادراک)

(۷) پربرتی (فطرت)

(۸) دوش (وہ اسباب جو فطرت کو دنیاوی امور کی جانب مائل کرتے هیں -

(۹) پنر جنم (تناسخ)

(۱۰) پهل (راحت یا تکلیف کا احساس)

(۱۱) دکهه

(۱۲) اپ ورگ یا موکش (نجات)

اِچها (اِرادہ) دویش (منافرت)، پریتن (سعی)، سکهه، دکهه اور علم حقیقی، آتما کے ارکان هیں - آتما هی فعلوں کا متحرک اور اشیاء کا جالب هے - دنیا کا خالق آتما هی ایشور (پرم آتما) هے - آتما هی کی طرح

ایشور میں بھی اعداد، مقدار، تشخیص، اتصال، انفصال، ادراک، ارادہ، علم وغیرہ صفات ہیں مگر مستمر صورت میں - پہلے جنم کے فعلوں کے مطابق ہمارا جسم پیدا ہوتا ہے - عناصر خمسہ حواس کی تخلیق ہوتی ہے اور ذرات کے اجتماع سے تکوین -

نیائے درشن کے اس مجمل ذکر سے واضح ہوگا کہ ہندو نیائے شاستر محض منطق نہیں ہے بلکہ پرمیوؤں (وہ اشیاء جو ثابت کی جائیں) سے بحث کرنے والا فلسفہ ہے - مغربی منطق یا Logic سے اسے کوئی نسبت نہیں -

نیائے شاستر کا مصنف گوتم تھا - اس کے نیائے سوتروں کی شرح باتسائن نے کی - اور اس شرح کی تفسیر ساتویں صدی کے آغاز میں اُدوتکر نے لکھی - یہہ تفسیر نیائے شاستر کے علما میں بہت مستند سمجھی جاتی ہے - واسودتا کے مصنف سوبندھو نے مل ناگ، نیائے استھتی، دھرم کیرتی اور اُدوتکر ان چاروں مفسروں کا ذکر کیا ہے - قیاساً یہہ سبھی ساتویں صدی کے آغاز میں ہوئے ہوں گے - اُدوتکر کی تفسیر واچسپتی مسر نے لکھی، اور اس تفسیر کی تفسیر مزید اُدیانا چارج نے تاتپریہ پری شدھی نام سے لکھی - سنہ ۹۸۴ عیسوی کے قریب ایک دوسرے اُدین نے اپنی مشہور کتاب ,کسمانجلی، لکھی - اس میں اس نے نیائے شاستر کے اُصولوں سے ایشور کا وجود ثابت کیا ہے - دنیا میں مسئلۂ توحید پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں

اُن میں اس کا بھی شمار ھے - اُدین کا طرز استدلال اور اسلوب یہاں نہایت عالمانہ اور حیرت‌انگیز ھے - اِس میں اُس نے میمانسا کے منافقانہ اصولوں اور ویدانتیوں ' سانکھیوں اور بودھوں کے ستکارباد (علت میں معلول کا پہلے سے موجود رھنا) کا کامل طور پر ازالہ کیا ھے - اُس نے بودھہ فلسفہ کی مخالفت میں بھی ایک کتاب " بودھہ دھکار " لکھی- یہہ سب کتابیں قدیم نیائے شاستر سے تعلق رکھتی ھیں -

سنہ ۴۰۰ع سے نیائے شاستر کے معتقدوں میں جین اور بودھہ علما نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا - ان کا طرز استدلال قدیم طرز سے جداگانہ تھا - اس کی تکمیل آتھویں صدی کے قریب ھوئی - اسے زمانہ متوسط کا نیائے کہتے ھیں - بودھہ منطقی دنگناگ نے اس دائرہ کی بنیاد ڈالی - نالند میں رھنےوالے دھرمپال کے تلمیذ دھرم کیرتی نے ساتویں صدی میں " نیائے بندو " نام کی کتاب لکھی جس پر دھرموتر نے سنہ ۸۰۰ع کے قریب ایک تفسیر مرتب کی - جین عالم ھیمچندر نے سوتروں کے طرز میں پرمان میمانسا لکھی - متوسطین کی زیادہ‌تر کتابیں اب لاپتہ ھیں - ھاں تبت میں بودھہ نیائے سے متعلق کئی سنسکرت کتابوں کے تبتی ترجمے ملتے ھیں جن کی اصلیں حوادث روزگار کی نذر ھو گئیں -

نئے منطقی دور کا آغاز سنہ ۱۲۰۰ ع کے قریب شروع ھوا- بنگال کے نودیپ میں گنگیش نے " تتو چنتامن " لکھہ کر اس فرقہ کی بنا ڈالی - نئے دور کی خصوصیت مشکل

الفاظ کا استعمال اور لفظی مباحثہ ہے - زمانہ مابعد میں ندیا میں اس اسکول نے بہت فروغ پایا - لیکن نہ اس میں تحقیق کی روح رہی نہ حق کی جستجو - محض لفظی نمائش رہ گئی - اب تک بنگال میں اُس کا رواج ہے -

ویشیشک درشن

ویشیشک اس فلسفہ کا نام ہے جس میں مجردات اور عناصر کی تحقیق ہو - مہرشی کناد اس کے بانی ہیں - اس درشن اور نیائے درشن میں بہت کچھ مماثلت ہے - دونوں ایک ہی فلسفہ کی دو شاخیں ہیں اور اُصول میں نیائے کہنے سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں - کیونکہ گوتم کے نیائے میں استدلال کا رنگ غالب ہے ' اور ویشیشک میں مجردات کا - ایشور ' روح ' دنیا وغیرہ کے متعلق دونوں کے اصول ایک ہیں - نیائے میں بالخصوص طرز استدلال اور دلیل کی تحقیق کی گئی ہے ' لیکن ویشیشک میں اس سے دو قدم آگے بڑھ کر درویوں کا انکشاف کیا گیا ہے - درویہ (مفردات) نو ہیں - زمین ' پانی ' روشنی ' ہوا ' فضا ' زمانہ ' جہت ' روح ' پرم‌آتما اور من - اس میں اول چار لطیف حالت میں قدیم اور کثیف حالت میں حادث ہیں - دوسری چار قدیم اور لامحدود ہیں - من قدیم ہے مگر لا محدود نہیں - انہیں خصوصیات کا انکشاف کرنے کے اعتبار سے اس شعبہ کا نام ویشیشک پڑا - کیونکہ وشیش کے معنی خاص ہیں - اس فلسفہ کے مطابق پدارتھہ صرف چھہ ہیں - درویہ (مجردات) ' گن (صفت) ' کرم (حرکت) ' کلیت ' جنسیت اور اتحاد - بعض لوگوں نے

زمانہ مابعد میں ساتواں پدارتھہ بھی مان لیا اور وہ
" ابھستی " ہے - گن چوبیس ہیں - رنگ ، مزہ ، بو ،
احساس ، تعداد مقدار ، تجرد ، وصل ، فصل ، تقدم ، تاخر ،
ثقل ، رقت ، التزام ، سماع ، تکلیف ، راحت وغیرہ - حرکت
پانچ قسم کی ہے دوری ، قبض ، انبساط وغیرہ -

ویشیشک کی مادیت محتاج بیاں نہیں - مادہ قدیم
اور لافانی ہے - اسی کے اجتماع سے اشیاء بنتی ہیں اور
دنیا کی تکوین ہوتی ہے - جب وہ وقت آ جاتا ہے کہ
روح اپنے فعلوں کے قدیم نتائج بھوگے تو ایشور انہیں حالات
کے مطابق اس کی تخلیق کرتا ہے - اسی ارادہ یا تحریک
سے مادہ میں حرکت یا انتشار پیدا ہوتا ہے اور وہ باہم متحد
ہو کر تخلیق میں سرگرم کار ہو جاتے ہیں - جین
درشن سے یہہ اصول بہت کچھہ ملتے جلتے ہیں - مگر
ویشیشک پر کوئی پرانی تفسیر دستیاب نہیں ہے - پرشست
پاد کا " پدارتھہ دھرم سنگرہ " غالباً سنہ ۷۰۰ ع کے قریب
لکھا گیا تھا - وہ اس گروہ کی مستند کتاب ہے - سری دھر نے
سنہ ۹۹۱ ع میں " پدارتھہ دھرم سنگرہ " کی ایک نہایت
عالمانہ شرح لکھی - جوں جوں زمانہ گزرتا گیا ویشیشک
اور نیائے دونوں ایک دوسرے کے قریب تر ہوتے گئے -

سانکھیہ

سانکھیہ میں تکوین عالم کے نظام سے بحث کی گئی
ہے - سانکھیہ کے مطابق پرکرت (مادہ) ہی دنیا کی

علامت ہے ' - اور ستو ' رج اور تم (سرور ' خواہش اور جمود) ان تینوں صفات کے اجتماع سے عالم اور اس کے کل موجودات کی تخلیق ہوتی ہے - آتما ہی پرش ہے - وہ عمل سے خالی' شاہد ' اور فطرت سے جدا ہے - سانکھیہ کے مطابق پرماتما یا ایشور کا وجود نہیں ہے - اس فرقہ کے لوگ ۲۵ عناصر کے قائل ہیں - ' پرش (آتما) ' پرکرتی (مادہ) ' مہاتتو (عقل) ' اہنکار (انانیت) ' گیارہ حواس (حواس خمسہ اور ان کے اعضا اور دل) ' پانچ صفات اور پانچ عناصر اولی -

سانکھیہ درشن بھی دوسرے درشنوں کی طرح بہت قدیم ہے - بدھ کے زمانہ میں اس کا بہت زور تھا - سانکھیہ درشن میں چونکہ مادیت کا رنگ تھا اسی لئے بدھ نے بھی ایشور کے وجود کو غیر ضروری خیال کیا - واچسپتی مصر نے ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' پر ' سانکھیہ تتو کومدی ' نام سے ایک مستند تفسیر لکھی - اس فرقہ کی کتابیں کم ملتی ہیں اور جو ملتی بھی ہیں وہ ہمارے دور کی نہیں - یہ امر یقینی ہے کہ اس خیال کے مقلد گیارھویں صدی میں بڑی کثرت سے تھے - عرب کے عالم سیاح البیرونی نے اپنے مشہور سفر نامے میں اس درشن کا مفصل ذکر کیا ہے - ایشور کرشن کی ' سانکھیہ کارکا ' اس زمانے میں بھی علما میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی جیسا کہ البیرونی کے ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے اس موضوع پر پیش کئے ہیں - اپنشدوں میں جس سانکھیہ کا

ذکر آیا هے اس سے تو وہ موحد معلوم هوتا هے پر ایشور کرشن اور اس کے بعد کے مفسروں نے اسے منکر ثابت کیا هے -

یوگ

یوگ وہ درشن هے جس میں خیال کو یکسو کرکے ایشور میں مستغرق هو جانے کے طریقے بتلائے گئے هیں - یوگ درشن میں آتما (روح) اور جگت (موجودات) کے متعلق سانکھیہ درشن کے خیالات هی کی تائید کی گئی هے لیکن پچیس عناصر کی جگہ یوگ درشن میں چھبیس عناصر مانے گئے هیں - چھبیسواں عنصر تکلیف اور فعلوں کے اثر سے پاک ، ایشور هے - اس میں یوگ کے مقاصد ، ارکان اور ایشور کے وصال کے ذرائع پر غور کیا گیا هے - یوگ درشن کے مطابق انسان ان پانچ مفردات کا شکار هوتا هے : جہالت ، انانیت ، خواهش ، کینہ ، اور الفت - هر ایک آدمي کو اپنے فعلوں کے زیر اثر دوسرا جنم لینا پڑتا هے - ان مفردات سے بچنے اور حصول نجات کی تدابیر کو یوگ کہتے هیں - یوگ کی عملیات کي مشق کرتے کرتے بتدریج انسان کامل هو جاتا هے اور بالآخر نجات حاصل کر لیتا هے - ایشور ازلی ، مختار ، لاشریک ، لاثانی اور قید زمان سے آزاد هے - دنیا دارالمحن هے اس لئے قابل ترک - یوگ کے آٹھ ارکان یہہ هیں - تزکیہ اخلاق ، ضبط ، طرز نشست ، حبس دم ، تزکیہ نفس ، تیقن ، محویت اور استغراق -

یوگ کی تکمیل کے لئے ان آٹھوں ارکان میں مزاولت لازمی اور لابدی ہے - مجردات کے متعلق یوگ کا بھی وہی خیال ہے جو سانکھیہ کا ہے - اس سے سانکھیہ کو گیان یوگ اور یوگ کو کرم یوگ کہتے ہیں -

اس درشن کا ہندوستانی معاشرت اور تہذیب پر بہت زیادہ اثر پڑا - کتنے ہی اس کے مقلد ہو گئے - یوگ سوتروں کی 'ویاس بھاشیہ' کی تفسیر واچسپتی مصر نے لکھی - وگیان بھکشو کا 'یوگ سار سنگرہ' بھی ایک مستند تصنیف ہے - راجہ بھوج نے یوگ سوتروں پر ایک آزادانہ تفسیر لکھی - عقب میں یوگ شاستر میں تنتر کی آمیزش ہو گئی اور جسم کے اندر کئی چکر بنا ڈالے گئے - ہتھہ یوگ' راج یوگ' لے یوگ' وغیرہ موضوعات پر بھی اکثر کتابیں لکھی گئیں -

پورب میمانسا

بعض علما کا عقیدہ ہے کہ پہلے میمانسا کا نام نیائے تھا - ویدک اقوال کے باہمی مناسبت اور توازن کے لئے جیمنی نے پورب میمانسا میں جن دلیلوں اور ثبوتوں کا استعمال کیا وہ پہلے نیائے کے نام سے مشہور تھے - 'آپستمب دھرم سوتر' کے نیائے سے پورب میمانسا ہی مقصود ہے - مادھو اچاریہ نے پورب میمانسا سے متعلق 'سار سنگرہ' نامی کتاب لکھی جو 'نیائے مالا وستار' نام سے مشہور ہے - اسی طرح

واچسپتی نے "نیائے کنڈیکا" نام سے میمانسا کے موضوع پر ایک کتاب لکھی -

میمانسا شاستر عمل کا مؤید ہے اور وید کے عملی حصہ کی تشریح کرتا ہے - اس میں یگیہ وغیرہ رسوم سے متعلق منتروں میں جن رسوم، قربانیوں، یگیوں کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل کی گئی ہے - یہہ یگیوں اور قربانیوں کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے - اس لئے میمانسا کے مقلد ہر ایک انسانی یا وحدانی قول کو عمل کا مؤید تسلیم کرتے ہیں - میمانسا میں آتما، برہم یا موجودات کی تشریح نہیں کی گئی ہے - یہہ صرف وید کی ازلیت ثابت کرتا ہے - اس کے مطابق وید منتر ہی دیوتا ہیں - اس کا قول ہے کہ سبھی افعال نتیجہ کے ارادہ سے ہی کئے جاتے ہیں - نتیجہ عمل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے - لہذا فعل اور اس کے معاون اقوال کے علاوہ کسی خدا کے ماننے کی ضرورت نہیں - میمانسا والے "شبد" یا آواز کو قدیم مانتے ہیں، نیائے والے حادث، سانکھیہ اور میمانسا دونوں ہی وجود خدا سے منکر ہیں - وید کا مستند ہونا دونوں تسلیم کرتے ہیں - فرق صرف یہی ہے کہ سانکھیہ والے ہر ایک کلپ (کلپ کئی ہزار سالوں کا ہوتا ہے) میں وید کی تجدید کے قائل ہیں - اور میمانسا والے اُسے قدیم کہتے ہیں -

جیمنی کے سوتروں (میمانسا) پر سب سے پرانی تفسیر شبر سوامی کی موجود ہے جو غالباً پانچویں صدی میں

لکھی گئی - کچھ زمانہ کے بعد میمانسا کے دو حصے ہو گئے - اُن میں ایک کا بانی کمارل بھٹ ساتویں صدی میں ہوا - اس نے میمانسا پر "کانتر وارتک" اور "شلوک وارتک" دو کتابیں تصنیف کیں جس میں اُس نے وید کی ربانیت سے منکر بودھوں پر اعتراضات کئے - مادھو اچاریہ نے اس موضوع پر "جیمنیہ نیاے مالا وستار" نام سے ایک معرکۃالآرا کتاب لکھی - اس فلسفہ کا نام پوروب میمانسا اس لئے پڑا کہ "کرم کانڈ" (شریعت) اور "گیان کانڈ" (معرفت) میں سے سابق کی اس میں تفصیل کی گئی ہے - اس لئے نہیں کہ یہ "اُتر میمانسا" یعنی ویدانت سے پہلے بنا -

اُتر میمانسا

اُتر میمانسا یا ویدانت کی ہمارے دور میں سب سے زیادہ اشاعت ہوئی - ویاس کے ویدانت سوتر دیگر حلقوں کی تصانیف کی طرح بہت پہلے بن چکے تھے - اس کی سب سے قدیم تفسیر جو بھاگری نے لکھی اب موجود نہیں - دوسری تفسیر جو شنکراچاریہ نے لکھی وہ موجود ہے -

شنکراچاریہ اور ان کا ادویت واد (توحید)

شنکراچاریہ نے اس دور میں مذہبی اور علمی انقلاب پیدا کر دیا - مذہبی انقلاب کا مختصر ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - انہوں نے ویدانت میں "ادویت واد" یعنی آتما اور پرماتما یا خدا اور ماسوا میں دوئی کا نہ ہونا اتنے محققانہ اور مجتہدانہ انداز سے ثابت کیا کہ

لوگ دنگ رہ گئے - ویدانت سوتروں میں اس "مایا باد" کا ارتقا کہیں نظر نہیں آتا - پہلے پہل شنکراچاریہ کے گرو گووند اچاریہ کے گرو گوڑ پاد کی کاریکاؤں میں مایا کا کچھہ ذکر آتا ھے جسے سنکراچاریہ نے بہت اھمیت دےکر اسے ممتاز جگہ دے دی - یوں کہہ سکتے ھیں کہ وہ خود "ادویت واد" کے بانی تھے - انہوں نے اپنی زبردست تبحر سے 'ویدانت سوتر' گیتا اور اُپنشدوں کا بھاشیہ لکھا جس میں ان تینوں کتابوں کی ادویت واد کے نقطہ نگاہ سے تاویل کی گئی تھی - علما کے گروہ میں اس بھاشیہ کو قبول عام حاصل ھو گیا - کسی کو اُن کے پرزور دلیلوں کے خلاف زبان کھولنے کا حوصلہ نہ ھوا - شنکراچاریہ کے دندان‌شکن طرز استدلال' لطافت زبان اور مجتہدانہ شان نے کتنے ھی علما کو ان کا مقلد بنا دیا - ادویت واد کی تلقین کے لئے انہوں نے صرف دھرم گرنتھوں کا بھاشیہ ھی نہیں لکھا' بلکہ سارے ھندوستان میں گھوم گھوم کر دوسرے درشنوں کے مقلدین سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور انہیں شکست دی - اس سے ان کے علم و کمال کا سکہ جم گیا - شنکراچاریہ کا اصلاح‌کردہ ویدانت ھی آج کل کا ویدانت ھے -

ویدانت کے عقائد کا کچھہ مختصر تذکرہ ضروری ھے - نیائے اور ویشیشک نے ایشور' جیو (روح) اور پرکرتی (فطرت) تینوں کو مان‌کر ایشور کو دنیا کا خالق ٹھہرایا ھے - سانکھیہ

نے دو ہی علتوں کو قدیم اور ازلی مانا - ویدانت نے ایک قدم اور آگے بڑھکر ادویت واد --- ہمہ اوست --- کا اصول قائم کیا - برہم ہی دنیا کی علت اور معلول دونوں ہے - دنیا میں اور جتنی چیزیں نظر آتی ہیں وہ سب خیالی اور عارضی ہیں - برہم کا وجود روحانی ہے - سب چیزوں میں اسی ایک روشنی کا جلوہ ہے - ساری چیزیں اسی کی مجازی اور ظاہری صورتیں ہیں - جیو اور برہم میں کوئی فرق نہیں دنیا اور کائنات کے متعلق ویدانتیوں کا خیال ہے کہ یہہ برہم کی فرضی صورت ہے - رسی سے جس طرح سانپ کا گمان ہوتا ہے اسی طرح ازلی اور لطیف برہم میں ہم مغالطہ آمیز' اور مجازی دنیا کا گمان کر لیتے ہیں - یہہ عالم نہ تو برہم کی حقیقی صورت ہے اور نہ اس کا فعل یا معلول ہی - مایا کے باعث ہی برہم مختلف صورتوں میں نظر آتا ہے - برہم کے ساتھہ مایا کے مل جانے ہی سے جیو بنتا ہے - گیان سے مایا کا پردہ دور ہو جاتا ہے اور حقیقی ایشور رہ جاتا ہے - مایا ایک ناقابل بیان شے ہے -

اس ادویت واد یا مایا واد پر بودھہ دھرم کا بہت زیادہ اثر پڑا تھا - اسی لئے بہت سے علما شنکراچاریہ کو بودھہ ثانی کہتے ہیں - اگرچہ بودھہ دھرم کے زوال کے ساتھہ بودھہ فلسفہ کا بھی انحطاط ہو گیا تھا پر دنیا کو باطل اور مغالطہ آمیز ماننے کے اصول کو شنکراچاریہ نے بدستور قائم رکھا - برہم اور ویدوں کو ازلی اور دنیا کو باطل اور بے حقیقت

ماننے کے باعث ویدانت ہندؤں اور بودھوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا - یہی سبب ہے کہ اس فرقہ کو اتنی جلد فروغ ہو گیا - شنکراچاریہ کے بھاشیوں پر ان کے شاگردوں نے بھی کئی عالمانہ تفسیریں لکھیں جن کا ویدانتیوں کے فرقہ میں بہت وقار ہے - اس علمی فرقہ کے فروغ کا ایک دوسرا سبب یہہ تھا کہ شنکراچاریہ نے اسے مذہبی جماعت کی شکل دےکر ہندوستان کے چاروں گوشوں میں متھہ قائم کر دئے جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے - ان متھوں کے ذریعہ ویدانت کی خوب اشاعت ہوئی - شنکراچاریہ کے پیروؤں نے ویدانت کے خزانہ کو خوب مالامال کر دیا -

رامانج اور ان کا وششٹ ادویت

شنکراچاریہ کا یہہ ادویت‌واد بہت دنوں تک ویدانت فرقہ کے نام سے چلتا رہا - کسی نے اس کی مزاحمت نہ کی مگر بارھویں صدی میں رامانج نے اس فرقہ میں ایک نئی شاخ قائم کی - یہہ شنکراچاریہ کے ادویت واد سے بالکل متبائن تھا - اسے ہم وششٹ‌ادویت واد کہہ سکتے ہیں - اس کے مطابق جیو اور جگت (روح اور دنیا) برھم سے جدا ہونے پر بھی جدا نہیں ہیں - اس فرقہ میں اگرچہ برھم جیو اور جگت تینوں اصلاً ایک ہی مانے جاتے ہیں تو بھی عملاً تینوں ایک دوسرے سے مختلف اور بعض خاص صفات سے متصف ہو جاتے ہیں - جیو اور برھم میں وہی تعلق ہے جو آفتاب اور اس کی کرن میں

هے - کرن جس طرح سورج سے نکلتی هے اسی طرح جیو بھی برهم هی سے نکلتا هے - برهم واحد هے اور کثیر بھی - وہ صرف علت هے - اس فلسفہ کے دنیاوی اصول سانکھیہ درشن هی کے اصولوں سے ماخوذ هیں - در اصل دویت اور ادویت دونوں کے درمیان یہہ وسطی راستہ هے - اِسے دد بھیدا بھیدواد یا دویت‌آدویت بھی کہتے هیں -

رامانج نے بھی ویدانت سوتروں گیتا اور اپنشدوں کی تاویل دویت‌واد کے نقطہ سے کی اور 'شری بھاشیہ' لکھا - انہوں نے بھی شنکراچاریہ کی طرح دکھن میں ایک فرقہ جاری کیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا هے - اگرچہ یہہ فرقہ شنکراچاریہ کے فرقہ کی طرح رائج نہ هوا تو بھی اُس کی کافی اشاعت هوئی -

مادھواچاریہ اور ان کا دویت‌واد

رامانج کے زمانہ میں هی مادھواچاریہ نے بھی دویت واد کی تلقین کرکے مادھو فرقہ قائم کیا - انہوں نے بھی سات پرانے اُپانشدوں' بھگوت گیتا ' بھاگوت پران ' اور ویدانت سوتروں پر دویت نقطۂ نگاہ سے بھاشیہ اور کئی مستقل کتابیں لکھیں - انہوں نے سانکھیہ اور ویدانت کو ملا دیا - اپنے عقائد کے اصولوں کا مجموعہ انہوں نے 'تتو سنکھیان' نامی کتاب میں کیا هے - انھوں نے ایشور ' جیو اور پرکرتی کو جدا جدا مانا هے - ویدانت فرقہ میں وہ شنکراچاریہ کے مخالف تھے - اس فرقہ میں بھی علمی صورت کے مقابلہ میں مذهبی صورت هی زیادہ اختیار کی -

اِس طرح همارے دور میں ویدانت فرقه نے بہت زیادہ ترقي کي - مختلف علما نے اپنے اپنے اصول کے مطابق ویدانت سوتروں کي تاویلاں کر کے کئی فرقے قائم کر دئیے - اگرچه ان میں سے بعض فرقے اب بھی زندہ ہیں مگر شنکراچاریه کا ادویت واد سب پر حاوي هے - اُس کا ایک نتیجه یہه بهي هوا که سبهی پرانی کتابیں ایک نئے نقطۂ نظر سے دیکھی جانے لگیں - مایا واد کے اس عقیدہ نے هندؤں کے جو پہلے هی بودهه دهرم کے باعث دنیا کو باطل اور بے حقیقت مانے هوئے تھے دلوں میں گھر کر لیا جس کا اثر ابھي تک قائم هے -

چارواک

ان چهه فلسفیانه فرقوں کے علاوہ اس وقت اور بھی کئی فرقے موجود تھے - چارواک کا فرقه بھی بہت قدیم هے - اس کے سوتروں کا مصنف برهسپتی زمانه قدیم میں هو گزرا تها - بودهوں نے اس منکر اور مجاز پسند فرقه کو نیست و نابود کرنے کی بہت کوشش کی - نہیں کہا جا سکتا یہه فرقه کب تک منتظم صورت میں قائم رہا - اتنا تحقیق هے که شنکراچاریه کے زمانه میں بھي یہه فرقه اتنا مطعون نه هوا تها که اس سے اغماض کیا جا سکے -

بودهه فلسفه

بودهه دهرم کا زوال شروع هو گیا تها لیکن بودہ فلسفه بہت عرصه تک قائم رہا - بودهه دهرم کے آغاز کے ساتهه

هی اس کا فلسفہ معرض وجود میں نہ آیا تھا - بودھہ علما نے بہت عرصہ کے بعد اپنے عقائد کو فلسفہ کی صورت میں لانا شروع کیا - بودھہ دھرم کے اصولوں کا ذکر هم پہلے کر چکے هیں -

جین درشن

جین فرقہ کے علما نے بھی اپنے عقائد کو فلسفہ کی هیئت دینے کی کم کوشش نہیں کی - کچھہ هی دنوں میں جین فلسفہ نے بھی کافی ترقی حاصل کر لی - اس کے اصولوں کا بھی ذکر هم اوپر کر چکے هیں - پھر بھی یہاں ان کے خاص مذهبی اصول "سیاد باد" کا کچھہ مختصر تذکرہ کرنا ضروری هے -

انسان کا علم غیر یقینی هے - وہ کسی شے کی صورت کو یقینی طور پر نہیں جان سکتا - اپنے حواس اور دل کی دوربین هی کے ذریعہ وہ هر ایک چیز کی صورت قائم کرتا هے جو اس مغالطہ سے مبرا نہیں - اس لئے یہہ لازمی نہیں کہ اُن کے مشاهدات همیشہ صحیح هوں - اگرچہ وہ انہیں صحیح سمجھہ رها هو - اسی اصول پر جینیوں کے "سیاد باد" کا آغاز هوا هے - وہ هر ایک گیان کے سات درجے قائم کرتے هیں - (۱) شاید هو (۲) شاید نہ هو (۳) شاید کسی صورت میں هو کسی صورت میں نہ هو (۴) شاید لفظوں میں اس کا اظہار نہ کیا جا سکے (۵) شاید هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نہ کیا جا سکتا هو

(۶) شاید نه هو اور لفظوں میں اس کا ذکر نه کیا جا سکے
(۷) شاید کسی صورت میں هو ' کسی صورت میں نه هو '
پر ناقابل اظہار هو – غرض هر ایک قسم امکان یا شبہه
کی حالت میں هی هم کو معلوم هوتی هے –

اُس زمانے کی علمي ترقی پر سرسری نگاه

اگر هم هندوستان کے اِن چهه سو سالوں کی علمي تاریخ پر نظر ڈالیں تو هم کو واضع هوگا که سبهی عقائد اپنے اپنے دائره میں ترقی کر رهے هیں – اگر ادویت واد منتہائے عروج پر هے تو دویت واد بهی کافی سرسبز هے – ایک طرف اگر بجائے روح اور ایشور کا چرچا هے تو دوسری طرف چارواک شیشه و ساغر کی (۱) تعلیم دے رها هے – ادهر نیائے ' ویدانت ' یوگ توحید کي اشاعت کر رهے تهے ' تو دوسری طرف سانکهیه خدا کے وجود سے منکر هو رها تها – پورب میمانسا والے اگر عمل اور شریعت کی تعلیم دے رهے تهے تو ویدانتی گیان کو هی ذریعه نجات سمجهتے تهے –

مغربی فلسفه پر هندوستاني فلسفه کا اثر

هندوستان کی اس علمی ترقی کا مغربی فلسفه پر کیا اثر پڑا یهه ایک وسیع مضمون هے اور همارے دائره سے کچهه خارج بهی هے – همیں تو صرف سنه ۶۰۰ع سے سنه ۱۲۰۰ع

---

(۱) यावज्जीवं सुखं जीवेत्, ऋणं कृत्वा घृतं पिवेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुत : ॥

تک کے زمانہ سے بحث کرنی ھے اور یہاں کے فلسفہ کا جو اثر مغربی فلسفہ پر پڑا اُسے اس دور سے کوئی تعلق نہیں - لیکن چونکہ مضمون بہت ھی اھم ھے یہاں اس کا کچھہ تذکرہ کرنا بےموقع نہ ھوگا -

مشرقی فلسفہ کا یونان کے فلسفہ پر بہت زیادہ اثر پڑا ھے - دونوں کے خیالات میں بہت کچھہ یکسانیت موجود ھے - زینوفینس اور پرمینیڈس کے اصولوں اور ویدانت میں بہت کچھہ مطابقت ھے (۱) - سقراط اور افلاطوں کا بقائے روح کا اصول مشرقی اصول ھے - سانکھیہ کا اثر یونان کے فلسفہ پر بہت واضح ھے - بعضوں کا یہہ بھی خیال ھے کہ یونان کا مشہور عالم فیثاغورث هندوستان میں فلسفہ پڑھنے آیا تھا - اس کے علاوہ اور بھی کئی علما هندوستانی فلسفہ پڑھنے کے لئے یہاں آئے تھے (۲) - فیثاغورث نے تناسخ کے مسئلہ کو یہاں سے لے جا کر یونان میں رائج کیا - زمانہ قدیم کی یونانی روایات کے مطابق جھالس ' ایمپی ڈاکلس ' ڈیماکریٹس وغیرہ علما نے الٰہیات کا مطالعہ کرنے کے لئے مشرق کا سفر کیا تھا (۳) ناسٹک (Gnostic) فرقہ پر سانکھیہ کا اثر ظاھر ھے (۴) -

---

(۱) اے اے میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۵۹ -

(۲) ڈاکٹر اِرڈمن - هسٹری آف فلاسفی جلد ۱ صفحہ ۲۵ -

(۳) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۲ -

(۴) پروفیسر میکڈانل - سنسکرت لٹریچر صفحہ ۴۲۳ -

آخر میں ہم مشرقی فلسفہ کے متعلق بھی علما کی رایوں کا اقتباس پیش کر کے اس مبحث کو ختم کریںگے -

شلیگل نے لکھا ہے کہ یورپ کا اونچے سے اونچا فلسفہ ہندوستانی فلسفہ کے شمس نصف‌النہار کے سامنے ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا (۱) -

سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے لکھا ہے کہ ہندوستانی فلسفہ میں علم اور عمل ' دھرم اور ادھرم ' ذی روح ' غیر ذی روح اور روح ' جبر و اختیار ' روح اور خدا ' وغیرہ مسائل پر محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے - اس کے علاوہ عالم کی تکوین ' انتظام اور ارتقا کے متعلق مختلف پہلوؤں سے غور کیا گیا ہے - ارتقا پر حال کے علما کے خیالات کپل کے ارتقا کی تکمیل معلوم ہوتے ہیں (۲) -

شری متی ڈاکٹر ایسنٹ لکھتی ہیں : ہندوستان کا علم‌الذہن یورپ کے علم‌الذہن سے زیادہ مکمل ہے (۳) -

پروفیسر میکس ڈنکر نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا استدلال حال کے کسی قوم کے منطق سے کم نہیں ہے (۴) -

---

(۱) ہسٹری آف لٹریچر -
(۲) ہنٹر - انڈین گزیٹیر - انڈیا صفحہ ۲۱۳ - ۲۱۴ -
(۳) لیکچر آن نیشنل یونیورسٹیز ان انڈیا (کلکتہ) جنوری سنہ ۱۹۰۶ء -
(۴) ہسٹری آف اینٹی کویٹی جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ -

جوتش

دیگر علوم کی طرح فلکیات میں بھی زمانہ قدیم میں هندوستان نے بہت ترقی کی تھی - ویدوں میں نجوم کے بہت اونچے اصولوں کا ذکر آیا هے - ایک براهمن میں لکھا هے کہ فی‌الواقع آفتاب طلوع یا غروب نہیں هوتا بلکہ زمین کے گھومنے سے دن رات هوتے هیں (۱) - زمانہ قدیم میں یگیوں اور قربانیوں کی کثرت کے باعث سیاروں اور معین اوقات کا علم عوام میں بھی رائج تھا - نجوم کو بھی ویدوں کا ایک رکن مانا جاتا تھا - اسی لئے اس کا مطالعہ عام تھا - عیسیٰ سے بھی قبل ' بردھہ گرگ سنگھتا ' اور جینیوں کی ' سری پرگتی ' وغیرہ نجوم کی کتابیں تصنیف هو چکی تھیں - ' آشولائن سوتر ' ' پارسکر گرہ سوتر ' مہابھارت اور ' مانو دھرم شاستر ' میں جوتش کی کتنی هی باتیں ماخوذ هیں - عیسیٰ کے بعد کا سب سے پہلا اور مکمل ' سوریہ سدھانت ' تھا جو اب دستیاب نہیں - اس کا پورا حال وراہ مہر نے اپنی ' پنچ سدھانتکا ' میں کہا هے - وہ موجود هے - حال کا ' سوریہ سدھانت ' اس سے جدا اور جدید هے - وراہ مہر نے (۵۰۰ ع) اپنی ' پنچ سدھانتکا ' میں اُن پانچ سدھانتوں پولش ' رومک ' وسشت ' سور ' اور پتامہ کا کرن روپ سے (جس میں علم‌الاعداد هی

---

(۱) میکڈانل - انڈیاز پاسٹ صفحہ ۱۸۱ -

کے ذریعہ سے جوتش کا حساب ہو سکتا ہے اور عمل قوس کی ضرورت نہیں رہتی) بیان کیا ہے - اور لاتا چاریہ ' سنکھا چاریہ اور اس کے مرشد آریہ بھٹ ' پردمن اور بجے نندی کی رایوں کا اقتباس کیا ہے جس سے واضع ہوتا ہے کہ یہہ علما اس کے قبل کے ہیں - پر افسوس ہے کہ اب آریہ بھٹ کے سوا اور کسی کی تصانیف کا پتہ نہیں ہے - آریہ بھٹ نے جو سنہ ۴۷۶ع میں پیدا ہوا تھا ' آریہ بھٹی ' لکھی - اُس نے سورج اور تاروں کے ثابت ہونے اور زمین کی گردش سے رات اور دن ہونے کا ذکر کیا ہے - اس نے زمین کا محیط ۴۹۶۷ یوجن یا ۲۴۸۳۵ میل بتلایا ہے - اس نے سورج اور چاند کے گرہن کے اسباب کی بھی تحقیق کی ہے - اس کے بعد ایک دوسرا آریہ بھٹ بھی ہوا جس نے ' آریہ سدھانت ' لکھا اور جس کا ذکر بھاسکراچاریہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے -

وراہ مہر کے پانچ سدھانتوں میں ' رومک سدھانت ' غالباً یونان سے آیا ہے - ہندوستانی اور یونانی نجوم بہت سی باتوں میں ملتے ہیں - یہہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کس نے کس سے کتنا سیکھا -

سنہ ۷۰۰ع سے سنہ ۱۲۰۰ع تک کی نجومی تصنیفات

وراہ مہر کے بعد جوتش کے سب سے جید عالم برہم گپت ہوا - اس نے سنہ ۶۲۸ع کے قریب ' براہم اسپھٹ سدھانت ' اور ' کھنڈ کھاد ' لکھے - اس نے زیادہ تر متقدمین

کی تائید کی ہے - اس کا طرز بیان زیادہ جامع اور مدلل ہے - اس نے گیارھویں باب میں آریہ بھٹ کا تبصرہ کیا ہے - اس کے کچھ برسوں کے بعد مشہور عالم لل ہوا جس نے اپنے ' لل سدھانت ' میں آریہ بھٹ کے دورہ ارض کے اصول پر اعتراض کرتے ہوے لکھا ہے کہ اگر زمین گردش کرتی ہوتی تو درخت پر سے اُڑا ہوا پرند اپنے گھونسلے میں پھر نہ جا سکتا - (۱) لیکن لل کو شاید معلوم نہ تھا کہ زمین مع ماحول کے گردش کرتی ہے - اگر یہ بات اسے معلوم ہوتی تو وہ گردش زمین پر ایسا بیہودا اعتراض نہ کرتا - لل کے بعد ہمارے دور میں چترویدی پرتھودک سوامی نے سنہ ۹۷۸ع کے قریب برهم گپت براھم سپھٹ سدھانت ' کی تفسیر لکھی - سنہ ۱۰۳۸ع کے قریب سری پت نے ' سدھانت شیکھر ' اور ' دھی کوتد ' (علم الاعداد) ' برن نے برهم گپت کے ' کھنڈ کھاد ' کی تفسیر اور بوبج دیو نے ' راج مرگانک ' لکھے - برهم دیو نے گیارھویں صدی کے آخر میں ' کرن پرکاش ' نام کی کتاب مرتب کی -

ہمارے دور کے آخر میں مشہور جوتشی مہیشور کا فرزند بھاسکراچاریہ ہوا - اس نے ' سدھانت شرومنی ' ' کرن کوتوہل ' ' کرن کیسری ' ' گرہ گنت ' ' گرہ لاگھو '

---

(۱) यदि च भ्रमति क्षमा तदा स्वकुलायं कथमाप्नुयुः खगाः ।
इषवोऽभिनभः समुज्झिता निपतंतः स्युरपांपतेर्दिशि ॥
(लल्ल सिद्धान्त)

د گولن بھاسکر ' د سوریہ سدھانت ویاکھیا ' اور د بھاسکر دیکشتی ' لکھی – د سوریہ سدھانت ' کے بعد د سدھانت شرومنی ' مستند کتاب مانی جاتی ھے – اس کے چار حصے لیلاوتی ' بیج گنت ' گرہ گنت ادھیائے اور گولادھیائے ھیں – پہلے دو تو ریاضیات کے متعلق ھیں اور پچھلے دو جوتش سے متعلق ھیں – بھاسکراچاریہ نے اس کتاب میں زمین کے گول ھونے اور اس میں قوت کشش کے ھونے کے اصولوں کی تشریح نہایت واضح طور پر کی ھے – وہ لکھتا ھے :–

"کسی دائرہ کے محیط کا سوواں حصہ خط مستقیم معلوم ھوتا ھے – ھماری زمین بھی ایک بڑا بھاری کرہ ھے – انسان کو اس کے محیط کا بہت ھی چھوٹا حصہ نظر آتا ھے – اسی لئے وہ چپٹا دکھائی دیتا ھے" (۱) –

"زمین اپنی قوت کشش کے زور سے ھر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچتی ھے – اسی لئے سبھی چیزیں اس پر گرتی ھوئی نظر آتی ھیں" (۲) –

---

(۱) समो यतः स्यात्परिधेः शतांशः पृथ्वी च पृथ्वी नितरां तनीयान् ।
नरश्च तत्पृष्ठगतस्य कृत्स्ना समेव तस्य प्रतिभात्यतः सा ॥
(सिद्धान्तशिरोमणि—गोलाध्याय)

(۲) आकृष्टशक्तिश्च मही तया यत् खस्थं गुरुस्वाभिमुखं स्वशक्त्या ।
आकृष्यते तत् पततीव भाति समे समन्तात् क्व पतत्वियं खे ॥

نیوٹن سے کئی صدیوں پہلے ہی "بھاسکراچاریہ نے اصول کشش کا بیان اتنے واضح طور پر کر دیا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے - اسی طرح فلکیات کے دیگر اصولوں کو بھی اس نے بیان کیا ہے -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دور میں علم نجوم نے کافی ترقی کر لی تھی - البیرونی نے بھی اپنے مشہور سفر نامے میں ہمارے نجوم کی ترقی اور اس کے کچھ اصولوں کا ذکر کیا ہے - ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کے قول کے مطابق آٹھویں صدی عیسوی میں عرب کے علما نے ہندوستان سے نجوم حاصل کیا اور اس کے اصولوں کا عربی میں "سند ہند" کے نام سے ترجمہ کیا (۱) - خلیفہ ہارون رشید اور المامون نے ہندوستانی منجموں کو بلا کر ان کی تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا (۲) - اہل یونان کی طرح اہل ہند بھی عربوں کے استاد تھے - آریہ بھٹ کی کتابوں کے ترجمہ کا نام "ارض بحر" رکھا گیا (۳) - چین میں بھی ہندوستانی جوتش کا بہت رواج ہوا - پروفیسر ولسن نے لکھا ہے - "بروج فلکی کی تقسیم، شمسی اور قمری مہینے، سیاروں کی رفتار کا تعین، طریق الشمس، نظام شمسی، زمین کا روزانہ اپنے محور پر گردش کرنا، چاند کی رفتار

---

(۱) ہنٹر - انڈین گزیٹیر صفحہ ۲۱۸ -
(۲) مل - ہسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -
(۳) ویبر - انڈین لٹریچر صفحہ ۲۵۵ -

اور زمین سے اس کا فاصلہ ، سیاروں کے درجوں کی پیمائش اور گرہن کا حساب ، وغیرہ ایسے مسائل ہیں جو غیر مہذب قوموں میں معدوم ہیں " (۱) -

پھلت جوتش

ہندوستان میں نہایت قدیم زمانہ سے لوگوں کو پھلت جوتش پر اعتقاد رہا ہے - پھلت جوتش سے مراد اُن اثرات سے ہے جو سیاروں کی گردش اور محل وقوع سے انسان پر پڑتے ہیں - برہمنوں اور دھرم سوتروں میں بھی کہیں کہیں اس کا حوالہ ملتا ہے - اس علم کی قدیم تصانیف نایاب ہیں - بہت ممکن کہ وہ تلف ہو گئی ہوں - ' بردھہ گرگ سنگھتا ' میں بھی اس کا کچھہ ذکر آیا ہے - وراہ مہر کے قول کے مطابق علم نجوم تین حصوں میں منقسم ہے - تنتر ، ہورا اور شاکھا - تنتر یا اصولی نجوم کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے - ہورا اور شاکھا کا تعلق پھلت جوتش سے ہے - ہورا میں زائچہ وغیرہ سے انسان کی زندگی کے متعلق مساعد یا نامساعد حالات پر غور کیا جاتا ہے - شاکھا یا سنگھتا میں پچھل تاروں ، شہاب ثاقب ، شگون اور ساعت وغیرہ کی تشریح ہوتی ہے - وراہ مہر کی ' برہت سنگھتا ' پھلت جوتش کے لئے مستند ہے - اس میں مکان بنوانے ، کنوئیں اور تالاب کھدوانے ، باغ لگانے ،

---

(۱) مل - هسٹری آف انڈیا جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ -

مورتی قائم کرنے اور ایسے هی دیگر امور کے لئے متعدد شگون درج هیں - اس نے شادی اور فتوحات کے لئے وقت روانگی کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھیں - پہلت جوتش هی پر " برهیج جاتک " نام سے اس نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو بہت مشہور هے - ستاروں کا محل دیکھ کر انسان کا مستقبل بتلانا هی اس کتاب کا خاص موضوع هے - سنه ۶۰۰ع کے قریب وراه مہر کے لڑکے پرتھویشا نے پہلت جوتش کے متعلق " هورا کھٹ پنچاشکا " نام کی ایک کتاب لکھی - دسویں صدی میں بھٹوتپل نے وراه مہر کی تصانیف پر مبسوط اور جامع تفسیریں لکھیں - سنه ۱۰۳۹ع میں شری پتی نے اسی صنف میں " رتن مالا " اور " جاتک پدهتی " نامی کتابیں لکھیں - زمانہ مابعد میں بھی اس صنف میں اور کتابیں لکھی گئیں -

علم الاعداد

نجوم کے ارتقا کے ساتھ علم الاعداد کا ارتقا بھی لازمی تھا - هم دیکھتے هیں کہ چھٹویں صدی تک هندوستان علم الاعداد میں انتہائی منزل تک پہونچ چکا تھا - اس نے ایسے ایسے دقیق اصولوں کی تحقیق کر لی تھی جن کا مغربی عالموں کو کئی صدیوں کے بعد علم هوا - مشہور عالم کاجوری نے اپنی " هسٹری آف میتھمیٹکس " میں لکھا هے " یہہ امر قابل غور هے کہ هندوستانی علم الاعداد نے همارے موجودہ طبیعات میں کس حد تک نفوذ کیا هے - موجودہ

الجبرہ اور علم الحساب دونوں کا عمل اور انداز ہندوستانی ہے ' یونانی نہیں - علم الاعداد کے ان مکمل نشانات اور ہندوستانی علم حساب کے ان عملوں پر جو موجودہ عملوں کی ہی طرح مکمل ہیں ' اور ان کے الجبرہ کے قاعدوں پر غور کرو اور پھر سوچو کہ ساحل گنگا کے بسنے والے برہمن کس تعریف اور توصیف کے مستحق نہیں ہیں - بدنصیبی سے ہندوستان کی کئی بیش بہا ایجادیں یورپ میں بہت پیچھے پہونچیں ' جو اگر دو تین صدیاں پہلے پہونچی ہوتیں تو ان کا اثر کہیں زیادہ پڑتا -

اسی طرح ڈی مارگن نے لکھا ہے " ہندوستانی علم حساب یونانی علم حساب سے کہیں بڑھ کر ہے - ہندوستانی حساب وہ ہے جس کا ہم آج بھی استعمال کرتے ہیں -

علم الاعداد کا ارتقا

علم حساب پر مجموعی طور پر بحث کرنے سے قبل علم اعداد پر بحث کرنا زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ہوگا - ہندوستان نے دیگر اقوام کو جو متعدد باتیں سکھلائیں اُن میں سب سے اونچا درجہ علم الاعداد کا ہے - دنیا میں علم حساب ' نجوم ' طبیعات وغیرہ میں آج جو ترقی نظر آتی ہے اُن کا اصلی مدار موجودہ نشست اعداد ہے جس میں ایک سے نو تک کے اعداد اور صفر ' ان دس نشانات سے علم حساب کا سارا کام چل جاتا ہے - یہہ ترتیب اہل ہند نے ہی لگائی اور دنیا کے ہر ایک گوشہ میں

پھیلائی - هندی ناظرین میں بہت کم اصحاب کو معلوم هوگا کہ اس ترتیب اعداد کے قبل دنیا میں کون سا طریقہ رائج تھا اور وہ نجوم اور طبیعات وغیرہ علوم کی ترقی میں کتنا حارج تھا - اس لئے یہاں مختصراً دنیا کے قدیم علم‌الاعداد کا معائنہ کرکے موجودہ اعداد کے هندوستانی ایجاد هونے کے متعلق کچھہ لکھنا بے محل نہ هوگا -

هندوستان کے قدیم کتبوں، وصیت ناموں، سکوں، اور قلمی نسخوں کے دیکھنے سے معلوم هوتا ھے کہ زمانہ قدیم میں اعداد کی ترتیب حال کی ترتیب سے بالکل مختلف تھی - اُس میں ایک سے نو تک اعداد کے نو نشانات ۱۰ - ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ کے نشانات اور ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے ایک ایک نشان مخصوص تھے - انھیں بیس علامتوں سے ۹۹۱۹۹ تک کے اعداد لکھے جاتے تھے - لاکھہ کروڑ وغیرہ کے لئے بھی اُس زمانہ میں علامتیں مخصوص تھیں یا نہیں یہہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - ان اعداد کے لکھنے کی ترتیب ایک سے نو تک تو ویسی هی تھی جیسی اب ھے - ۱۰ کے لئے نئے نظام کے مطابق ۱ کے ساتھہ صفر نہیں بلکہ ایک جدا نشان هی بنایا جاتا تھا - علی هذا ۲۰ - ۳۰ - ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ - ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے لئے الگ الگ نشانات رهتے تھے - ۱۱ سے ۹۹ تک لکھنے کا طریقہ ایسا تھا کہ پہلے دهائی کی عدد لکھہکر اس کے آگے اکائی کی عدد لکھی جاتی تھی - مثلاً

۱۵ کے لئے ۱۰ کی علامت لکھکر اس کے آگے ۵ اور ۳۴ کے لئے ۳۰ کی علامت کے آگے ۳ وغیرہ - ۲۰۰ کے لئے ۱۰۰ کي علامت لکھکر اُس کے داھنی طرف کبھی اوپر کبھی نیچے ، کبھی وسط میں ، ایک سیدھی لکیر (ترچھی) جوڑ دی جاتی تھی - ۳۰۰ کے لئے ۱۰۰ کی علامت کے ساتھہ ویسي ھی دو لکیریں جوڑی جاتی تھیں - ۴۰۰ سے ۹۰۰ تک کے لئے ۱۰۰ کی علامت لکھہ کر ۴ سے ۹ تک کی عدد ترتیب‌وار ایک چھوٹی سی آڑی لکیر سے جوڑ دی جاتی تھی - ۱۰۱ سے ۹۹۹ تک لکھنے میں سیکڑے کي عدد کے آگے دھائی اور ایکائی کے نشانات لکھے جاتے تھے - مثلاً ۱۲۹ کے لئے ۱۰۰ ، ۲۰ اور ۹ - ۹۵۵ کے لئے ۹۰۰ ، ۵۰ اور ۵ - اگر ایسے اعداد میں دھائی کی عدد نہ ھو تو سیکڑے کے بعد ایکائي کی عدد رکھی جاتی تھي - مثلاً ۳۰۱ کے لئے ۳۰۰ اور ۱ - ۲۰۰۰ کے لئے ۱۰۰۰ کي علامت داھنی طرف اوپر کی جانب ایک چھوٹی سی سیدھي آڑي (یا نیچے کو مڑی ھوئی) لکیر جوڑي جاتی تھی اور ۳۰۰۰ کے لئے ویسی ھی لکیریں - علی ھذا ۹۹۹۹۹ لکھنے ھو تو ۹۰۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، ۹۰۰ ، ۹۰ اور ۹ لکھتے تھے -

ھندوستان میں اعداد کا یہہ تریقہ کب رائج ھوا ، اِس کا پتہ نہیں چلتا ، لیکن اشوک کے سدھاپور ، سہسرام اور روپ ناتھہ کے کتبوں میں اس طرز کے ۲۰۰ ، ۵۰ ،

اور ۹ کی دو دو مختلف صورتیں ملتی هیں -

مصر کا قدیم رسم الاعداد جو مصری رسم الخط کی شکل میں هوتا تها هندوستان کے قدیم رسم الاعداد سے بهی زیادہ پیچیدہ تها - اُس میں خاص اعداد کے تین نشانات تهے - ۱ - ۱۰ اور ۱۰۰ - انهیں تین عددوں کے بار بار لکهنے سے ۹۹۹ تک کے اعداد بنتے تهے - ایک سے نو تک کهنے کے لئے ایک کو نو بار لکها جاتا تها - ۱۱ سے ۱۹ تک کے لئے ۱۰ کی علامت کی بائیں طرف ایک سے نو تک کهڑی لکیریں کهینچی جاتی تهیں - ۲۰ کے لئے ۱۰ کی علامت دو بار، اور ۳۰ سے ۹۰ تک کے لئے بالترتیب تین سے نو بار تک لکهتے تهے - ۲۰۰ بنانے کے لئے ۱۰۰ کی علامت کو دو بار لکهتے تهے - اُسی طرح ۳۰۰ کے لئے تین بار - اس نظام میں ۱۰۰۰ سے ۱۰۰۰۰ کے لئے بهی ایک ایک تصویر مخصوص تهی - لاکهہ کے لئے مینڈهک اور ۱۰ لاکهہ کے لئے ایک انسان هاتهہ پهیلائے هوئے بنایا جاتا تها - اس سے ظاهر هے کہ یہہ علم الاعداد کی بالکل ابتدائی صورت تهی -

فنیشیا کا رسم العدد بهی مصری رسم العدد سے نکلے هیں اور اُن کی ترتیب بهی اتنی هی پیچیدہ هے - صرف ۱۰ کی علامت کو بار بار لهکنے کی زحمت کو کچهہ کم کرنے کے لئے اُس میں ۲۰ کے لئے ایک نئی علامت بنائی گئی جس سے ۳۰ کے لئے ۲۰ اور ۱۰ اور ۹۰ کے لئے چار بار

بیس لکھکر ۱۰ کی علامت لکھی جاتی تھی -

کچھ عرصہ کے بعد مصریوں نے کسی دوسرے ملک کے آسان رسم العدد کو دیکھکر ' یا خود اپنی عقل سے اپنے بھدے مصور اعداد کو سہل بنانے کے لئے هندوستانی رسم العدد جیسا جدید طرز نکالا - ایک سے نو تک کے الگ نو ' دس سے نوے تک کے لئے نو اور سو سے هزار تک کے لئے ایک ایک علامت قائم کی - اس رسم العدد کو هیرےتک کہتے هیں - اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں رسموں کی طرح اعداد دائیں طرف سے بائیں طرف لکھے جاتے تھے -

قیماتک اعداد بھی هیرےتک اعداد سے هی نکلے هیں اور ان دونوں میں بہت کم فرق هے جو شاید زمانہ کا اثر هو - یورپ میں بھی زمانہ قدیم میں اهل یونان صرف دس هزار تک کی گنتی جانتے تھے اور اهل روم ایک هزار تک کی - ان کے رسم العدد کا استعمال اب بھی کبھی کبھی مطبوعہ کتب میں سنہ لکھتے هیں ' دیباچہ میں صفحات کی تعداد کے لئے یا گھڑیوں میں وقت ظاهر کرنے کے لئے هوتا هے - اس میں ۱ ' ۵ ' ۱۰ ' ۵۰ ' ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ تک کی علامتیں هیں جن کو رومن اعداد کہتے هیں - آج کل هر ایک تعلیمیافتہ شخص رومن اعداد سے واقف هے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - ان تمام قدیم اعداد سے نجوم ' حساب اور طبیعات کی خاص ترقی

هونے کا کوئی امکان نہ تھا - دنیا کی موجودہ ترقی انھیں اعداد کی بدولت هوئی ھے اور اس کا موجد هندوستان ھے - اس رسم العدد میں جو عدد دائیں طرف سے بائیں طرف ہٹتا دی جاتی ھے اس کی قیمت دس گنی بڑھ جاتی ھے - مثلاً ۱۱۱ ۱۱۱ میں چھئوں عدد ' ۱ ' هی کے هیں لیکن دائیں طرف سے چلئے تو پہلے سے ۱ کا ' دوسرے سے ۱۰ ' تیسرے سے ۱۰۰ ' چوتھے سے ۱۰۰۰ اور پانچویں سے ۱۰۰۰۰ سمجھا جاتا ھے - اسی سے اس رسم العدد کو اعداد اعشاریہ کہتے هیں - زمانۂ حال میں ساری دنیا اسی رسم العدد کو استعمال کرتی ھے - اهل هند نے اس کی ایجاد کس زمانہ میں کی یہ تحقیق نہیں کیا جا سکتا - قدیم کتبوں اور وقف ناموں میں عیسوی کی چھٹویں صدی تک قدیم هندی رسم العدد کا هی استعمال کیا گیا ھے - ساتویں صدی سے دسویں صدی تک کتبہ نگاروں اور عاطیوں نے کہیں تو قدیم طرز کا استعمال کیا ھے ' کہیں جدید طرز کا - لیکن اهل حساب نے چھٹویں صدی کے قبل سے طرز جدید کا استعمال شروع کر دیا تھا - وراہ مہر نے ' پنچ سدھانت کا ' میں جدید اعداد هی دئے هیں - اس سے ثابت ھے کہ پانچویں صدی کے آخر میں اهل نجوم جدید طرز کام میں لاتے تھے - بھٹو تپل نے ' برهت سنگھتا ' کی تفسیر میں کئی جگہ ' پولش سدھانت ' سے جس کا وراہ مہر نے اپنی تصانیف میں حوالہ دیا ھے ' اقتباس کیا ھے - اس نے ایک اور مقام پر ' مول پولش سدھانت '

کے نام سے ایک شلوک بھی پیش کیا ھے - ان دونوں میں جدید طرز کے اعداد ھي استعمال کئے گئے ھیں - اس سے قیاس ھوتا ھے کہ وراہ مہر کے قبل یا پانچویں صدي کے پہلے بھی جدید طرز کا رواج تھا -

' یوگ سوتر ' کی مشہور تفسیر میں ویاس نے (سنہ ۳۰۰ع کے قریب) اعداد اعشاریہ کی بہت صاف مثال پیش کی ھے - جیسے ۱ کی عدد سیکڑے کے مقام پر ۱۰۰ کے لئے دھائی کے مقام پر ۱۰ کے لئے اور ایکائی کے مقام پر ۱ کے لئے مستعمل ھوتی ھے - موضع بخشالی (یوسف زئي علاقہ - پنجاب) میں بھوج پتر پر لکھی ھوئی ایک پرانی کتاب زمین میں دفن ملي ھے جس میں اعداد طرز جدید ھي سے لکھے گئے ھیں - مشہور عالم ڈاکٹر ھارنلی نے اس کے زمانہ تصنیف کا اندازہ تیسری چوتھی صدي کیا ھے - اس پر ڈاکٹر بولر نے لکھا ھے کہ اگر علم‌الاعداد کی قدامت کے متعلق ڈاکٹر ھارنلی کا یہہ قیاس صحیح مان لیا جاوے تو اس کی ایجاد کا زمانہ سنہ عیسوی کے آغاز یا اس سے بھی قدیم‌تر ھوگا - ابھی تک تو طرز جدید کي قدامت کا پتہ یہیں تک چلا ھے -

صفر کي ایجاد کر کے علم حساب میں طرز جدید کا موجد کون ھوا اس کا کچھہ پتہ نہیں چلتا - صرف اتنا ھي تحقیق ھے کہ طرز جدید کی ایجاد ھندوستان میں ھی ھوئی - پھر یہاں سے اھل عرب نے یہہ علم سیکھا

اور عربوں نے اُسے یورپ میں رائج کیا - اس کے قبل ایشیا اور یورپ کی کلدانی، یونانی، عربی قومیں ہندسہ کا کام حروف تہجی سے لیتی تھیں - عربوں میں خلیفہ ولید کے زمانہ تک اعداد کا رواج نہ تھا (سنہ ۷۰۵-۷۱۵ع) - اس کے بعد انہوں نے ہندوستان سے یہہ فن سیکھا (۱) -

اس کے متعلق "انسائکلوپیڈیا برٹنیکا" میں لکھا ہے "اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے موجودہ فن عدد کی تخلیق ہندوستان میں ہوئی ہے - غالباً علم نجوم کے اُن نقشوں کے ساتھہ جنہیں ایک ہندوستانی سفیر سنہ ۷۷۳ع میں بغداد میں لایا تھا، یہہ اعداد عرب میں داخل ہوئے - بعد ازاں عیسوی کی نویں صدی کے آغاز میں مشہور عالم ابو جعفر محمد الخوارزمی نے عربوں میں اس طرز کی تشریح کی اور اُسی زمانہ سے اس کا رواج بڑھنے لگا" -

"یورپ میں یہہ مکمل اعداد معہ صفر عیسوی کی بارھویں صدی میں رائج ہوئے اور اُن اعداد سے بنا ہوا علم حساب "الگورتمس" (الگورتھم) نام سے مشہور ہوا - یہہ غیر مانوس نام محض "الخوارزمی" کا لفظی ترجمہ ہے جیسا کہ رنیاڈ نے قیاس کیا تھا - الخوارزمی کی

---

(۱) قدیم اور جدید علم الاعداد کے مفصل حالات کے لئے دیکھو "بھارتیہ پراچین لپی مالا" صفحہ ۱۱۰-۱۱۸ -

اس تصنیف کا اب پتہ نہیں - مگر اس کے ترجمہ کی ایک نقل حال میں کیمبرج سے شائع ہوئی ھے جو اس قیاس کی تصدیق کرتی ھے - یہہ ترجمہ غالباً ایڈل ہرڈ نے کیا تھا - خوارزمي کے علم حساب کے قاعدوں کو مشرقی علما نے آسان کیا اور اُن آسان کئے ہوے قاعدوں کو مغربی یورپ میں پیسا کے لیونارڈو اور مغربي یورپ میں میکسمس پلینڈوس نے رائج کیا - ' زیرو ' لفظ عربی کے ' صفر ' سے ماخوذ معلوم ہوتا ھے - غالباً لیونارڈو نے ' صفر ' کو ' چفرو ' کی صورت دے دي (۱) "

مشہور سیاح اور عالم البیرونی نے لکھا ھے : " اهل هند اپنے رسم‌الخط کے حروف سے اعداد کا کام نہیں لیتے جیسے کہ هم عبراني حروف کي ترتیب سے عربی حروف سے کام لیتے ہیں - هندوستان کے مختلف صوبوں میں جس طرح حروف کی شکلیں مختلف ہیں ' اُسي طرح اعداد ظاهر کرنے والے نشانات بھی جنہیں ' انک ' کہتے ہیں مختلف ہیں - جن اعداد کو هم کام میں لاتے ہیں وہ هندوؤں کے سب سے خوبصورت اعداد سے لئے گئے ہیں - جن متعدد قوموں سے میرا تعلق رہا اُن سبھوں کی زبانوں کے شمار کرنے والے نشانات کا میں نے مطالعہ کیا ھے جس سے معلوم ہوا کہ کوئي قوم ایک هزار سے زیادہ نہیں

(۱) انسائکلو پیڈیا برٹنکا - جلد ۱۷ صفحہ ۶۲۱ -

شمار کر سکتی - اهل عرب بھی ایک هزار تک هی شمار کر سکتے هیں - اس موضوع پر میں نے ایک علحدہ کتاب لکھی ھے - هندو هی ایسي قوم ھے جس کے اعداد ایک هزار سے زائد هیں - وہ اعداد کو اٹھارہ مقامات تک لے جاتے هیں جیسے " پراردھہ " کہتے هیں - میں نے ایک کتاب لکھ کر بتلایا ھے کہ اهل هند اس علم میں هم سے کس قدر آگے بڑھے ہوے هیں " (۱) -

علم حساب کي جو تصانیف موجود هیں وہ پیشتر جوتش کے اُنھیں علما کی هیں جن کا ذکر هم اوپر کر چکے هیں - آریہ بھٹ کی تصنیف کے پہلے دو حصے ' براهم اسپھٹ سدھانت ' میں باب الحساب اور سدھانت شرومنی میں لیلاوتی اور بیج گنت نام کے ابواب علم حساب پر مشتمل هیں - ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم هوتا ھے کہ وہ لوگ علم حساب کے سبھي اونچے درجہ کے اصولوں سے واقف تھے - عام علم حساب کے آٹھوں قاعدوں جمع ' تفریق ' ضرب ' تقسیم ' مربع ' مکعب ' جزرالمربع ' جزرالمکعب کا ان میں کامل طور پر بیان کیا گیا ھے - اس کے بعد کسر ' صفر ' رقبہ ' ترانشک ' کام ' سود ' سود مرکب ' اعداد غیر محدود ' کٹک اور شریڑهی کے اصولوں کا تذکرہ بڑی موجود ھے -

---

(۱) البیروني انڈیا - جلد ۱ صفحہ ۷۷ - ۱۷۴

الجبر و المقابلہ

نجوم کے لئے صرف علم حساب کا هي نہیں الجبر و المقابلہ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا - مندرجہ بالا کتابوں میں همیں الجبر و المقابلہ کے منہتی اصولوں کے بیانات ملتے هیں - اس علم کا بھی اِسی ملک میں ارتقا هوا تھا - مسٹر کاجوری نے لکھا ہے کہ الجبر و المقابلہ کے پہلے یونانی عالم ڈایوفینٹ نے بھی هندوستان میں هي یہہ علم حاصل کیا تھا - یہہ خیال کہ هندوستان نے یونان سے یہہ علم حاصل کیا غلط ہے - هندوستانی اَور یونانی الجبر و المقابلہ میں بہت سے اختلافات هیں - هندوستان نے بارهویں صدی تک الجبر و المقابلہ کے جو قواعد اور اصول ایجاد کئے وہ یورپ میں سترهویں صدی میں رائج هوئے - هندوستانیوں نے الجبر و المقابلہ میں بہت سے بنیادی اصول دریافت کر لئے تھے جن میں کچھہ یہہ هیں -

(۱) منفی اعداد سے مساوات کا خیال -

(۲) مربع مساوات کی تسہیل -

(۳) ترتیب کے قواعد - اهل یونان ان سے واقف نہ تھے -

(۴) ایک درجہ اور کئی درجوں کے مساوات -

(۵) مرکز کا معین جس میں علم حساب اور الجبر و المقابلہ دونوں کا ارتقا هو -

بهاسکراچاریہ نے یہہ بھی ثابت کیا ھے کہ —

ع × ۰ = ع ؛ ۲ = ۰ ؛ √۰ = ۰ ؛ ع ÷ ۰ = ۰

هندوستان سے ھی جبر و مقابلہ کا علم اهل عرب کی وساطت سے یوروپ پہونچا — پروفیسر مونیر ولیمس کہتے هیں کہ جبر و مقابلہ ، علم خط ، اور علم نجوم هندوستانیوں ھی کی ایجاد ھے (۱) — عرب سے اس کی اشاعت یوروپ میں ہوئی (۲) —

علم الخط

اِسی طرح علم خط نے بھی هندوستان میں بہت ترقی کی تھی — قدیم هندوستان میں علم خط کا ذکر بودھائن اور آپستمب کے سوتروں میں پایا جاتا ھے — قربانگاهوں اور کلکدوں کے بنانے میں اس کا بہت استعمال ہوتا تھا — یگیہ اور دیگر رسوم ادا کرانے والے پروهت جانتے تھے کہ مستطیل کا رقبہ مربع میں اور مربع کا رقبہ دائرہ میں کس طرح لایا جا سکتا ھے — یہہ علم بھی یونانی اثرات سے پاک تھا — علم خط کی کچھہ مشقیں درج ذیل هیں جو همارے زمانہ تک ایجاد ہو چکی تھیں —

(۱) حکیم فیثاغورث کی مشق — یعنی مثلث قائم الزاویہ کے دو اضلاع کے مربعوں کا مجموعہ مساوی ہوتا ھے وتر کے مربع کے —

---

(۱) انڈین وزڈم — صفحہ ۱۸۵ —

(۲) ونے کمار سرکار — هندو ایچیو مینٹس ان اکزیکٹ سائنسز صفحہ ۱۲—۱۵ —

(۲) دو مربعوں کے مجموعہ یا فرق کے برابر دوسرا مربع بنانا -

(۳) کسی مستطیل کو مربع بنانا -

(۴) $\sqrt{}$ کی اصلی قیمت اور مقادیر کا اسقاط -

(۵) ربعوں کو دائرہ کی صورت میں لانا -

(۶) دائرہ کا رقبہ -

(۷) نامساوی اربعۃالاضلاع میں وتر قائم کرنا -

(۸) مثلث ، دائرہ اور نامساوی اربعۃالاضلاع کا رقبہ -

(۹) برہم گپت نے قطع دائرہ کے قطاع اور اس پر سے کھنچے ہوے قوس تک کے عمود کے معلوم ہونے پر قطر اور قطع دائرہ کا رقبہ نکالنے کا قاعدہ بھی لکھا ہے -

(۱۰) مخروطی اور هلیلجی اشیا کا رقبہ -

بھاسکراچارج نے اپنے قبل کے بہت سے علماء علم حساب بھٹ ، لل ، اریہ بھٹ (ثانی) ، وراہ مہر ، برہم گپت ، مہابیر (سنہ ۸۵۰ع) ، سری دھر (سنہ ۸۵۳ع) اور اُتپل (سنہ ۹۷۰ع) قائم کئے ہوے اصولوں کو خلاصہ دیکر ان کا عمل بتلایا ہے - جبر و مقابلہ کی طرح یعقوب نے علم‌المثلث کی اشاعت عرب میں کی -

علم مثلث

زمانہ قدیم کے هندوستانی علم مثلث میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے - انھوں نے جیب اور جیب معکوس کے

سلسلے بنائے تھے - ان سلسلوں میں 'برت پات' کے چوبیسوں حصوں تک کا عمل ہے - دونوں سلسلوں میں یکساں پیمانہ سے جیب اور جیب معکوس کا بیان ملتا ہے - علم مثلث سے جوتش میں مدد لی جاتی تھی -

واچسپتی نے قوس کا رقبہ نکالنے کا بالکل نیا طریقہ اختراع کیا ہے - اسی طرح نیوٹن سے پانچ صدی قبل احصاء تفرقات کی ایجاد کر کے بھاسکراچاریہ نے اس کا نجوم کے عمل میں استعمال کیا تھا - ڈاکٹر برجندر ناتھ سیل کے قول کے مطابق بھاسکراچاریہ اُس زمانہ کے اعدادی عملیات میں ارکیمڈیس سے کہیں زیادہ فائق ہیں - بھاسکراچاریہ نے سیارے کی ایک پل کی گردش کا حساب لگانے میں ایک سکنڈ کے $\frac{۱}{۳۳۷۵}$ حصہ تک کا عمل کیا ہے -

اہل ہند علم جغرافیہ اور فلکیات سے متعلق علم حرکت میں بھی دخل رکھتے تھے - علم میزان الثقل اور علم حرکت سے وہ بالکل بیگانہ نہ تھے -

آیور وید

علم صحت کی کتابیں

علم صحت ہندوستان میں بہت قدیم زمانہ سے درجہ کمال تک پہونچا ہوا تھا - ویدوں میں ہمیں علم بدن، علم حمل اور صفائی کے اصولوں کا مختصر تذکرہ نظر آتا ہے - اتھرو وید میں امراض کے نام اور علامات ہی نہیں

چند انسانی کی ھڈیوں کی پوری تعداد بھی درج کر دی گئی ھے - بودھوں کے زمانہ میں علم صحت نے بڑی ترقی کی - اشوک کے کوھستانی تحریروں میں انسان اور حیوانوں کے معالجے ' اور حیوانوں اور انسانوں کے استعمال کے لئے ادویات بھی لکھی گئی ھیں - چینی ترکستان میں سنہ ۳۵۰ع کے قریب کی بھوج پتر پر لکھی ھوئی کچھہ سنسکرت زبان کی کتابیں بر آمد ھوئی ھیں جن میں تین علم صحت سے متعلق ھیں - آیور وید کے قدیم علما میں چرک کا نام بہت مشہور ھے - اس کے زمانہ اور مسکن کے متعلق مؤرخوں میں اختلاف ھے - اس کی چرک سنگھتا اگنی ویش کی بنیاد پر لکھی گئی ھے - چرک سنگھتا ویدک کی نہایت اونچے درجہ کی تصنیف ھے - سشرت سنگھتا بھی اس فن کی لاثانی تصنیف ھے - اس کا کمبوڈیا میں نویں یا دسویں صدی میں رواج ھو چکا تھا - یہہ کتاب پہلے سوتروں میں لکھی گئی تھی - یہہ دونوں کتابیں ھمارے زمانہ زیر تنقید سے پہلے کی ھیں -

ھمارے دور مخصوص کے آغاز کی دو ویدک کی کتابیں موجود ھیں - ' اشتانگ سنگرہ ' اور ' اشتانگ ھردے سنگھتا - طبیب کامل باگ بھٹ نے غالباً ساتویں صدی کے قریب ' اشتانگ سنگرہ ' لکھا تھا - دوسری کتاب کا مصنف بھی باگ بھٹ ھی ھے جو پہلے باگ بھٹ سے جدا ھے اور

جو غالباً آٹھویں صدی میں ہوا تھا - اسی زمانہ میں اندوکر کے بیٹے مادھوکر نے ' مادھو ندان ' نام کی ایک عالمانہ کتاب لکھی - یہہ کتاب آج بھی تشخیص امراض میں بہت مستند سمجھی جاتی ھے - اس میں امراض کی تشخیص کے متعلق بڑی تفصیل سے بحث کی گئی ھے - برند کے ' سدھہ یوگ ' میں بخار کی حالت میں سمیات کے استعمال کے متعلق عالمانہ استدلال کیا گیا ھے - سنہ ۱۰۶۰ع میں بنگال کے چکرپانی دت نے ' چرک ' اور سشرت ' کی تفسیر لکھنے کے علاوہ ' سدھہ یوگ ' کی بنیاد پر ' چکتسا سار سنگرہ ' نام کی کتاب تصنیف کی - ہمارے دور کے اواخر میں سنہ ۱۲۰۰ع میں شارنگ دھر نے ' شارنگ دھر سنگہتا ' لکھی - اس میں افیون اور پارے وغیرہ کی ادویات کے علاوہ علم نبض شناسی کے اصول بھی درج کئے گئے ھیں - پارہ اس زمانہ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا - البیرونی نے بھی پارے کا ذکر کیا ھے - علم نباتات کے متعلق بھی کئی لغات لکھے گئے جن میں ' شبد پردیپ ' ' اور ' نگھنٹو ' مشہور ھیں - ہمارے یہاں علم‌الجسم نے بڑی ترقی کی تھی - اس زمانہ کی کتابوں میں ھڈیوں ' رگوں اور باریک شریانوں کا مفصل ذکر موجود ھے -

علم جراحی کا ارتقا

علم جراحی نے بھی اس زمانہ میں حیرت انگیز ترقی کی تھی - ' سشرت ' میں علم جراحی پر تفصیلی بحث

کی گئی ھے - رگوید میں علم صحت کے تین موجدوں — دوو داس، بھاردواج، اور اشونی کمار — کا ذکر موجود ہے - (۱) مہابھارت میں بھی بھیشم کے بستر ناوک پر لیٹنے پر دریودھن کے جراحوں کے بلانے کا ذکر آیا ھے - ''ونے پتک'' کے مہابگ میں لکھا ھے ''اشو گھوش نے ایک بھکشو کے بھگندر مرض ھو جانے پر جراحی کا عمل کیا تھا'' (۲) - اس زمانہ میں ''جیوک'' نام کا ایک طبیب جراحی کے فن کا ماھر ھوا جس کا ذکر مہا بگ میں موجود ھے - اُس نے بھگندر، امراض سر، کاملا وغیرہ مزمن امراض کے معالجہ میں شہرت پائی تھی - ''بھوج پربندھہ'' میں بیہوش کر کے جراحی کے عمل کرنے کا ذکر آیا ھے - نشتر وغیرہ لوھے کے بنائے جاتے تھے لیکن راجاؤں یا دیگر اھل مقدرت کے لئے چاندی، سونے یا تانبے کے اوزار بھی استعمال کئے جاتے تھے - طبی آلات کے متعلق لکھا ھے کہ انھیں تیز، چکنے، مضبوط، خوشنما اور آسانی سے پکڑے جانے کے قابل ھونا چاھئے - جدا جدا عاموں کے لئے مختلف آلات کی دھار، قد و قامت کا بھی ذکر کیا گیا ھے - اوزار کند نہ ھو جائیں اس لئے لکڑی کے صاحرتچے بنائے جاتے تھے جن کے اندر اور باھر ملائم

---

(۱) यद्यासं दिवोदासाय वर्त्ति भारद्वाजायश्विनाहयंता। ऋग्वेद म० १ २-१६

(۲) اینشنٹ سرجیکل انسٹرومنٹس جلد ۱ -

ریشم یا اون لگا دیا جاتا تھا - آلات آٹھ قسم کے هوتے تھے - قطع کرنے والے، چیرنے والے، پانی نکالنے والے، رگوں کے اندر کے پھوڑوں کا پتہ لگانے والے، دانت یا پتھر وغیرہ نکالنے والے، فصد کھولنے والے، نشتر لگے هوئے حصوں کو سینے والے اور چیچک کا ٹیکا لگانے والے - همارے دور میں باگ بھٹ نے جراحی کے عمل کی تیرہ قسمیں بتلائی هیں - سشرت نے طبی آلات کی تعداد ۱۰۱ مانی هے - لیکن باگ بھٹ نے ۱۱۵ مان کر یہہ لکھہ دیا هے کہ چونکہ عمل کی تعداد نہیں معین کی جا سکتی لہذا آلات کی تعداد بھی غیرمعین رهیگی - طبیب حسب موقع و ضرورت آلات بدل سکتا تھا - اس کا مفصل ذکر ان کتابوں میں دیا گیا هے - بواسیر، بھگندر، امراض رحم، امراض بول، امراض تولید وغیرہ کے لئے مختلف آلات کام میں لائے جاتے تھے - ان میں بعض آلات کے نام یہہ هیں برن وستی، وستی یندر (شیشہ اور معدہ کی صفائی کا آلہ)، پشپ یندر (آلہ تناسل میں دوا ڈالنے کے لئے)، شلاکا یندر، نکھہ آکرت، گربھہ شنکو، پرجنن شنکو (زندہ بچے کو بطن سے نکالنے کے لئے) وغیرہ، سرپ مکھہ (سینے کے لئے) وغیرہ - بھگندر کے لئے چرمی بندشوں کا بھی ذکر کیا گیا هے - پھوڑے اور امراض معدہ وغیرہ کے لئے مختلف قسم کی پٹیاں باندھنے کا ذکر کیا گیا هے -

انسان یا گھوڑے کے بال زخم سینے کے لئے کام میں لائے جاتے تھے - فاسد خون نکالنے کے لئے جونک کا

استعمال هوتا تها - پہلے جونک کا معائنہ کر لیا جاتا تھا کہ وہ زهریلی تو نہیں هے - غشي کی حالت میں ٹیکے کی طرح دوا خون میں پیوست کر دي جاتي تهی - ناسور اور پهوڑوں کے علاج میں سوئیوں کا استعمال هوتا تها - تین سوئیوں والے آلے کا استعمال کوڑهہ کے مرض میں کیا جاتا تها - آج کل ٹیکا لگانے کے لئے جس اوزار سے کام لیا جاتا هے وہ یہي هے - آج کل کا دانت نکالنے والا آلہ پہلے دنت شنکو کے نام سے مشہور تھا - قدیم آریہ مصنوعی دانت اور ناک بنانا جانتے تهے - دانت اکھاڑنے کے لئے ایک خاص آلہ کا ذکر آیا هے - موتیابند کے نکالنے کے لئے ایک جدا آلہ تها - دودهہ پلانے یا قے کرانے کے لئے ایک خاص آلہ کام میں آتا تھا جسے کمل نال کہتے تهے (۱) -

مار گزیدہ کا علاج

اسی طرح مارگزیدوں کے علاج میں بھی اُنہیں کمال تھا - سکندر کے سپہ سالار نیارکس نے لکھا هے کے یونان والے سانپ کے کاٹے کا علاج نہیں جانتے لیکن جنہیں سانپ نے کاٹا انہیں هندوستان والوں نے اچھا کر دیا (۲) - آماس

(۱) جو لوگ 'قدیم فن جراحي کے شائق هوں' وہ ناگري پرچارنی پترکا - حصہ ۸ - نمبر ۱ - ۲ میں چهپے هوئے 'پراچین شلیہ تنتر' مضمون کا ملاحظہ کریں -

(۲) واٹز - هسٹري آف میڈیسن صفحہ ۹

کے مرض میں نمک نہ دینے کی بات ہندوستان والوں کو ایک ہزار سال پہلے معلوم تھا - علاج بہ غذا سے بھی وہ لوگ بے خبر نہ تھے -

علاج حیوانات

حیوانات کا معالجہ کرنا بھی وہ لوگ جانتے تھے - اس صنف میں بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - پال کاپیہ نے گج چکتسا، گج آیوروید، گج درپن (ہاتیوں کے متعلق) گج پریکشا لکھی - برھسپت کی تصنیف گج لکشن، گووید شاستر (مویشیوں کا علاج، جےدت کی تصنیف اشوچکتسا (گھوڑوں کے متعلق) نکل، کی تصنیف شالی ہوتر شاستر، اشو تنتر، گن کی تصنیف اشو آیور وید، اشولکشن، وغیرہ کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف موجود ہیں - یہہ کتابیں زیادہ‌تر ہمارے ہی زمانے میں لکھی گئی ہیں - تیرھویں صدی میں جانوروں کے علاج سے متعلق ایک سنسکرت کتاب کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا گیا تھا - اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں -

(۱) گھوڑوں کی نسل، (۲) پیدائش، (۳) اصطبل کا انتظام، (۴) گھوڑے کا رنگ اور ذات، (۵) ان کے عیب و ہنر، (۶) ان کے جسم اور اعضا، (۷) ان کی بیماری اور علاج، (۸) ان کے فصد کھولنے، (۹) ان کی خوراک، (۱۰) انہیں مضبوط اور تندرست بنانے کے نسخے، اور (۱۱) دانتوں سے عمر پہچاننے کے قاعدے بھی بتلائے گئے ہیں -

علم حیوانات

حیوانات کے علاج کے ساتھ ھی علم حیوانات اور علم حشرات میں بھی ھندوستانیوں نے بہت ترقی کر لی تھی - ھندوستانی علما جانوروں کے عادات اور فطرت سے پوری واقفیت رکھتے تھے - جانوروں کے جسمانی حالات کا بھی انھیں پورا علم تھا - گھوڑے کے دانتوں کو دیکھ کر اس کی عمر کا اندازہ کرنے کا رواج بہت قدیم ھے - سانپوں کی مختلف قسمیں اُن لوگوں کو معلوم تھیں - بھوشیہ پران میں لکھا ھوا ھے کہ سانپ برسات کے قبل جوڑ کھاتے ھیں اور قریباً ۶ ماہ میں سانپن ۲۴۰ انڈے دیتی ھے - بہت سے انڈے تو خود ماں باپ کھا جاتے ھیں - باقی انڈوں میں سے ۲ ماہ کے بعد سنپولے نکل آتے ھیں - ساتویں دن وہ کالے ھو جاتے اور دو ھفتہ میں ان کے دانت نکل آتے ھیں - تین ھفتہ میں ان کے دانتوں میں زھر پیدا ھو جاتا ھے - سانپ ۶ ماہ میں کینچل چھوڑتا ھے - اس کی کھال میں ۲۴۰ جوڑ ھوتے ھیں - ڈلسا نے سشرت کی تفسیر میں لکھا ھے کہ وہ حشرات اور رینگنے والے جانوروں کا ماھر ھے - اس نے کیڑوں کے مختلف حالات پر بھی روشنی ڈالی ھے (۱) -

ھمارے دور میں جین عالم ھاس دیو نے ''مرگ

---

(۱) ونے کمار سرکار - ھندو ایچیومنٹس ان اِگزیکٹ سائنسز - صفحہ ۷۱ - ۷۵ -

پکشی شاستر" نام کی ایک کتاب لکھی جو بہت مستند تسلیم کی جاتی ہے - اس میں شیروں کی کچھ قسمیں بتلا کر ان کی خصوصیتیں دکھلائی گئی ہیں - شیروں کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کی پونچھ لمبی اور گردن پر گھنے بال ہوتے ہیں جو چھوٹے سنہرے رنگ کے اور پیچھے کی طرف کچھ سفیدی مائل ہوتے ہیں - اس کے جسم پر ملائم بال ہوتے ہیں - شیر بہت مضبوط اور تیز رفتار ہوتا ہے - بھوک لگنے پر وہ بہت خونخوار ہوتا ہے اور جوانی میں اس پر بہت شہوت غالب ہوتی ہے - وہ زیادہتر غاروں میں رہتا اور خوش ہونے پر دم ہلاتا ہے - اسی طرح شیروں کی دوسری قسموں کا مفصل ذکر کرنے کے بعد شیرنی کا بیان کیا گیا ہے - اس کے حمل ، مدت حمل ، اور عادات وغیرہ پر مصنف نے بہت روشنی ڈالی ہے -

شیر کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے باگھ ، بھالو ، گینڈا ، اونٹ ، گدھا ، گائے ، بیل ، بھینس ، بکری ، ہرن ، گیدڑ ، بندر ، چوھا ، وغیرہ کتنے ہی جانوروں اور گدھ ، ہنس ، باز ، سارس ، کوا ، اُلو ، طوطا ، کوئل ، وغیرہ متعدد پرندوں کے مفصل حالات لکھے ہیں جسمیں ان کی قسمیں ، رنگ ، جوانی ، زمانہ تولید ، مدت حمل ، عادات ، فطرت ، عمر ، خوراک ، اور مکان ، وغیرہ امور کا مفصل ذکر کیا گیا ہے - ہاتھی کی خوراک گنا بتلائی ہے - ہاتھی کی

عمر زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ سال کی اور چوتھے کی کم سے کم ڈیڑھ سال بتلائی ہے (۱) -

شفاخانے

ہندوستان والوں ہی نے سب سے پہلے دواخانے اور شفا خانے بنانے شروع کئے - فاہیان (سنہ ۴۰۰ ع) نے پاٹلی پتر کے ایک شفاخانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں سبھی غریب اور بیکس مریض آکر علاج کراتے ہیں - انہیں یہاں حسب ضرورت دوا دی جاتی ہے اور ان کی آسائش کا پورا خیال رکھا جاتا ہے - یوروپ میں سب سے پہلا دوا خانہ ونسنٹ اسمتھ کے قول کے مطابق دسویں صدی میں تعمیر ہوا تھا - ہیونسانگ نے بھی تکش شلا ، متی پور ، متھرا اور ملتان کے دواخانوں کے حال لکھے ہیں جہاں بیواؤں اور غریبوں کو مفت دوا ، کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا (۲) -

ہندوستانی آیورویدہ کا یوروپی طب پر اثر

موجودہ یوروپی علم طب کی بنیاد بھی آیوروید ہی ہے - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا « مجھے یقین ہے کہ ہندوستان سے آیوروید پہلے عرب پہونچا اور

---

(۱) یہ کتاب ابھی حال میں مل سکتی ہے اور پنڈت وی وجے راگھواچاریہ ، ترپتی مدراس سے مل سکتی ہے -

(۲) ناگری پرچارنی پتریکا حصہ ۸ صفحہ ۱۹ - ۲۰ -

وہاں سے یوروپ میں داخل ہوا (۱) - عرب کے علم طب سنسکرت تصانیف کے ترجمہ پر مبنی تھا - خلفاء بغداد نے متعدد سنسکرت کتابوں کے ترجمے عربی میں کرائے تھے - ہندوستانی طبیب چرک کے نام لاطینی میں تبدیل ہو کر ابھی تک قائم ہے (۲) - نوشیرواں کا معاصر برزوہ ہندوستان میں طبیعات کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا تھا (۳) - پروفیسر ساچو کے مطابق البیرونی کے پاس طب اور نجوم کی سنسکرت تصانیف کے عربی ترجمے موجود تھے - خلیفہ منصور نے آٹھویں صدی میں کتنی طبی تصانیف کا عربی سے ترجمہ کرایا -

قدیم عربی مصنف سیرے پین نے چرک کو طبیب حاذق تسلیم کیا ہے - ہارون رشید نے کئی ہندوستانی حکیموں کو بغداد بلایا تھا - عرب سے ہی یوروپ میں یہہ علم پہونچا اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں - اس طرح یوروپی علم شفا ہندوستانی علم طب کا ممنون ہے (۴) -

حاصل کلام یہہ کہ ہمارے دور میں علم طب اپنے عروج پر تھا - ذیل میں ہم بعض علما کی رایوں کا خلاصہ درج کرتے ہیں - لارڈ ایمپتھل نے اپنی ایک تقریر

---

(۱) ہر بلاس سار ا - ہندو سوپیریارٹی صفحہ ۲۲۸ -

(۲) ایضاً صفحہ ۲۲۹ -

(۳) ہسٹری آف ہندو کیمسٹری - دیباچہ صفحہ ۷۶ -

(۴) رولے - اینشنٹ ہندو میڈیسن - صفحہ ۳۸ -

میں کہا تھا – "ہندوؤں کے واضع قانون منو دنیا کے سب سے بڑے صفائی کے موئدوں میں تھے" – سرولیم ہنٹر لکھتے ہیں کہ ہندوستان کا علم دوا جامع ہے – اُس میں جسم انسانی کی ترکیب، اندرونی اعضا، پٹھوں، رگوں اور شریانوں کا مفصل ذکر کیا گیا ہے – ہندوؤں کے نگھنٹو (قرابادین) میں معدنی، نباتاتی اور کیمیائی ادویات کا مفصل بیان کیا گیا ہے – اُن کا علم دوا سازی کامل ہے – جس میں ادویات کی بڑی خوبصورتی سے توضیح و تخصیص کی گئی ہے – صفائی اور پرہیز کے متعلق وضاحت کے ساتھ ہدائتیں کی گئی ہیں – ہندوستان کے اطباء قدیم عضو قطع کر سکتے تھے، پتھری نکالتے تھے اور خون بند کر سکتے تھے – فتق، بھگندر، بواسیر اور رگوں کے پھوڑے کا علاج کر دیتے تھے – وہ حمل فاسد اور نسوانی امراض کے باریک سے باریک جراحی عمل کرتے تھے (۱) – ڈاکٹر سول لکھتے ہیں کہ طلبا کے مشاہدہ و معائنہ کے لئے لاشوں کی قطع و برید کی جاتی تھی اور تسہیل حمل کا عمل بھی کیا جاتا تھا – مسٹر بیور ہندوستانی علم جراحی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں "آج بھی مغربی علما ہندوستانی علم جراحی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، مثلاً انہوں نے کٹی ہوئی ناک کو جوڑنے کی ترکیب انہیں سے سیکھی" (۲) –

---

(۱) انڈین گزٹیر – انڈیا – صفحہ ۱۲۰ –

(۲) بیور – انڈین لٹریچر – صفحہ ۲۷۰ –

کام شاستر

علمی اور مادی ترقی کے ساتھ ہندوستان میں کام شاستر نے بھی علمی اعتبار سے کافی ترقی کر لی تھی — دنیا کی چار نعمتوں میں ارتھ، دھرم، کام اور موکش مانے گئے ہیں — یعنی دولت، مذہب، حظ نفس اور نجات — کام شاستر پر جتنی کتابیں موجود ہیں اُن میں واتسائن کی تصنیف ”کام سوتر“ سب سے قدیم ہے — واتسائن نے اس شاستر یا اِس کے خاص خاص حصوں کے مصنفین کے نام بھی دئے ہیں جو اس کے قبل ہو چکے تھے — اُن میں سے بعض یہ ہیں :— اودالک، (اُدالک کا بیٹا) شویت کیت، بابھرو، دتک، سوبرن نابھ، گھوٹک مکھ، گونردی، کچمار، وغیرہ — اُن مصنفین کے مواد سے کام لے کر واتسائن نے ہمارے دور سے کچھ قبل کام سوتر لکھا — اِس میں موزوں اور ناموزوں عورتوں کی تحقیق، مردوں اور عورتوں کے اقسام، لطف صحبت کے طریقے اور امساک کے نسخے لکھے گئے ہیں — مرد الھڑ، کمسن دوشیزہ لڑکیوں کو کس طرح اپنی جانب مائل کرے اسے بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے — بیوی اپنے شوہر سے اور شوہر اپنی بیوی سے کس قسم کا برتاؤ کریں کہ ان میں روز بروز محبت بڑھتی جائے، عورت کا فرض کیا ہے، خانہ داری کا انتظام کیونکر کرنا چاہئے، ان سبھی امور کی توضیح کی گئی ہے —

کام سوتر میں عورتوں اور مردوں کے مادہ تولید کا بھی ذکر کیا گیا ھے - حالات دنیا سے واقف کرنے کے لئے زنان بازاری ' زنان ممنوع اور اصول حمل سے متعلق ابواب لکھے گئے ھیں - ان ابواب سے واضع ھوتا ھے کہ زمانہ قدیم میں کام شاستر کتنا مکمل ' اعلیٰ اور علمی تھا - اس کتاب کے بعد اس موضوع پر اور کئی کتابیں لکھی گئیں - ھمارے دور کے آخری حصہ میں کوکا پنڈت نے " رتی رھسیہ " لکھا - آج کل کے ھندی کوک شاستر اسی کوکا پنڈت کے نام سے مشہور ھیں - اس کے علاوہ کرناٹک کے راجہ نرسنگھہ کے معاصر جیوتریشور نے " پنچ سایک " نام کی کتاب لکھی - بودھہ عالم پدم شری کا لکھا ھوا " ناگر سربسو " بھی اس مضمون کی اچھی کتاب ھے - ھمارے دور کے بعد بھی اس صنف میں متعدد کتابیں لکھی گئیں جن کا ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں -

موسیقی

موسیقی میں ھندوستان نے زمانہ قدیم سے ھی اچھی ترقی کر لی تھی - موسیقی میں گانا بجانا اور ناچنا تینوں شامل تھے - سام وید کا ایک حصہ گیت ھی ھے جو سام گان کے نام سے مشہور ھے - ویدک زمانہ کی قربانیوں میں موقع موقع پر سام گان ھوتا ھے - شارنگ دیو کی " سنگیت رتناکر " اس فن کی مستند تصنیف ھے - مصنف نے اس میں ھمارے دور کے قبل کے بہت سے

موسیقی کے ماهروں کے نام دئے هیں - سداشیو ' شیو '
برهما ' بهرت ' کشیپ ' متنگ ' یاشتک ' درگا ' شکتی '
نارد ' تمبرو ' وشاکهل ' رمبها ' راون ' چهیتر راج ' وغیرہ -
اس سے ثابت هوگا کے همارے دور کے قبل موسیقی رفعت
کے کس درجه تک پهونچ چکی تهی -

همارے دور میں بهی موسیقی پر بہت سی کتابیں
لکهی گئیں جو آج مفقود هیں - مگر ان کا پته شارنگ
دیو کے سنگیت رتناکر سے چلتا هے - مندرجه بالا ناموں
کے علاوہ رودرت (۹۵۰ ع) ' نان دیو (۱۰۹۶ ع) ' سومیش
(۱۱۷۰ ع) ' راجه بهوج (اگیارهویں صدی) ' پرمردی
(چندیل - ۱۱۲۷ ع) ' جگدے کمل (۱۱۳۸ ع) ' لولت '
ادبهت (۸۰۰ ع) ' شنکک ' ابهی نوگپت (۹۹۳ ع) '
اور کیرتی دهر وغیرہ اساتذہ فن کے نام بهی لکهے هیں -
سنگیت رتناکر دیوگری کے راجه سنگون کے دربار کے استاد
شارنگ دیو نے تیرهویں صدی کے آغاز میں لکها تها -
اس لئے وہ همارے زمانے کی نغماتی ترقی کا ترجمان هے -
اس میں خالص سات اور مخلوط بارہ سر ' باجوں کی
چار قسمیں ' سروں کی آواز ' اور قسم ' تال ' لے ' زمزمه '
گٹکری ' راگ ' گیت وغیرہ کے عیب و هنر ' رقص اور
اس زمانے کے مروج باجوں کے نام اور موسیقی سے متعلق اور
صدها امور کا بیان کیا گیا هے جن سے همارے زمانه کے
فن موسیقی کی ترقی کا پته چلتا هے -



(۱۷) شیو جی کا تانڈو رقص

[مدراس عجائب خانہ]

رقص

موسیقی کے تیسرے رکن یعنی ناچ کا بھی علمی انداز سے کامل ارتقا ہو چکا تھا - اشتادھیائی کے مصنف پانینی (سنہ ۶۰۰ ق - ع) کے زمانہ میں شلالی اور کرشاشو کے نت سوتر موجود تھے - بھرت کا نات شاستر مشہور ہے - اس کے علاوہ ونتل ' کوھل وغیرہ اساتذہ فن کی تصانیف بھی دستیاب ہیں - نات شاستر کی بنیاد پر بھاس ' کالی داس ' بھوبھوتی ' وغیرہ شعرا نے صدھا ناٹکوں کی تصنیف کی - شیو جی کا مجنونانہ رقص ' تانڈو ' اور پاربتی کا نازنینانہ رقص ' لاس ' کے نام سے مشہور ہوا -

سیاسیات

علم سیاست پر بھی کئی قدیم تصانیف ظہور میں آئی ہیں - اس زمانہ میں اسے نیتی شاستر ' یا ' دنڈنیتی ' کہا جاتا تھا - مالیات کا استعمال بھی پہلے اسی معنی میں ہوتا تھا - مالیات نے بھی ہمارے یہاں بہت فروغ پایا تھا - مہابھارت کا شانتی پرب سیاسیات کا ایک بیش بہا خزانہ کہا جا سکتا ہے - اس موضوع پر سب سے قدیم اور سب سے معرکۃالارا تصنیف ' جسے شائع ہوئے ابھی صرف پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں ' کوتلیہ کا ارتھہ شاستر ہے - اس کے شائع ہونے سے ہندوستان قدیم کی تاریخ میں انقلاب ہو گیا - چونکہ یہہ کتاب ہمارے دور سے

قبول کی ھے اس لئے ھم اس پر بحث نہیں کرنا چاھتے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کی تاریخی تصانیف میں اس کا پایہ کسی کتاب سے کم نہیں ھے ۔ ھمارے دور کے آغاز میں کامندک نے "نیتی سار" نام کی کتاب نظم میں لکھی ۔ کامندک نے کوٹلیہ کو اپنا استاد تسلیم کیا ھے ۔ دسویں صدی میں سوم دیو سوری نے "نیتی واکیامرت" نام سے سیاسیات پر ایک مختصر سی کتاب لکھی ۔ ان سیاسی تصانیف میں قوم، قوم کے ارتقا کے مختلف اصول، سلطنت کے سات حصے، راجہ، وزیر، مجلس، شوریٰ، قلعہ، خزانہ، سزا، اور اتحاد،—راجہ کے فرائض اور اختیارات، جنگ و صلح وغیرہ کتنی ھی کار آمد امور و مسائل پر غور کیا گیا ھے ۔ اس کتاب کے علاوہ ادبیات کی بہت سی کتابوں میں سیاسیات ازریں اصول درج کئے گئے ھیں جن میں "دش کمار چرت"، کراتارجن، اور "مدرا راکشس" خاص طور پر قابل ذکر ھیں ۔

قانون

شعر، فلسفہ، صنعت و حرفت کے دوش بدوش قانونی تصانیف کی بھی کمی نہ تھی ۔ ھندوستان کی سیاسی تنظیم کے اعتبار سے قانونی ارتقا ایک فطری امر ھے کیونکہ قانون اور سیاست باھم مربوط ھوتے ھیں ۔ ملکی ترقی کا ذکر ھم آیندہ کریں گے ۔

سنسکرت کا "دھرم" ایک جامع لفظ ھے - انگریزی یا فارسي میں اس کا مرادف دوسرا لفظ نہیں - قانون اور مذھب دونوں اس میں شامل ھو جاتے ھیں - ھمارے دھرم شاستروں میں مذھبی قواعد ھي نہیں ' ملکی اور مجلسی آداب اور قاعدے بھی بالتفصیل لکھے گئے ھیں - ھمارے دور کے قبل آپستمب اور بودھائن کے سوتر لکھے جا چکے تھے - قدیم تصانیف میں منو اسمرتي ساوقار اور اشاعت کسی کتاب کو نصیب نہیں ھوئی - اس پر کئی تفسیریں بھی لکھی گئیں - ھمارے دور کی تفسیروں میں "میگھا تتھی" (نویں صدی) اور گوبند راج (گیارھویں صدی) کی تفسیریں مشہور ھیں - اس اسمرتی کا نفاذ ھندوستان ھی میں نہیں ' بلکہ جاوا ' برھما اور بالی وغیرہ مقامات میں بھی ھوا تھا - ھمارے دور میں یاگیہ ولکیہ اسمرتی لکھی گئی - اس میں منو اسمرتي کے مقابلہ میں زیادہ بیدار مغزی سے کام لیا گیا ھے - اس کے تین ابواب ھیں (۱) آچار ادھیاے (شرع) ' بیوھار ادھیاے (عمل) ' اور پرائشچت ادھیاے (کفارہ) - آچار ادھیاے میں چاروں برنوں کے فرائض ' حلال و حرام ' زکوۃ ' شدھی ' رد بلا ' راج دھرم وغیرہ مسائل پر غور کیا گیا ھے - بیوھار ادھیاے میں قانون سے متعلق سبھي امور سے بحث کی گئی ھے - اس میں عدالت اور اس کے قاعدے ' التزام ' شہادت ' صفائي ' قرض کا لین دین ' سود ' سود در سود ' تمسک اور دیگر تحریرات ' شہادت اولی ' قانون متعلق وراثت ' عورتوں کے جائدادی حقوق '

حدود کے تنازعے ' آقا اور خادم اور زمیندار اور کسان کے باھمی قصے ' مشاھرہ ' قمار بازی ' درشت کلامی سخت سزا دینے ' زنا ' اور جرائم کی تعزیرات ' پنچائتوں کے اصول و آداب اور محاصل زمین وغیرہ مسائل پر بڑی وضاحت سے رائےزنی کی گئی ھے - پرائشچت ادھیائے میں مجلسی قواعد پر بحث کی گئی ھے - اس مستند کتاب کی تفسیر اگیارھویں صدی میں وگیانیشور نے " متاکشرا " نام سے لکھی - متاکشرا کواس کتاب کی تفسیر کہنے کی جگہ اسے ایک مستقل تصنیف کہنا زیادہ حق بجانب ہوگا - وگیانیشور نے ھر ایک مسئلہ کی موشگافی کی ھے - موقع موقع پر اس نے ھاریت ' شنکھہ , دیول ' وشنو ' وسشٹ ' یم ' ویاس ' برھسپتی ' پاراشر ' وغیرہ کی اسمرتیوں کی سندیں پیش کی ھیں - ان میں سے بعض اسمرتیاں ھمارے دور میں تصنیف ہوئیں - لکشمی‌دھر نے بارھویں صدی میں " اسمرتی کلپترو " ایک کتاب لکھی - یہہ اسمرتیاں مذھبی ھدایتوں کا بڑی کام دیتی تھیں - آخر کی اسمرتیوں میں چھوت چھات وغیرہ باتوں پر زیادہ زور دیا گیا ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ یہہ مجلسی برائیاں اسی وقت سے شروع ھو گئی تھیں -

اقتصادیات

اقتصادیات نے بھی اس دور میں کافی ترقی کی تھی - کوتلیہ کے ارتھہ‌شاستر میں اس کے لئے " وارتا " نام آیا

هے - یوروپ کے موجودہ اقتصادیات میں پیداوار ' مبادلہ ' تقسیم ' اور صرف یہہ چار خاص ابواب هیں ' لیکن زمانہ سابق میں ' پیداوار ' هي اقتصادیات کا خاص موضوع سمجھا جاتا تھا - زراعت ' صنعت ' حرفت اور مویشیوں کی پرورش مالیات قدیم کے خاص ارکان تھے - تجارت اور لین دین کا بھی رواج تھا - مگر چونکہ اقتصادیات کا مفہوم هي اس زمانہ میں محدود تھا ' اس وقت کی کوئی ایسی تصنیف نہیں ملتی جس میں موجودہ مفہوم کے اعتبار سے بحث کی گئي هو - هاں ' اس کے مختلف ارکان پر جدا جدا بیشمار تصانیف موجود هیں - زراعت کے متعلق ' پادپ بوکشا ' برکش دوهد ' برکش آیوروید ' ششیہ آنند ' کرشی پدهتی اور کرشی سنگرہ وغیرہ کتابیں موجود هیں - فن معماری اور مصوری پر واستو شاستر ' پراسادانوکیرتن ' چکر شاستر ' چترپت ' جالرگل ' پکشی منشیہ آلے لچھن ' رتھہ لچھن ' بمان ودیا ' بمان لکشن ' (یہہ دونوں کتابیں غور کرنے کے قابل هیں) وشو کرمی ' کوتک لکشن ' مورتی لکشن ' پرتما دزویادی بچن ' سکل ادهکار ' شلپ شاستر ' وشو ودیا بھرن ' وشو کرم پرکاش ' اور سمرانگن سوتر دهار ' وغیرہ کتابوں کے علاوہ ' مے شلپ ' اور ' وشو کرمی شلپ ' خاص طور پر قابل ذکر هیں - مے شلپ میں نقاشی کے صفات ' زمین کا معائنہ ' زمین کی پیمائش ' اطراف کی تحقیق ' موقع اور شہر کی توسیع ' محلات کے مختلف حصے '

وغیرہ اور وشوکرمی شاپ میں مندروں، مورتوں اور ان کے زیورات وغیرہ کی تفصیل کی گئی ہے - ان میں زیادہ تر کتابوں کے زمانہ کی تحقیق نہیں کی جا سکتی، لیکن قیاس کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے دور میں ضرور ہی لکھی گئی ہوں گی -

جواہرات کے متعلق کئی کتابیں ملتی ہیں جن میں "رتناوی پریکشا"، "رتن پریکشا"، "منی پریکشا"، "گیان رتن کوش"، "رتن دیپکا"، اور "رتن مالا" خاص ہیں - معدنیات کے متعلق بھی کئی کتابیں ہیں جن میں یہہ خاص ہیں - "لوہ رتناکر"، "لوہارنو"، اور "لوہ شاستر" - پیمائش زمین کے متعلق بھی ایک کتاب "چھیتر گنت شاستر" موجود ہے - جہازوں کی تعمیر کے متعلق بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں - تجارت کے متعلق دراوڑی بھاشا میں ایک کتاب ملتی ہے جس میں بہت سی کارآمد باتوں پر غور کیا گیا ہے -

پراکرت

ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہمارے دور میں سنسکرت کے علاوہ پراکرت کا بہت رواج تھا - پراکرت کے علما بھی راج درباروں میں اعزاز کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے - یہاں پراکرت کی ادبیات کا کچھہ ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا -

پراکرت ادبیات کا ارتقا

پراکرت زبان کی ادبیات ہمارے دور کے قبل بھی آگے بڑھہ چکی تھیں - پراکرت کی کئی شاخیں ہیں جو زمانہ

یا مکان کے اعتبار سے وجود میں آ گئی ہیں - مہاتما بدھ نے اس زمانہ کی عام زبان میں اپنے اُپدیش دئے تھے جسے قدیم پراکرت کہنا چاہئے - یہہ زبان سنسکرت ہی کی بگڑی ہوئی صورت تھی جسے سنسکرت نہ جاننےوالے بولا کرتے تھے - کچھہ لوگ اسے پالی بھاشا بھی کہتے ہیں اور لنکا ' برھما ' سیام وغیرہ ملکوں کے ہندوستان بودھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں لکھی گئیں - اس کا سب سے قدیم صرف و نحو کچپائن (کا تیاین) نام کے عالم نے مدون کیا تھا - اشوک کے دھرم اُپدیش بھی اُس زمانہ کی مروج زبان ہی میں لکھے گئے تھے - ممکن ہے اُن اُپدیشوں کی اصلیں اُس زمانہ کی درباری زبان میں لکھی گئی ہوں لیکن مختلف صوبہ جات میں پہونچنے جانے پر وہاں کے عمال سلطنت نے اُن اپدیشوں کو عام فہم بنانے کے لئے اُن میں ضروری تغیر و تبدل کرکے انہیں مختلف مقامات میں منقوش کرا دیا ہو - اشوک کے زمانہ تک پراکرت کا سنسکرت سے بہت قریبی تعلق تھا - زمانہ مابعد میں جوں جوں پراکرت زبان کا ارتقا ہوتا گیا اُن میں تفاوت بڑھتا گیا جس سے مقامی اختلافات کی بنا پر ان کی الگ الگ قسمیں ہو گئیں - ماگدھی ' شورسینی ' مہاراشٹری ' پیشاچی ' آونتک اور اپبھرنش -

ماگدھی

ماگدھی مگدھہ اور اُس کے قرب و جوار کے عوام کی

زبان تھی - قدیم ماگدھی اشوک کے کتبوں میں ملتی هے -
اُس کے بعد کی ماگدھی کی کوئی کتاب اب تک دریافت
نہیں ہوئی - عام طور پر سنسکرت کے ناٹکوں کے چھوٹے
درجہ کے ملازم مثلاً دھیور ' سپاهی ' بدیشی ' جین سادھو
اور بچوں سے اسی زبان میں باتیں کرائی جاتی هیں -
" ابھگیان شاکنتل " " پربودھہ چندرودے " بھلی سنگھار " اور
" للت بگرہ راج " میں موقع پر یہہ عامیانہ بول چال نظر
آتی هے - اِس زبان میں بھی کچھہ دنوں کے بعد
کئی قسمیں هو گئیں جن میں خاص " اردھہ ماگدھی "
هے - ماگدھی اور شورسینی کے مخلوط هو جانے سے هی
یہہ نئی قسم پیدا هو گئی - جینوں کے آگم نام کی
مذهبی کتابیں اسی اردھہ ماگدھی زبان میں هیں -
" پئوم چری " نام کا پرانا جین کاویہ اسی زبان میں لکھا
گیا هے - راجہ اُدین کا قصہ بھی اسی زبان میں هے -

شورسینی

شورسینی پراکرت شورسین یا متھرا کے قرب و جوار کے
علاقہ کی زبان تھی - سنسکرت ناٹکوں میں عورتوں اور
مسخروں کی بات چیت میں اُس کا استعمال اکثر کیا
گیا هے - " رتناولی " " ابھگیان شاکنتل " اور " مرچھہ کٹک "
وغیرہ ناٹکوں میں اُس کے نمونے موجود هیں - اس بھاشا
میں کوئی ناٹک نہیں لکھا گیا - دگمبری جینوں کی
بہت سی مذهبی کتابیں اسی شورسینی بھاشا میں ملتی هیں -

مہاراشٹری

مہاراشٹری پراکرت کا نام مہاراشٹر صوبہ سے پڑا - اس بھاشا کا استعمال بالخصوص پراکرت زبان کی شاعرانہ تصانیف کے لئے کیا جاتا تھا - حال کی ستسئی (سپت شتی)، پرور سین کی تصنیف ' راون وہو ' (سیت بندھ)، واک پتی راج کی تصنیف ' گوڑوہو ' - اور ہیم چندر کی تصنیف ' پراکرت دویاشرے ' وغیرہ نظمیں اور ' وجالگ ' نام کی لطائف کی تصنیف اِسی بھاشا میں لکھے گئے ہیں - راج شیکھر کی ' کرپور منجری ' میں جو خالص پراکرت کا ستک ہے ' ہری ادھہ (ہری بردھہ) اور نندی ادھہ (نندی بردھہ) اور پوتش وغیرہ پراکرت کے مصنفوں کے نام ملتے ہیں - مگر اِن کی تصانیف کا پتہ نہیں چلتا - مہاراجہ بھوج کا لکھا ہوا ' کورم شتک ' اور دوسرا ' کورم شتک ' بھی جس کے مصنف کا نام نہیں معلوم ہوا اِسی بھاشا میں ہیں - یہہ دونوں بھوج کے بنوائے ہوے ' سرسوتی کنٹھہ آبھرن ' نامی پاٹھہ‌شالہ میں پتھر پر کھدے ہوئے ملے ہیں جو دھار میں ہے - مہاراشٹری کی ایک شاخ جین مہاراشٹری ہے جس میں شویتامبروں کے حالات ' سوانح وغیرہ کے متعلق کتابیں لکھی گئی ہیں - منڈور کے راجہ ککک کا کتبہ جو ۸۶۱ع کا ہے اور جو جودھپور راج کے موضع گھٹیالا میں ملا ہے اسی بھاشا میں لکھا گیا ہے -

پیشاچی

پیشاچی زبان کشمیر اور هندوستان کے مغربی و شمالی حصوں کی زبان تھی - اس کی مشہور کتاب گناڈھیہ کی کتاب « بریہت کتھا » هے جو اب تک دستیاب نہیں هوے - سنسکرت میں اس کے دو ترجمے نظم میں کشمیر میں هوے جو چھیمیندر سوم دیو نے کئے تھے -

آونتک

آونتک بھاشا مالوہ کی عام زبان تھی - مالوہ کو اونتی کہتے تھے - اس کو بھوت بھاشا بھی کہتے تھے - « مرچھہ کٹک » ناٹک میں اس بھاشا کا استعمال کیا گیا هے - راج شیکھر نے ایک پرانا شلوک نقل کیا هے جس سے معلوم هوتا هے کہ یہہ بھاشا اُجین (اونتی) ، پاریاتر (بیتوا اور چمبل کی وادی) اور مندسور میں رائج تھی - سنہ عیسوی کے دو سو سال قبل مالو قوم نے جو پنجاب میں رهتی تھی راجپوتانہ هوتے هوے مالوہ پر قبضہ کر لیا - اس سے اس ملک کا نام مالوہ پڑا - ممکن هے پیشاچی بھاشا بولنے والے مالو لوگوں کی زبان وهاں رائج هو گئی هو اور وقت کے ساتھہ اس میں کچھہ تبدیلیاں هو گئی هوں - اس بھاشا کو پیشاچی بھاشا کی هی ایک شاخ سمجھنا چاهئے -

آپ بھرنش (مخلوط)

آپ بھرنش بھاشا کا رواج گجرات ، مارواڑ ، جنوبی پنجاب ،

راجپوتانہ ' اونتی ' مندسور وغیرہ مقامات میں تھا - در اصل آپبھرنش کوئی زبان نہیں ہے ' بلکہ ماگدھی وغیرہ مختلف پراکرت بھاشاؤں کے آپبھرنش یا بگڑی ہوئی مخلوط بھاشا ہی کا نام ہے - راجپوتانہ مالوہ ' کاٹھیاواڑ اور کچھہ وغیرہ مقامات کے چارنوں اور بھاٹوں کے ڈنگل بھاشا کے گیت اسی بھاشا کی بگڑی ہوئی صورت میں ہیں - قدیم هندی بھی بیشتر اِسی بھاشا سے نکلی ہے - اس بھاشا کی کتابیں بہت زیادہ ہیں اور زیادہ‌تر منظوم ہیں - ان میں دوہے کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے - اس بھاشا کی سب سے ضخیم اور مشہور کتاب ' بھوی سیتکہا ' ہے جسے دھن پال نے دسویں صدی میں لکھا - مہیشورسوری کی لکھی ہوئی ' سنجم منجری ' پشپ دنت کی تصنیف ' تستھہ مہاپورش گن النکار ' نیندی کی لکھی ہوئی ' آرادھنا ' یوگندر دیو کی تصنیف ' پرماتم پرکاش ' هری بھدر کی رقم کردہ ' نیمی‌ناہ‌چریو ' وردت کی ' ویرسامی چریو ' ' ابھرنگ سندھی ' ' سلساکھاین ' ' بھوی کتمب چرتر ' ' سندیش شتک ' اور ' بھاونا سندھی ' وغیرہ بھی اِسی بھاشا کی کتابیں ہیں (۱) - اِن کے علاوہ سوم پربھہ کے ' کمارپال پربودھہ ' رتن مندر منی کی ' اُپدیش ترنگنی ' لکشمن گاری کی ' سپاسناہ چریم ' - کالی داس کے

(۱) بھوی سیت کہا ' دیباچہ صفحہ ۳۱-۴۹ (گائکواڑ اورینٹل سیریز نمبر مطبوعہ نسخہ)

«وکرم اُروشی» (چوتها ایکٹ) هیم چندر کے «کمار پال چرت»، «کالکا چاریہ کہا» اور «پربندهه چنتا منی» وغیرہ میں جا بجا آپبهرنش بهاشا کا استعمال کیا گیا هے - هیم چندر نے اپنے پراکرت ویاکرن میں آپبهرنش کی جو ۱۷۵ مثالیں دی هیں وہ بهی اس زبان کے اعلیٰ نمونے هیں - اُن سے معلوم هوتا هے که اِس زبان کا ادب بہت وسیع اور گراں مایہ تها - اُن مثالوں میں حسن و الفت، شجاعت، رامائن اور مہابهارت کے ابواب، هندو اور جین دهرم، اور ظرافت کے نمونے دئے گئے هیں - اِس بهاشا کو جینوں نے اچهی کتابوں سے خوب مالامال کیا -

پراکرت ویاکرن

پراکرت بهاشا کی ترقی کے ساتهه ساتهه اُس کے صرف ونحو کی ترقی بهی لازمی تهی - همارے دور کے کچهه پہلے وررچی نے «پراکرت پرکاش» نام سے پراکرت بهاشا کا ویاکرن لکها - اُس میں مصنف نے مہاراشٹری، شورسینی، پیشاچی اور ماگدهی کے قواعد کا ذکر کیا هے - لنکیشور کی لکهی هوئی «پراکرت کام دهینو»، مارکنڈیہ کی بنائی هوئی «پراکرت سربسو» اور چنڈ کی لکهی هوئی «پراکرت لکشن» بهی پراکرت ویاکرن کی اچهی کتابیں هیں - مشہور عالم هیم چندر نے سنسکرت ویاکرن «سدهه هیم چندر انوشاسن» لکهتے هوے اُس کے آخر میں پراکرت ویاکرن بهی لکها - اُس میں سدهانت کومدی کی طرح مضموندار سوتروں کی

ترتیب دی گئی ھے - ھیم چندر نے پہلے مہاراشٹری کے اصول لکھے بعد ازاں شورسینی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا کہ باقی پراکرت کے مطابق ھے - پھر ماگدھی کے خاص قواعد لکھہ کر لکھا باقی شورسینی کے مطابق ھے - اِسی طرح پیشاچی ' چولیکا پیشاچی. اور اپبھرنش کے خاص قواعد لکھے اور آخر میں سب پراکرتوں کے متعلق لکھا کہ باقی سنسکرت کے مطابق ھے - سنسکرت اور دوسری پراکرتوں کے ویاکرن میں تو اُس نے مثالوں کی طور پر جملے یا پد دئے ھیں ' لیکن اپبھرنش کے باب میں اُس نے اکثر پورے قصے اور پوری نظم کا اقتباس کیا ھے -

پراکرت فرھنگ

پراکرت بھاشا کے کئی فرھنگ بھی لکھے گئے - دھن‌پال نے ۹۷۲ع میں ایک لغت ترتیب دی - راج شیکھر کی اھلیہ اونتی سندری نے پراکرت نظموں میں مستعمل دیسی الفاظ کی ایک لغت بنائی اور اس میں ھر ایک لفظ کے استعمال کے نمونے خود تصنیف کئے - یہہ لغت اب لا پتہ ھے - مگر ھیم چندر نے اپنی لغت میں اُس کی سند پیش کی ھے - ھیم چندر نے بھی پراکرت بھاشاؤں کا ایک فرھنگ ' دیشی نام مالا ' مرتب کیا - یہہ کتاب منظوم ھے اور اُس میں حروف تہجی کی ترتیب سے الفاظ کی تشریح کی گئی ھے - پہلے دو حروف کے الفاظ ھیں ' پھر تین حروف کے ' بعد ازاں چار حروف کے الفاظ دئے

ہیں - دیسی بھاشا سیکھنے کے لئے یہہ لغت بہت کار آمد ہے - پالی زبان کی ایک لغت بھی موگ‌لائن نے "ابھی‌دھان پدیپکا" نام سے سنہ ۱۲۰۰ع میں لکھی - جس میں امر کوش کے طرز کی تقلید کی گئی ہے -

جنوبی ہند کی زبانیں

شمالی ہندوستان کی بھاشاؤں کے ادبیات کی تشریح کے بعد جنوبی ہند کی دروز بھاشاؤں کا بیان کرنا بھی ضروری ہے - دراوز بھاشاؤں کی ادبیات کا دائرہ بہت محدود ہے - اس لئے ہم اس کا مختصر ذکر کریں‌گے -

تامل

جنوبی ہند کی زبانوں میں سب سے قدیم اور فائق تامل بھاشا ہے - اس کا رواج تامل علاقوں میں ہے - اس کی قدامت کے متعلق تحقیق کے ساتھہ کچھہ نہیں کہا جا سکتا - اس کا سب سے پرانا ویاکرن "تول کاپ پیم" ہے جس کا مصنف عام روایتوں کے مطابق رشی اگست کا کوئی شاگرد مانا جاتا ہے - اس کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تامل ادبیات کے کارنامے بھی ضخیم تھے - اس زبان کی سب سے پرانی کتاب "نال دیار" ملتی ہے - پہلے یہہ بہت ضخیم کتاب تھی پر اب اس کے کچھہ اجزا ہی باقی رہ گئے ہیں - دوسری مشہور کتاب رشی ترو وللوکر کا "کرل" ہے جو وہاں ویدوں کی طرح احترام کی نگاہ سے

دیکھا جاتا ھے - اُس میں تینوں پدارتھوں کام ' ارتھہ ' دھرم ' کے متعلق نہایت کارآمد اُپدیش دئے گئے ھیں - اُسے تامل ادب کا بادشاہ سمجھنا چاھئے - اُس کا مصنف کوئی اچھوت ذات کا آدمی تھا اور غالباً وہ جین تھا - کسی غیر معلوم شاعر کی تصنیف ' چنتامنی ' کمبن کی تصنیف رامائن ' دواکر اور تامل ویاکرن وغیرہ ھمارے دور کی یادگاریں ھیں - اس میں کئی تاریخی نظمیں بھی لکھی گئیں جن میں سے بعض کے نام یہہ ھیں -

مصنف	کتاب	زمانہ
پونگیهار	کل ولی ناتپتو	ساتویں صدی
جے کونداں	کلنگتو پرنی	گیارھویں صدی
نا معلوم	وکرم شول نولا	بارھویں صدی
نا معلوم	راج راج نولا	,,

اس زبان کا نشو و نما زیادہ‌تر جینیوں کے ھاتھوں ھوا - زمانہ ما بعد میں وھاں شیو دھرم کی دھائی پھر گئی -

تامل رسم‌الخط کے بالکل غیر مکمل ھونے کے باعث اُس میں سنسکرت زبان نہیں لکھی جا سکتی تھی - اس لئے اس کے لکھنے کے لئے نئے رسم‌الخط کی ایجاد کی گئی -

ملیالم نے بھی تامل زبان کی تقلید کی - لیکن جلد ھی اس میں سنسکرت الفاظ بہ کثرت داخل ھو گئے -

همارے مجوزہ دور میں کوئی ایسی تصنیف نہیں هوئی جس کا ذکر کیا جا سکے -

کنڑي

تامل کی طرح کنڑي ادبیات کی پرورش و پرداخت بھی جینیوں نے هی کی - اس میں شعر، عروض اور ویاکرن کی تصانیف موجود هیں - دکن کے راشٹر کوٹ راجہ اموگھہ ورش (اول) نے نویں صدی میں "عروض" پر "کوی راج مارگ" لکھا - ادبی تصانیف کے علاوہ جین، لنگایت، شیو اور ویشنو دھرموں کی مذهبی کتابیں بھی اس زبان میں موجود هیں - ان میں سب سے معرکہ کي کتاب لنگایت فرقہ کے اول مرشد بسو کا بنایا هوا "بسو پران" هے - سومیشور کا شتک بھی اچھی چیز هے - کوی پمپ کا "پمپ بھارت" یا "وکرم ارجن وجے" همارے دور کی شاعري کي یادگار هے - درگ سنگھ نے پنچ تنتر کا ترجمہ بھی همارے هي دور میں کیا - اِس زبان پر سنسکرت کا بہت اثر پڑا اور اس میں سنسکرت کی بہت سی کتابوں کے ترجمے هوے (۱) -

تیلگو

تیلگو بھاشا اندھر صوبہ میں مروج هے - اس کی ادبیات پر بھی سنسکرت کا اثر غالب هے - اس کی پرانی

---

(۱) امپیریل گزیٹیر - جلد ۲ - صفحہ ۴۳۲ - ۳۷ -

کتابیں دستیاب نہیں ہوئیں - پوربی سولنکی راجہ راج راج نے دیگر علما کی مدد سے گیارھویں صدی میں مہابھارت کا ترجمہ اس زبان میں کرایا (۱) -

تعلیم

اُس زمانہ کی ادبیات کا مجمل ذکر کرنے کے بعد معاصرانہ تعلیم ' طرز تعلیم اور تعلیمگاہوں کا کچھہ حال لکھنا ضروری معلوم ہوتا ھے - ھمارے دور کے آغاز میں ھی عوام میں تعلیم کا بہت شوق تھا - گپت خاندان کے فرمانرواؤں نے تعلیم کی اشاعت و نشر میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - اُس زمانہ میں ھندوستان دنیا کے جملہ دیگر ممالک سے زیادہ تعلیمیافتہ تھا - چین ' جاپان اور دور دراز مشرقی ممالک سے طلبا تحصیل کے لئے ھندوستان آیا کرتے تھے - بودھہ آچاریہ اور ھندو سادھو اور سنیاسی تعلیم کے خاص علم بردار تھے - اُن کا ھر ایک مٹھہ یا ادارہ ایک ایک تعلیمگاہ بنا ہوا تھا - ھر ایک شہر میں کئی بڑے بڑے دارالعلوم ھوتے تھے - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ قنوج میں ھی کئی ھزار طالب علم مٹھوں میں پڑھتے تھے - متھرا میں بھی ۲۰۰۰ طلبا کا مجمع تھا -

---

(۱) امپیریل گزیٹیر انڈیا جلد ۵ - صفحہ ۳۲ -

چینی سیاحوں کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں پانچ ہزار متھ یا دارالعلوم تھے جن میں ۲۱۲۱۳۰ طلبا تعلیم پاتے تھے - ہیونسانگ نے مختلف اداروں میں پڑھنے والے طلبا کی تعداد بھی درج کر دی ہے (۱) - ذی علم براهمنوں کے مکانات اور جین سادھوؤں کے گوشے چھوٹے چھوٹے پاٹھ‌شالاؤں کا کام دیتے تھے - سلطنت کی طرف سے بھی مدرسے قائم تھے - اس طرح سارے ہندوستان میں جا بجا چھوٹے بڑے مدرسے جاری تھے جن سے تعلیم کی کماحقہ اشاعت ہوتی تھی -

نالندہ کا دارالعلوم

محض چھوٹے چھوٹے مدرسے ہی نہ ہوتے تھے زمانہ حال کی یونیورسٹیوں کی همسری کرنے والے بڑے بڑے دارالعلوم بھی قائم تھے - ایسے جامعوں میں نالندہ، تکش شلا، وکرم شیل، دھن‌کٹک (جنوب میں) وغیرہ خاص طور پر ذکر کے قابل ہیں - ہیونسانگ نے نالندہ کے جامعہ کا مبسوط ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں - اس سے اُس زمانہ کے تعلیم‌گاہوں کا کچھ علم ہو جائے گا -

نالندہ کے دارالعلوم کی بنا مگدھ کے راجہ شکرادتیہ نے ڈالی تھی - اس کے بعد کے راجاؤں نے بھی اس کی

---

(۱) رادھا مکند مکرجی؛ ہرش صفحہ ۱۲۴ - ۲۷ -

کافی رعایت کی - اس جامعہ کے قبضے میں ۲۰۰ سے زیادہ موضع تھے جو مختلف راجاؤں کے عطئے تھے - انہیں مواضعات کی آمدنی سے اُس کا خرچ چلتا تھا - یہاں دس ہزار طالب علم اور ڈیڑھ ہزار اتالیق رہتے تھے - دور دراز ممالک سے بھی طلبا تحصیل کے لئے آتے تھے - چاروں طرف اونچے اونچے بہار اور مٹھہ بنے ہوے تھے - بیچ بیچ میں مدرسے اور دارالمطالعے تھے - اُس کے چاروں طرف بودھہ علما اور مبلغوں کی سکونت کے لئے جو منزلہ عمارتیں تھیں - خوشنما دروازوں ، چھتوں اور ستونوں کی شان دیکھہ کر لوگ حیرت میں آ جاتے تھے - وہاں کئی بڑے بڑے کتب خانے اور چھہ بڑے بڑے اِدارے تھے - طلبا سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی تھی - اِس کے برعکس اُنہیں ہر ایک ضروری چیز ، کھانا ، کپڑا ، دوا ، کتابیں ، مکان ، وغیرہ مفت دئے جاتے تھے - اونچے درجوں کے طلبا کو ایک بڑا کمرہ اور نیچے درجوں کے طلبا کو معمولی کمرہ دیا جاتا تھا (۱) -

اس جامعہ میں بودھہ ادبیات کے علاوہ وید ، ریاضیات ، نجوم ، منطق ، ویاکرن ، طب ، وغیرہ مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی تھی - وہاں ستاروں اور فلکی عجائبات کے مشاہدے کے لئے رصدگاہیں بنی ہوئی تھیں - وہاں کی

---

(۱) بیل - بدھسٹ رکارڈس آف دی ویسٹرن ورالڈ - جلد ۲ - صفحہ ۱۶۷ - ۶۸ -

آبی گھڑی مگدھہ والوں کو وقت بتلاتی تھی - اس جامعۂ میں داخل ہونے کے لئے ایک امتحان دینا پڑتا تھا - یہہ امتحان بہت سخت ہوتا تھا اور کتنے هي طلبا ناکام رہ جاتے تھے - پھر بھی دس ہزار طلبا کا ہونا حیرت کی بات ھے - اس کے فارغ التحصیل طلبا مستند عالم سمجھے جاتے تھے - ہرش نے اپنے دارالمشاورت کی تقریب میں نالندہ سے ایک ہزار علما مدعو کئے تھے - مسلمانوں کے زمانہ میں اس یادگار اور فیض‌بار جامعۂ کي ہستی خاک میں مل گئی -

جامعۂ تکش شلا

ہندوستان میں تکش شلا کا جامعۂ سب سے قدیم تھا - پتنجلی ، چانکیہ اور جیوک جیسے نامور علما یہیں کے طالب علم اور اتالیق تھے - سب سے عظیم‌الشان بھی یہی اِدارہ تھا - اِس میں داخلہ کے لئے ۱۶ سال کي عمر کی قید تھی - زیادہ تر فارغ البال آدمیوں کے لڑکے یہاں تعلیم پاتے تھے - "مہاست سوم جاتک" میں ایک عالم سے سو سے زیادہ راجکماروں کے پڑھنے کا ذکر آیا ھے - نادار طلبا دن کو کام کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے - کچھہ طلبا کو اِدارہ کي طرف سے بھی کام دیا جاتا تھا - طلبا کے اطوار و حرکات پر خاص طور پر نگاہ رکھی جاتی تھی - مختلف جاتکوں سے معلوم ہوتا ھے کہ یہاں کا نصاب تعلیم بہت وسیع تھا - اُس میں کچھہ مضامین

یہہ ہیں : وید ' اٹھارہ علوم ' (یہ نہیں کہ یہہ کون سے علوم تھے) ' ویاکرن ' صناعی ' فن‌حرب ' ہاتھی کا علم ' منتروں کا علم اور علم شفا – علم شفا پر خصوصیت سے توجہ دی جاتی تھی یہاں کی تعلیم ختم کر چکنے کے بعد طلبا صنعت و حرفت وغیرہ کا عملی تجربہ حاصل کرنے اور غیر ممالک کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لئے سیاحت کیا کرتے تھے – اِس کی کئی مثالیں بھی جاتکوں میں ملتی ہیں – یہہ جامعہ بھی مسلمانوں کے زمانہ میں غارت ہوا –

نصاب تعلیم

اِتسنگ نے اپنی مشہور تصنیف میں قدیم نصاب کا مختصر ذکر کیا ہے – عام طور پر دستار فضیلت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے ویاکرن کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا – اِتسنگ نے ویاکرن کی کئی کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے – مبتدی کو پہلے برن بودھہ پڑھایا جاتا تھا – اس میں ۶ مہینے لگ جاتے تھے – اس کے بعد پانِنی کی ۸ اشٹ ادھیائی ' حفظ کرائی جاتی تھی جسے طلبا آٹھہ مہینے میں یاد کر لیتے تھے – اس کے بعد ۸ دھاتو پاتھہ ' پڑھاکر جس میں تقریباً ایک ہزار شلوک ہیں ' دس سال کی عمر میں اسما اور مادہ کی صورتوں کا مطالعہ کرایا جاتا تھا جو تین سال میں ختم ہو جاتا تھا – اس کے بعد جیادتیہ اور وامن کی

ء کاشکا ورتی ' کی بہ حسن اسلوب تعلیم دی جاتی تھی - اِتسنگ لکھتا ہے کہ هندوستان میں تحصیل کے لئے آنے والوں کو اس ویاکرن کی کتاب کا لازمی طور پر مطالعہ کرنا پڑتا ہے - یہہ ساری کتابیں حفظ هونی چاهئیں - اس ورتی کو ختم کر لینے کے بعد طلبا نظم و نثر لکھنے کی مشق شروع کرتے تھے اور منطق و لغات میں مصروف هو جاتے تھے - ء نیاے دوار تارک شاستر ' (ناگارجن کی تصنیف کردہ منطق کی تمہید) کے مطالعہ سے انہیں صحیح استدلال اور ء جاتک مالا ' کے مطالعہ سے ادراک اکی قوت پیدا هوتی تھی - انکا پڑھہ چکنے کے بعد طلبا کو بحث و مناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی - لیکن ویاکرن کا مطالعہ جاری رهتا تھا - اس کے بعد مہا بهاشیہ پڑھایا جاتا تھا - بالغ طالب علم اسے تین سال میں ختم کر لیتا تھا ' بعد ازاں بھرت هری کی تصنیف کردہ مہا بهاشیہ کی تفسیر ' اور ء واکیہ پردیپ ' پڑھائی جاتی تھی - بھرت هری نے اصل کتاب ۳۰۰۰ شلوکوں میں لکھی - اُس کی تفسیر دهرمپال نے ۱۴۰۰۰ شلوکوں میں کی تھی - اس کے پڑھہ لینے کے بعد طالب علم ویاکرن میں منتہی هو جاتا تھا - هیونسانگ نے بھی نصاب تعلیم کا ذکر کیا ہے - ویاکرن کے فاضل هونے کے بعد منتر ودیا منطق اور جیوتش کا مطالعہ کرایا جاتا تھا - اس کے بعد علم شفا کی تعلیم هوتی تھی - ما بعد نیاے اور آخر میں ادهیاتم ودیا (مابعدالطبیعات) - اِتسنگ لکھتا ہے وہ آچاریہ

"جن' کے بعد دھرم کیرتی نے منطق میں اصلاح کی اور گن پربھہ نے " ونےپتّک ' کے مطالعہ کو دوبارہ مقبول بنایا " (۱) - یہہ نصاب اُن لوگوں کے لئے تھا جو فاضل بننا چاھتے تھے - معمولی طلبا اس نصاب کی پابندی نہیں کرتے تھے - وہ اپنا مطلوبۂ مضمون پڑھہ کر دنیا کے کار و بار میں مصروف ہو جاتے تھے - مذھبی تعلیم خاص طور پر دی جاتی تھی - یہہ حیرت کا مقام ھے کہ بودھہ جامعوں میں بودھہ مذھبی تعلیم کے ساتھہ ھندو دھرم کی کتابوں کی پوري تعلیم دی جاتی تھی - اس سے معلوم ہوتا ھے کہ وہ لوگ کتنے روشن خیال اور مذھبی معاملات میں آزاد خیال تھے -

طرز تعلیم بھی نہایت پسندیدہ تھا - ھیونسانگ لکھتا ھے کہ ماھر اتالیق طلبا کے دماغ میں زبردستي معلومات کو داخل نہیں کر دیتے بلکہ ذھنی نشو و نما کی طرف زیادہ توجہ کرتے ھیں - وہ جلس طلبا کی دلشکنی نہیں کرتے اور سست لڑکوں کو تیز بنانے کي کوشش کرتے ھیں (۲) -

علما میں علمي مناظرے بھی اکثر ہوتے رھتے تھے -

---

(۱) ٹاکا کسو - بدھسٹ پریکٹسز اِن انڈیا - صفحہ ۱۶۵ - ۸۱ اور واٹرس آن یوون‌چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۵ - ۵۵ -

(۲) واٹرس آن یون چانگ ٹریولس جلد ۱ - صفحہ ۱۶۰ -

اس سے عوام کو بھی بہت فائدہ پہونچتا تھا - انہیں علمی اصولوں سے واقفیت ہو جاتی تھی -

یہہ طرز تعلیم ہمارے دور کے شروع سے آخر تک قائم رہا - فروعی تغیرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے لیکن اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - بڑے بڑے دارالعلوم کے طرز تعلیم کا اثر لازمی طور پر سارے ملک پر پڑتا تھا - یہاں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ دیگر مذہبی اور فلسفیانہ فرقوں میں یہہ طرز تعلیم رائج نہ تھا - ان کے مکتبوں میں معمولی تدریس کے بعد مخصوص مذہبی یا علمی کتابوں کی کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا فی زمانا کاشی میں ہوتا ہے -

تیسری تقریر

نظام سلطنت ' صنعت و حرفت

نظام سلطنت

قدیم هندوستان میں سیاسیات اور آئین سلطنت نے کمال کا درجہ حاصل کر لیا تھا - اس ملک میں بھی راجہ کے اختیارات کسی حد تک محدود تھے - یہاں بھی کئی جمہوری سلطنتیں تھیں جنہیں "گن راج" بھی کہتے تھے - کئی ملکوں میں راجہ کا انتخاب بھی ہوتا تھا - راجہ اپنی رعایا کے ساتھ من مانے ظلم نہ کر سکتا تھا - رعایا کی آواز سنی جاتی تھی - انتظام سیاست بڑی خوش اسلوبی سے کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ میں بھی جمہوری سلطنتیں نظر آتی ہیں - ہرش کے عہد فرمانروائی میں تامرلیپکوں ' ہیونسانگ کے سفر نامے اور ہرش چرت سے معاصرانہ سیاسی حالت کا بہت کچھ پتہ چلتا ہے - راجہ اس زمانہ میں فرمانروائے مطلق نہ تھا - اس کے وزرا کا ایک کابینہ ہوتا تھا ' جس کے ہاتھوں میں واقعی طور پر سارے اختیارات ہوتے تھے - راج وردھن کا وزیر اعظم بھنڈی تھا - راج وردھن کے مارے جانے پر بھنڈی نے تینوں سیاسی جماعتوں کو طلب کیا اور انہیں حالات حاضرہ سمجھا کر کہا راجہ کا بھائی ہرش فرض شناس ' ہر دل عزیز ' اور رحم‌دل ہے - رعایا اس سے خوش ہوگی - میں تجویز کرتا ہوں کہ اسے راجہ بنایا جائے - ہر ایک

رکن اس پر اپنی اپنی راے کا اظہار کرے ' - وزرا نے اس پر متفق هو کر هرش سے راجه بننے کی استدعا کی - اس سے واضح هوتا هے که مجلس شوریٰ کے هاتھوں میں وسیع اختیارات تھے - هر ایک شعبه کے الگ الگ وزرا کا بھی ذکر ملتا هے مثلاً امور خارجیه ' شعبه حربیه ' شعبه عدالت ' شعبه مالیات وغیرہ خاص هیں - راجه کا خاص کام انتظام کرنا تھا - وہ همیشه مجلس شوریٰ سے مشورہ لیا کرتا تھا - امن و امان قائم رکھنا اور اُسے حملوں سے بچانا یهه اُس کا خاص فرض تھا - هیونسانگ نے لکھا هے راجه کی حکومت انسانیت کے اصولوں کی پابند تھی - رعیت پر کسی طرح کی سختی نه کی جاتی تھی - چھتری قوم بہت عرصه سے بر سر حکومت رهتی آئی هے - پر اس کا خاص فرض رعایا کی بہبود اور رفاہ خلق هے (۱) -

راجه کے فرائض

انفرادی حکومت هونے کے باوجود بادشاہ رعایا پرور هوتا تھا - اُس زمانه میں براهمنوں اور دهرم گروؤں کا اثر راجه پر بہت زیادہ هوتا تھا - وہ سلطنت کے هر ایک شعبے اور کل تحریکات پر نگاہ رکھتا تھا - وہ محض رعایا کی مالی اور سیاسی امور کی هی طرف دهیان نه دیتا تھا بلکه ان کی اخلاقی مذهبی اور تعلیمی کیفیت کو بھی محفوظ رکھتا تھا - بہت سے راجاؤں نے مذهبی اصلاح و

(۱) واٹرس آن هیونسانگ ' جلد اول - صفحه ۱٦۸ -

ترقی میں نمایاں حصہ لیا ' جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں - راجاؤں نے تعلیمی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر کوشش کی - ان کے دربار میں بڑے بڑے شعرا اور علما کی قدر و منزلت ہوتی تھی - جب کوئی عالم کوئی معرکہ کی تصنیف کرتا تو راجہ اُسے سننے کے لئے دیگر سلطنتوں کے علما کو مدعو کرتا تھا - کشمیر کے راجہ جے سنگہ کے زمانہ میں منکھہ کی لکھی ہوئی " شری کنٹھہ چرت " سننے کے لئے قنوج کے راجہ گووند چندر کے دربار سے سہل ' اور شمالی کونکن کے راجہ اپرادتیہ کے دربار سے تیج کنٹھہ وغیرہ علما مدعو ہوئے تھے - تقریباً ہر ایک دربار میں چند شعرا اور علما رہتے تھے جن کی وہاں کماحقہ خاطر و تعظیم ہوتی تھی - راجہ انہیں نئی نئی تصانیف لکھنے کی بھی تحریک کرتا رہتا تھا -

نظام دیہی

انتظامی سہولتوں کے اعتبار سے ملک مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - خاص خاص حصے " بھکتی ' (صوبہ) " وشے ' (ضلع) اور گرام (دیہات) تھے - دیہی نظام سب سے اہم سمجھا جاتا تھا - دیہی نظام ہندوستان میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - گانوں کا انتظام پنچائتوں کے ہاتھوں میں ہوتا تھا - مرکزی حکومت کا پنچائتوں ہی سے تعلق رہتا تھا - یہہ دیہی نظام ایک چھوٹے سے جمہور کے طور پر ہوتے تھے - اُن میں رعایا کے خاص حقوق تھے - مرکزی

حکومت سے منسلک ہونے پر بھی یہہ نظام تقریباً آزاد تھا -

قدیم تامل تاریخ سے اُس زمانہ کے نظام سیاست پر بہت روشنی پڑتی ھے ' مگر ہم یہاں طوالت کے خوف سے اس کا صرف مختصر ذکر کرتے ھیں - انتظام سلطنت میں مشورہ اور مدد دینے کے لئے پانچ مجلسیں ہوتی تھی - اِن کے علاوہ ضلعوں میں تین سبھائیں ہوتی تھیں - براھمن سبھا میں سب براھمن شریک ہوتے تھے - بیوپاریوں کی سبھا تجارتی امور کا تصفیہ کرتی تھی - چول راجہ راج راج اول کے کتبہ سے ۱۵۰ مواضعات میں دیہی سبھاؤں کے ہونے کا پتہ چلتا ھے - ان سبھاؤں کے اجلاس کے لئے بڑے بڑے مکان ہوتے تھے - جیسے تنجور وغیرہ میں اب تک قائم ھیں - عام مواضعات میں بڑے بڑے درختوں کے نیچے سبھائیں ہوتی تھیں - دیہی سبھاؤں کے دو حصے ہوتے تھے - مشاورتی اور انتظامی کل سبھا کے اراکین مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے - زراعت و فلاحت ' آبپاشی ' تجارت ' مندر ' عطیات وغیرہ کے لئے مختلف جماعتیں ہوتی تھیں - کسی موقع پر تالاب میں پانی کی کثرت سے سیلاب آ جانے کے خوف سے دیہاتی سبھا نے تالاب کی جماعت کو اُس کی اصلاح کرنے کے لئے بلا سود روپیہ دیا اور تجویز کی کہ اس کا سود مندر سبھا کو دیا جاوے - اگر کوئی کسان زیادہ دنوں تک محاصل زمین نہ ادا کرتا تھا تو زمین اس سے چھین لی جاتی تھی - یہہ زمین

نیلام کر دی جاتی تھي - زمین کی خرید فروخت ہونے پر گانوں سبھا اس کي ساری تفصیلات اور سارے کاغذات اپنے قبضہ میں رکھہ لیتي تھی - سارا حساب کتاب تاڑ کے پتوں پر لکھا جاتا تھا - آبرسانی کي طرف خاص توجہ کی جاتی تھی - پانی کا کوئي بھي مخرج بیکار نہ ہونے پاتا تھا - نہروں تالابوں اور کنوؤں کی مرمت وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھی - آمد و خرچ کے حساب کی جانچ کے لئے راج کی طرف سے محتسب رکھے جاتے تھے (۱) -

چول راجہ پرانتک کے زمانہ کے کتبوں سے دیہاتی نظاموں کی ترکیب پر بہت روشنی پڑتی ہے - اُس میں دیہی جماعتوں کي اراکین کي قابلیت یا نا قابلیت سبھاؤں کے انعقاد، اراکین کے عام انتخاب، شاخ سبھاؤں کي تنظیم، آمد و خرچ کے محتسبوں کے تقرر، وغیرہ کے اصول و قواعد سے بحث کی گئی ہے - انتخاب عام ہوتا تھا - اس کا طریقہ یہہ تھا کہ لوگ ٹھیکروں پر امیدوار کا نام رکھہ کر گھڑوں میں ڈال دیتے تھے - سب کے روبرو وہ گھڑے کھولے جاتے تھے اور امیدواروں کے ناموں کا شمار ہوتا تھا - کثرت رائے سے انتخاب عمل میں آتا تھا - (۲) اس نظام کا عوام پر یہہ اثر پڑا کہ وہ خارجی امور کی

---

(۱) ونے کمار سرکار - دي پولیٹیکل انسٹي ٹیوشنس اینڈ تھیریز آف دي ہندوز صفحہ ۵۳ - ۵۲ -

(۲) ارکیولوجیکل سروے آف انڈیا - سالانہ رپورٹ سنہ ۵-۱۹۰۴ صفحہ ۴۵-۱۴۲

جانب سے لا پرواہ ہو گئی - سلطنت میں چاہے کتنے ہی بڑے انقلابات ہو جائیں، لیکن چونکہ دیہی جماعتوں میں کوئی تغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حسب دستور اپنے فرائض انجام دیتی رہتی تھیں اس لئے عوام کو تغیرات سے کوئی دلچسپی نہ ہوتی تھی - عوام کو غلامی کا تلخ تجربہ نہ ہونے پاتا تھا - اتنے وسیع ملک کی مرکزی حکومت کے لئے یہ غیر ممکن تھا کہ وہ مقامی ضروریات و حالات کی طرف کافی توجہ کر سکے - ہندوستان میں اتنے تغیرات ہوئے مگر کسی فرمانروا نے پنچائتوں کو برباد کرنے کی کوشش نہیں کی - شہروں میں میونسپلٹیاں یا نگر سبھائیں بھی ہوتی تھیں جو شہروں کی صفائی وغیرہ کا انتظام کرتی تھیں (۱) -

تعزیرات

سیاسی قواعد و ضوابط نہایت سخت تھے - جلا وطنی، جرمانہ، قید، اعضاء جسم کا انقطاع وغیرہ سزائیں رائج تھیں - ہرش کی پیدائش کے موقع پر قیدیوں کے آزاد کئے جانے کا ذکر بان نے کیا ہے - یاگیہ ولکیہ نے کئی سخت اور بیرحمانہ سزاؤں کا حوالہ دیا ہے - براہمنوں کو عموماً سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں - صیغہ انصاف کے لئے ایک خاص کارکن ہوتا تھا - اُس کے ماتحت مختلف مقامات اور صوبجات میں اہلکار ہوتے تھے -

---

(۱) واٹرس آن ہیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۲ -

یاگیہ و لکیہ نے عدالت کے بہت سے اصولوں اور قواعد کا ذکر کیا ھے ' جن سے واضح ھوتا ھے کہ اُس زمانہ میں انصاف کا نظام کتنا مکمل اور با قاعدہ تھا - استغاثوں میں تحریری اور زبانی شہادتوں کی جانچ کی جاتی تھی - حیرت کا مقام ھے کہ نظام انصاف اتنا مکمل ھونے کے باوجود غیبی آزمائشوں کا طریقہ رائج تھا (۱) - لیکن اس کا استعمال بہت کم ھوتھا تھا -

عورتوں کي سیاسي حالت

قانون میں عورتوں کی سیاسی اھمیت تسلیم کی جاتی تھی - قانون وراثت میں عورتوں کے وارث ھونے کا جواز تسلیم کیا گیا تھا - لڑکا نہ ھونے پر بھی لڑکی ھی باپ کی جائداد کي وارث ھوتی تھی - اپنے میکہ سے ملی ھوئی جائداد پر لڑکي کا کامل حق ھوتا تھا - منو نے اس کا ذکر کیا ھے - (۲)

سلطنت کی طرف سے بیوپار اور حرفت کے تحفظ پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا تھا - کاریگروں کی حفاظت کے لئے قواعد بنے ھوے تھے - اگر کوئی بیوپاری ناجائز طریقہ پر اشیاء کی قیمت بڑھا دیتا تھا یا باٹ اور پیمانہ کم رکھتا تھا تو اسے سزا دی جاتی تھی -

---

(۱) ایضاً صفحہ ۱۷۲ - البیرونی کا ھندوستان جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۰ -

(۲) ونے کمار سرکار - دي پولیٹکل انسٹي ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ھندوز صفحہ ۲۷-۳۰ -

انصرام سیاست

اس زمانہ کے سیاسی نظام کا کچھہ اندازہ عہدہداروں کے ناموں سے ہو سکتا ہے - راجہ یا سمراٹ کے ماتحت بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ ہوتے تھے جنہیں مہاراجہ، مہا سامنت وغیرہ لقب دئے جاتے تھے - یہہ راجے سمراٹ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے، جیسا کہ بان نے بیان کیا ہے - کبھی کبھی جاگیردار بھی اونچے مناصب پر پہونچ جاتے تھے صوبہ کے حاکم کو "اُپرک مہاراج" کہتے تھے - کئی کتبوں میں صوبجاتی فرمانرواؤں کے گوپتا، بھوگک، بھوگ پتی، راج استھانی، وغیرہ نام ملتے ہیں - صوبہ کا حاکم ضلع کے عامل کو مقرر کرتا تھا جسے وشے پتی یا "آیکتک" کہتے تھے - حاکم ضلع اپنے ضلع کے خاص مقام میں جسے ادھشٹھان کہتے تھے اپنے دفتر رکھتا تھا -

صوبجاتی حکام کے پاس راجہ کے تحریری احکام صادر ہوتے تھے - ایک تامبہ پتر سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ احکام اسی وقت جائز سمجھے جاتے تھے جب ان پر سرکاری مہر ہو، صوبہ کے حاکم کی تصدیق ہو، راجہ کے دستخط ہوں اور دیگر ضوابط کی تکمیل ہوئی ہو - (۱)

---

(۱) मुद्रा शुद्धं क्रिया शुद्धं भुक्ति शुद्धं सचिह्नकम् ।
राज्ञः स्व हस्त शुद्धं च शुद्धिमाप्नोति शासनम् ॥
شلارا بنشی راجہ رٹھہ راج کا ھیبہ نامہ شک سمبت ۹۳۰ (وکرمی سمبت ۱۰۶۵) ایپی گرافیکا انڈیکا جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -

مقامي سرڪارن جي مختلف اهلڪارن جا نالا بہ ڪتابن ۾ ملن ٿا - جهڙوڪ مهتر (ديهي سڀا جو رڪن) - گرامڪ (ڳوٺن جو خاص حاڪم)، شولڪڪ (محاصل وصول ڪرڻ وارو اهلڪار)، گولمڪ (قلعن جو منتظم)، ڌرواڌي ڪرڻ (زمين جي محاصل جو آفيسر)، ڀانڊاگار اڌي ڪرت (خزانچي)، تل واٽڪ (ڳوٺن جو حساب رکڻ وارو) بعض ننڍن اهلڪارن جي نالن جو ذڪر بہ ملي ٿو - موجود ڪلارڪ کي اُن زماني ۾ 'دِوِر' يا 'ليکڪ' چوندا هئا - ڪرڻڪ حال جي رجسٽرار جو ڪم ڪندو هو - انهن عهديدارن کان علاوه ٻيا ڪارڪن بہ هوندا هئا - 'ڏنڊپاشڪ'، چوروڌرڻڪ، وغيره پوليس جي عملدارن جا نالا هئا (۱) -

سلطنت جي آمدني جا ڪيترائي ذريعا هئا - سڀ کان وڌيڪ آمدني زمين جي لگان مان ٿيندي هئي - لگان پيداوار جو ڇهون حصو هوندو هو -

آمد و خرچ

مزارعن تي بہ هڪ اڌ محصول ٻيو لڳندو هو - هي محاصل غلي جي صورت ۾ ورتا ويندا هئا - 'منڊپڪا' (چونگي جو محصول) بہ ڪيترين جنسن تي ورتو ويندو هو - بندرگاهن تي ايندڙ مال، يا ٻي سلطنت کان ايندڙ چيزن تي بہ محصول درآمد ورتو ويندو هو -

---

(۱) چنتامني ونائڪ ويد جي هسٽري آف ميڊيول انڊيا - جلد اول - صفحو ۱۲۸-۱۳۱ ۽ راڌا ڪمد مڪرجي - هرش - صفحو ۱۰۳-۱۰۲ -

قمار خانوں پر بہت زیادہ محصول لیا جاتا تھا - نمک اور دوسرے معدنی پیداواروں پر بھی محصول لگتا تھا (۱) - لیکن بہت زیادہ نہیں، جیسا ہیونسانگ نے لکھا ہے - اُس نے کل آمدنی کو چار حصوں میں تقسیم کئے جانے کا ذکر کیا ہے - ایک حصہ انصرام و سیاسی امور میں صرف کیا جاتا تھا - دوسرا حصہ رفاہ عام خلق کے کاموں میں صرف ہوتا تھا - تیسرا حصہ صیغہ تعلیم کے لئے اور چوتھا حصہ مختلف مذہبی جماعتوں کی اعانت کے لئے وقف ہوتا تھا - (۲)

زراعت کی ترقی کے لئے سلطنت سرگرم کار رہتی تھی - زمین کی پیمائش ہوتی تھی - کئی کتبوں میں اِن پیمانوں کا ذکر کیا گیا ہے جیسے ' مان ڈنڈ ' ' نورتن ' ' پداورت ' وغیرہ - راج کی طرف سے لمبائی کا پیمانہ مقرر تھا - انسانی ہاتھ بھی ایک پیمانہ سمجھا جاتا تھا - گانوں کے حدود معین کئے جاتے تھے - گانوں پر محصول لگتا تھا - دیہات میں مویشیوں کے چراگاہ کی زمین چھوڑی جاتی تھی - جاگیروں انعام میں ملے ہوئے گانوں پر محصول نہ لیا جاتا تھا - راج کی طرف سے تول کے باٹوں کی بھی نگرانی ہوتی تھی - (۳)

---

(۱) رادھا کمد مکرجی - ہرش - ۱۱۲-۱۳ -

(۲) واٹرس ہیونسانگ جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶-۱۷۷ -

(۳) سی وی ویدھ ہسٹری آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۳۳ - جلد ۲ - صفحہ ۲۴۰ -

رفاہ عام

طاقتیں رفاہ عام کے کاموں کا بہت دھیان رکھتی تھیں ـ شہروں میں دھرم شالے اور کوئیں بنوائے جاتے تھے ـ غریب مریضوں کے لئے سرکار کی طرف سے دواخانے بھی کھولے جاتے تھے ـ سڑکوں پر مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ دار درختوں ' کنوؤں اور سرایوں کا انتظام کیا جاتا تھا ـ تعلیمگاہوں کو سرکار کی طرف سے خاص امداد ملتی تھی ـ

فوجی انتظام

ہندوستان کی فوجی تنظیم بھی قابل تعریف تھی ـ فوجی صیغہ انتظامی سے بالکل علحدہ تھا صوبجاتی فرمانرواؤں کا فوج پر کوئی اختیار نہ ہوتا تھا ـ اُس کے کارکن بالکل الگ ہوتے تھے ـ ہمیشہ جنگ ہو جانے کے امکان کے باعث فوجیں بہت بڑی ہوتی تھیں ـ ہرش کی فوج میں ساٹھہ ہزار ہاتھی اور ایک لاکھہ گھوڑے تھے ـ ہیونسانگ نے لکھا ہے کہ ہرش کی فوج کے چار حصے تھے ـ ہاتھی ' گھوڑے ' رتھہ اور پیدل (۱) ـ گھوڑے مختلف ملکوں سے منگوائے جاتے تھے ـ بان نے کامبوجیہ ' بنایج ' سندھیہ '

---

(۱) واٹرس ہیونسانگ ـ جلد ۱ ـ صفحہ ۱۷۰ـ۷۱ ـ

پارسیک وغیرہ نسلوں کے گھوڑوں کے نام دئے ہیں - زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ رتھوں کا رواج کم ہوتا گیا -

ان چار قسم کی فوجوں کے علاوہ بحری فوج بھی نہایت منتظم اور باقاعدہ تھی - جن طاقتوں کی سرحد پر بڑے بڑے دریا ہوتے تھے وہ بحری فوج بھی رکھتی تھیں - ساحلی ریاستوں کو بھی بحری فوج رکھنے کی ضرورت تھی - ہیونسانگ نے اپنے سفر نامہ میں جہازوں کا بھی ذکر کیا ہے - ملایا، جاوا، بالی وغیرہ جزیروں میں ہندؤوں کا راج تھا - اس سے بھی بحری طاقت کے منتظم ہونے کا پتہ چلتا ہے - چول راجہ بہت طاقتور بحری فوج رکھتے تھے - راج راج نے چیر راج کے فوجی بیڑہ کو غرق کر کے لنکا کو اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا تھا - راجندر چول کا جنگی بیڑہ نکوبار اور انڈمن تک جا پہونچا تھا - اسٹریبو نے ہندوستانی فوجی نظام میں جنگی بیڑوں کا ذکر بھی کیا ہے - بحری فوج کے موجود ہونے کا پتہ بہت قدیم زمانہ سے چلتا ہے - میگاستھنیز نے چندرگپت کی فوج کا ذکر کرتے ہوئے بحری فوج کا ذکر بھی کیا ہے - ہر قسم کی فوج کے جدا جدا افسر ہوتے تھے - کل فوج کا افسر ' مہا سینا پتی ' ' مہا بل ادھیکش ' یا ' مہابل ادھیکرت ' کہلاتا تھا - پیدل اور گھوڑوں کے افسر کو ' بھٹاشو سینا پتی ' کہتے تھے - سواروں کے افسر کو ' برھدشوار ' اور فوجی صیغہ کے خزانچی کو ' رن بھنڈا گار ادھی کرن ' کہا جاتا تھا - کاشمیر کی تاریخ سے

ایک "مہا سادھنک" نام کے افسر کا پتہ چلتا ہے جو فوجی ضروریات مہیا کرتا تھا - (۱)

فوج کے سپاهیوں کو تنخواہ نقد دی جاتی تھي لیکن انتظامي عمال کو اناج کی صورت میں ملتی تھی - مستقل فوجوں کے علاوہ نازک موقعوں پر غیر مستقل یا عارضی فوج کا بھی انتظام کیا جاتا تھا - دوسرے خطے کے لوگ بھي اکثر بھرتی کئے جاتے تھے - (۲)

ملکي حالت اور سیاسي نظام میں تغیر

مندرجہ بالا ملکی انتظامات همارے زمانہ مخصوص میں همیشہ نہ رهے - اس میں بڑی تبدیلیاں هوئیں - هم اُن تبدیلیوں کا کچھہ ذکر اختصار کے ساتھہ کریں -

اس زمانہ کے آخری حصہ میں هندوستان کی ملکی حالت بہت قابل اطمینان نہ تھی - چھوٹے چھوٹے راج بنتے جاتے تھے - هرش اور پل‌کیشی کے بعد تو اُن کی سلطنتیں کئی حصوں میں تقسیم هو گئیں - سولنکی، پال، سین، پرتیہار، جادو، گوهل، راٹھور متعدد خاندان اپنی اپنی ترقی میں کوشاں تھے - اس لئے هندوستان کی مجموعی کوئی طاقت نہ تھي - صدها ریاستوں میں

(۱) سي وي وید هسٹري آف میڈیول انڈیا جلد ۱ - صفحہ ۱۲۲-۵۵ -
(۲) رادھا کمد مکرجي - هرش - صفحہ ۹۷-۹۸ -

پت جانے کے باعث ملک کی طاقت بکھری ہوئي تھی - قومیت کا احساس بہت قوي نہ تھا - ان راجوں میں برابر لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں - اور سیاسي کیفیت روز بروز نازک ہوتی جاتي تھی - ملک کی سیاسیات اور دیگر انتظامی شعبہ‌جات پر ان حالات کا اثر پڑنا لازم تھا - سب ریاستیں رفتہ رفتہ زیادہ آزاد اور مطلق العنان ہوتی گئیں - راجاؤں کو رعایا کی بہبود کا خیال نہ رہا - رعایا کی رائے پیروں سے ٹھکرائی جانے لگی - راجاؤں کو آپس کی لڑائیوں سے اتنی فرصت ھی نہ تھی کہ رعایا کی آسائش کا خیال کریں - ہاں لڑائیوں کے لئے جب روپئے کی ضرورت ہوتی رعایا پر محصول کا اضافہ کر دیا جاتا - راجہ خود ھی اپنے وزرا مقرر کرتا تھا - کوئی انتخاب کرنے والی جماعت یا قاعدہ وزرات نہ تھی - اس وقت تک وھي پرانے منصبدار چلے آتے تھے - گیارھویں اور بارھویں صدی کے کتبوں میں راجا ماتیہ (وزیر) ' پروہت ' مہا دھرم ادھیکش (مذھبی معاملات کا افسر اعلیٰ) ' مہا ساندھي وگرھک (لڑائی اور صلح کرنے والا افسر اعلیٰ) ' مہا سیناپتی (سپہ‌سالار) ' مہا مدرا ادھیکرت (جس کے قبضہ میں شاھی مہر رھتی تھی) ' مہاکش پٹلک (افسر بندوبست) ' وغیرہ عہدہ‌داروں کے نام ملتے ھیں جس سے ثابت ہوتا ھے کہ آئین سیاست میں کوئی خاص تبدیلي نہ ہوئی تھی - ان عہدوں کے نام کے ساتھ " مہا " کے استعمال سے واضح ہوتا ھے کہ اُن کے ماتحت اور بھی

اهلکار رهتے تھے (۱) - رانی اور ولی عہد بھی حکومت میں شریک ہوتے تھے - کچھہ ریاستوں میں محض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا - پچھلے راجاؤں کے زمانہ میں کتنے نئے محصولوں کا ذکر ملتا ھے - زمین اور زراعت کا انتظام سابق دستور تھا - چھیتر پال اور پرانت پال وغیرہ کئی منصبداروں کے نام ملتے ہیں - آمد و خرچ کا محکمہ بھی سابق دستور تھا - عدالتوں کا انتظام بھی پہلے ھی کا سا تھا - راجہ کی عدم موجودگی میں "پراڈ وواک" (افسر عدالت) ھی کام کرتا تھا - البیرونی نے مقدموں کے بارے میں لکھا ھے "کوی استغاثہ دائر کرنے کے وقت مدعی اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کے لئے ثبوت پیش کرتا تھا - اگر کوئی تحریری شہادت نہ ہوتی تھی تو چار گواہ ضروری ہوتے تھے - اُنھیں جرح کرنے کا مجاز نہ تھا - براھمنوں اور چھتریوں کو خون کے جرم میں بھی قتل کی سزا نہ دی جاتی تھی - اُن کی جائداد ضبط کر کے جلا وطن کر دیا جاتا تھا - چوری کے جرم میں براھمن کو اندھا کر کے اس کا بایاں ھاتھہ اور داھنا پیر کاٹ لیا جاتا تھا - چھتری اندھا نہیں کیا جاتا تھا" - اس سے تحقیق ہوتا ھے کہ اس زمانہ تک بھی سخت اور ظالمانہ سزائیں دینے کا رواج موجود تھا - (۲)

---

(۱) چنتامنی ونائک وید - هستری آف میڈیول انڈیا جلد ۳ - صفحہ ۴۲۳-۵۲ -
(۲) البیرونی انڈیا جلد ۲ - صفحہ ۱۵۸-۶۰ -

فوجی انتظام میں کچھه تبدیلی پیدا هو رهی تهی - مستقل فوج رکھنے کا رواج کم هوتا جاتا تها - سرداروں اور جاگیرداروں سے لڑائی کے موقع پر فوجی امداد لینے کا رواج بڑهتا جاتا تها - ایک راج کے آدمی دوسرے راج میں فوجی ملازمت کر سکتے تهے - پچھلے زمانه کے تامبے پتروں سے بهی معلوم هوتا هے که اس زمانه میں بڑی سینا پتی ' هاتهی ' گهوڑوں ' اونٹوں اور بحری فوج کے افسر وغیرہ رهتے تهے - (۱)

باهمی عداوت اور نفاق کے باعث ریاستوں میں روز بروز ضعف آتا جاتا تها - سندهه تو آٹهویں صدی هی میں مسلمانوں کے قبضه میں چلا گیا تها - اور گیارهویں صدی تک پنجاب بهی لاهور تک اُن کے هاتهه میں جا چکا تها - بارهویں صدی کے آخر تک دلی ' اجمیر ' قنوج وغیرہ ریاستوں پر مسلمانوں کی عملداری هو گئی اور کچھه عرصه بعد ممالک متحدہ ' بنگال ' دکن ' وغیرہ صوبوں پر بهی اسلامی اقتدار قائم هو گیا - اور رفته رفته بیشتر هندو ریاستیں تباہ هو گئیں -

مالی حالت

هم پہلے هی کہه چکے هیں که هندوستان نے محض روحانیت میں درجه کمال نه حاصل کیا تها ' دنیاوی

---

(۱) سی وی وید - هسٹری آف میڈیول انڈیا - جلد ۳ - صفحه ۲۷۰ -

معاملات میں بھی اُس نے کافی ترقی کر لی تھی - یہاں ہم اس زمانہ کی مالی حالت کا مختصر ذکر کرنا چاہتے ہیں -

زراعت اور آبپاشي کا انتظام

هندوستان کا خاص پیشہ زراعت تھا - اس زمانہ میں تقریباً سبھي قسم کی جنسیں اور پھل پیدا ہوتے تھے - کاشتکاروں کے لئے ہر ایک قسم کی آسانیاں پیدا کرنے کا پورا خیال رکھا جاتا تھا - آبپاشی کا انتظام قابل تعریف تھا - نہروں، تالابوں اور کنووں کے ذریعہ سے سچائی ہوتی تھی - نہروں کا انتظام بہت اچھا تھا - راج ترنگنی میں انجینیر کا ذکر آیا ہے جس کا نام 'سُویہ' تھا - جب کشمیر میں سیلاب آ گیا تو وہاں کے راجہ اونتی ورما نے اُس سے اس کا انسداد کرنے کے لئے کہا - سُویہ نے جھیلم کے کنارے بڑے بڑے باندھہ بندھواکر اُس سے نہریں نکلوائیں - اتنا ہی نہیں، اُس نے ہر ایک گاؤں کی زمین کا اس اعتبار سے کیمیائی معائنہ کیا کہ کس قسم کی زمین کے لئے کتنے پانی کی ضرورت ہے - اِسی معائنہ کے مطابق ہر ایک گاؤں کو مناسب مقدار میں پانی مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا - کلہن نے لکھا ہے کہ سُویہ نے ندیوں کو اس طرح نچایا جیسے سپیرا سانپ کو نچاتا ہے - اُس کے اِس حسن انتظام کا یہہ نتیجہ ہوا کہ مزروعہ میں بہت اضافہ ہو گیا اور ایک کھاری

(ایک خاص وزن) چاول کی قیمت ۲۰۰ دیناروں سے گر کر ۳۶ دیناروں تک ہو گئی - صوبہ تامل میں ندیوں کو مہانے کے پاس روک کر پانی جمع کرنے کا انتظام کیا جاتا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل چول کے راجہ کریکال نے کاویری ندی پر سو میل کا ایک باندھ بندوایا تھا - راجندر (۱۰۱۸-۳۵ع) نے اپنے نئے دارالخلافہ کے پاس ایک وسیع تالاب بندوایا تھا - ہمارے زمانہ سے قبل بڑے بڑے تالاب بندوانے کا رواج بھی کافی تھا - چندرگپت موریا کے زمانہ میں گرنار کے نیچے ایک وسیع تال بندوایا تھا جس میں سے بعد کو اشوک نے نہریں نکلوائیں - وقتاً فوقتاً ان کی مرمت بھی ہوتی رہتی تھی (۱) - بہتیرے راجے جگہ جگہ اپنے نام سے بڑے بڑے تالاب بندواتے تھے جن سے سنچائی بہت اچھی طرح ہو سکتی تھی - متعدد مقامات پر ایسے تالاب یا ان کی یادگار باقی ہے - پرمار راجہ بھوج نے بھوجپور کے پاس ایک عظیم‌الشان تالاب بندوایا تھا جو دنیا کی مصنوعی جھیلوں میں سب سے بڑا تھا - مسلمانوں نے اسے برباد کر دیا - اجمیر میں آنا ساگر، پیلا وغیرہ تالاب بھی سابق کے راجاؤں ہی نے بندوائے تھے - کنوؤں سے مختلف طریقوں پر سنچائی ہوتی تھی جو آج بھی رائج ہے - آریوں کے ساتھ یہہ رواج لنکا

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

میں بھي داخل ہوا - پراکرم باہو (۱۱۵۰ع) نے لنکا میں ۱۴۷۰ تالاب اور ۵۳۴ نہریں بنوائیں - اور بہت سے تالابوں اور نہروں کی مرمت کروائي - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس زمانہ میں آبپاشی کی طرف کتنا دھیان دیا جاتا تھا - اور زراعت کی ترقی کے لئے نہروں کی توسیع کو کتنا ضروری سمجھا جاتا تھا - (۱)

تجارتي شہر

زراعت کے بعد تجارت کا درجہ تھا - ہندوستان کے بڑے بڑے شہر تجارت کے مرکز تھے - زمانۂ قدیم سے ہندوستان میں بڑے بڑے شہروں کا رواج چلا آتا تھا - پانڈیا راجاؤں کا دارالخلافہ مدورا بہت بڑا شہر تھا جو اپنی شاندار اور سر بفلک عمارتوں کے لئے مشہور تھا - ملابار کے ساحل پر ونچی تجارتي اعتبار سے بہت اہم مقام تھا - کارومنڈل ساحل پر پکر اعلیٰ درجہ کا بندرگاہ تھا - سولنکیوں کی راجدھاني باناپی (ضلع بیجاپور میں) بین الاقوامی اعتبار سے بہت ممتاز جگہ تھی - بنگال کا بندرگاہ تملک بھی تجارتي مقام تھا - جہاں سے تجار مشرقی چین کي طرف جاتے تھے - قنوج شمالی ہند کا نہایت ممتاز شہر تھا - مالوہ کا شہر اُجین بھی کم رونق دار نہ تھا - اُجین شمالی ہند اور بھڑوچ کے بندرگاہ

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دي ہندوز صفحہ ۱۰۳-۴ -

کے مابین تجارتی مرکز تھا - بھڑوچ سے فارس، مصر، وغیرہ ملکوں میں هندوستان کا مال بھیجا جاتا تھا - پاٹلی پتر یا پٹنہ تو زمانہ قدیم سے مشہور تھا جس کا ذکر میگاستھنیز نے تفصیل کے ساتھ کیا ھے - اس کے بیان کے مطابق پٹنہ میں ۵۷۰ برج اور ۶۴ دروازے تھے اور شہر کا رقبہ ساڑھے اکیس میل تھا - آرےلین کے زمانہ میں روم شہر کی وسعت غالباً اس کی نصف تھی - علیٰ ھذا اور بھی کتنے ھی بڑے بڑے شہر هندوستانی تجارت کے مرکز تھے - (۱)

تجارت کے بحری راستے

هندوستانی تجارت بحری اور خشکی دونوں راستوں سے ہوتی تھی - بڑے بڑے بیڑے باربرداری کے لئے بنائے گئے تھے - عرب، فلیشیا، فارس، مصر، یونان، روم، چمپا، جاوا، سماترا وغیرہ ممالک کے ساتھ هندوستان کے تجارتی تعلقات تھے - بحری سفر کی ممانعت زمانہ ما بعد کی بات ھے - هرش نے هیونسانگ کو بحری راستہ سے چین واپس جانے کی صلاح دی تھی - جاوا کی روائتوں سے پانچ هزار هندوستانیوں کے کئی جہازوں پر جاوا جانے کا پتہ چلتا ھے - اِتسنگ واپسی کے وقت سمندری راستہ ھی سے چین گیا تھا - جہاز سازی کے فن

---

(۱) ونے کمار سرکار - دی پولیٹکل انسٹی ٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی هندوز صفحہ ۶۰-۶۵ -

میں اہل ہند مشاق تھے - اور زمانہ قدیم سے اسے جانتے تھے - پروفیسر میکس ڈنکر کے بیان کے مطابق ہندوستان کے لوگ عیسیٰ سے دو ہزار برس قبل بھی جہاز رانی سے واقف تھے - (۱)

تجارت کے خشکي راستے

خشکی راستہ سے بھي تجارت بہت زیادہ ہوتی تھی - تجارتی آساني کے خیال سے بڑی بڑی سڑکیں تعمیر کی جاتی تھیں - جنگی نقطہ نگاہ سے بھی یہہ سڑکیں کچھہ کم اہم نہ تھیں - کارومنڈل ساحل پر ایک بہت بڑی سڑک کوئی ۱۶۰۰ میل کی تھی - یہہ راس کماری تک جاتی تھي جسے چوڑدیو نے (۱۱۱۸-۱۰۷۰ع) بنوایا تھا - فوجی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت تھی - ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت پہلے موریہ راجاؤں کے زمانہ میں پاٹلی‌پتر سے افغانستان تک ۱۱۰۰ میل لمبی سڑک بن چکی تھی - معمولي سڑکیں تو ہر چہار طرف تھیں - (۲) خشکي راستہ سے صرف اندرونی تجارت نہ ہوتی تھی ' خارجي تجارت بھی ہوتی تھی - رائز ڈیوڈز نے لکھا ہے اندرونی اور بیرونی ' دونوں قسم کی تجارت دونوں راستہ سے ہوتی تھی - ۵۰۰ بیل گاڑیوں کے قافلہ کا ذکر پایا جاتا ہے - خشکی راستہ سے چین ' بابل ' عرب ' فارس وغیرہ ملکوں

---

(۱) ہر بلاس ساردا - ہندو سرپیریارٹي صفحہ ۳۶۴ -

(۲) ونے کمار سرکار کي کتاب متذکرہ بالا - صفحہ ۱۰۲-۱۰۳ -

کے ساتھ ہندوستان کی تجارت ہوتی تھی - (۱) انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ یوروپ کے ساتھ ہندوستان کا بیوپار مندرجہ ذیل راستوں سے ہوتا تھا -

۱ — ہندوستان سے پہلے مائرا نام کے شہر سے روم ہوتا ہوا شام کی طرف -

۲ — ہمالیہ کو پار کر کے آکسس ہوتے ہوئے بحر کاسپین اور وہاں سے وسط یوروپ - (۲)

ہندوستانی تجارت

ہندوستان سے زیادہ‌تر ریشم ' چھینٹ ' ململ وغیرہ مختلف قسم کے کپڑے ' اور ہیرا ' موتی ' مسالے ' مور کا پر ' ہاتھی دانت وغیرہ بہت بڑی مقدار میں غیر ملکوں کو روانہ کئے جاتے تھے - مصر کی جدید تحقیقات میں بعض پرانی قبروں سے ہندوستانی ململ نکلی ہے - اسی غیر ملکی تجارت کے باعث ہندوستان اتنا فارغ‌البال ہو گیا تھا - پلینی نے لکھا ہے کہ روم سے سالانہ نو لاکھ پونڈ (ایک کروڑ روپئے) ہندوستان میں آتے تھے - (۳) صرف روم سے چالیس لاکھ روپیہ ہندوستان میں کھنچے چلے جاتے تھے - (۴)

---

(۱) دی جرنل آف دی رائل ایشیا ٹک سوسائٹی سنہ ۱۹۰۱ ع -

(۲) انسائکلو پیڈیا برٹینکا - جلد ۱۱ - صفحہ ۴۵۹ -

(۳) پلینی - نیچرل ہسٹری -

(۴) انسائکلو پیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ - صفحہ ۴۶۰ -

میلے

ملک کی اندرونی تجارت میں مختلف میلوں اور تیرتھوں سے بہت فائدہ ہوتا تھا - تیرتھوں میں سب طرح کے تاجر اور گاہک آتے تھے اور وسیع پیمانہ پر خرید فروخت ہوتی تھی - آج بھی ہردوار، کاشی، اور پشکر وغیرہ تیرتھوں میں جو میلے لگتے ہیں اُن کی تجارتی وقعت کچھہ کم نہیں ہے -

صنعت و حرفت

فی زمانہ ہندوستان صرف زراعتی ملک ہے، لیکن پہلے یہہ حالت نہ تھی - یہاں صنعت و حرفت نے بھی خوب ترقی کی تھی - سب سے بیش قیمت دستکاری کپڑے بننا تھی - مختلف قسم کے کپڑے بنتے تھے - مہین سے مہین ململ، چھینٹ، شال، دوشالے، وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے - رنگ سازی کے فن میں لوگوں کو کمال حاصل تھا - نباتات سے مختلف قسم کے رنگ نکالے جاتے تھے - یہہ ایجاد بھی ہندوستان ہی کی ہے - نیل کی کاشت تو رنگ ہی کے لئے کی جاتی تھی - کپڑوں کی دستکاری تو اٹھارھویں صدی تک قائم تھی - یہانتک کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُسے بالکل غارت کر دیا -

لوہا اور دیگر معدنیات

لوہے اور فولاد کی صنعت میں ہندوستان نے حیرت انگیز ترقی کی تھی - کچے لوہے کو گلا کر فولاد بنانے کا

طریقہ اهل هند کو زمانہ قدیم سے معلوم تھا - زراعت کے سبھی اوزار اور حرب و ضرب کے اسلحہ قدیم سے بنتے چلے آتے تھے - لوهے کی صنعت تو اتنے فروغ پر تھی کہ مقامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد بھی فینیشیا بھیجا جاتا تھا - ڈاکٹر رائے نے لکھا ھے "دمشق کی تلواروں کی بڑی تعریف کی جاتی ھے ' لیکن فارس نے هندوستانیوں سے هی یہہ فن سیکھا تھا اور فارس سے عربوں نے اُسے حاصل کیا " - (۱)

هندوستان کے کمال آهنگری کی مثال قطب مینار کے قریب کا آهنی ستون ھے - اتنا بڑا ستون آج بھی یوروپ یا امریکہ کا بڑے سے بڑا کارخانہ نہیں بنا سکتا - اِس ستون کو بنے ڈیڑھہ هزار سال گزر گئے هیں ' پر وہ موسمی تغیرات کا دلیرانہ مقابلہ کر رہا ھے ' یہاں تک کہ اُس پر زنگ کا کہیں نام نہیں اور اس کی کاریگری تو اپنی نظیر نہیں رکھتی - دھار کا "جے استمبھہ ' (یعنی ستون فتح) بھی ایک قابل دید چیز ھے - مسلمانوں نے اسے مسمار کیا - اُس کا ایک کھنڈ ۲۲ فٹ اور دوسرا ۱۳ فٹ کا ھے - اس کا ایک چھوٹا سا تیسرا کھنڈ بھی مانڈو سے ملا ہوا ھے - اس زمانہ کے راجہ اپنی فتوحات کی یادگار میں ایسے ستون تعمیر کرایا کرتے تھے - لوهے کی صنعت کا ذکر کرتے ہوے مسز میننگ نے لکھا ھے کہ آج

---

(۱) هر بلاس ساردا - هندو سوپیریارٹی صفحہ ۳۵۵ -

بھی گلاسگو اور شیفیلڈ میں کچھہ سے بہتر فولاد نہیں بنتا – (۱) لوھے کے علاوہ دیگر معدنیات کا کام بھی بہت اچھا ھوتا تھا – سونے اور چاندی کے انواع و اقسام کے زیور اور ظروف بنتے تھے – ظروف کے لئے بیشتر تانبے کا استعمال ھوتا تھا – بھانت بھانت کے جواھرات کاٹکر سونے میں جڑے جاتے تھے – بودھہ زمانہ کے کچھہ ایسے سونے کے پتر ملے ھیں جن پر بودھہ جاتکیں (روائتیں) منقوش ھیں – اُن میں کئی ورق پنے اور ھیرے کے بنے ھوے ھیں اور پچی کاری کے طریقہ سے لگے ھوے ھیں – جواھرات اور قیمتی پتھر کی بنی ھوئی مورتیں دیکھنے میں آئی ھیں – اور ایسی ایک بلوریں مورتی تو اندازاً ایک فٹ اونچی پائی گئی ھے – پپراوا کے استوپ (مینار) میں سے بلور کا بنا ھوا ایک چھوٹے منہہ کا گول خوبصورت برتن نکلا ھے جس کے ڈھکن پر بلور کی خوبصورت مچھلی بنی ھوئی ھے – سونے کی بنی ھوئی کئی مورتیں اب تک موجود ھیں – پیتل یا ھشت دھات کی طرح طرح کی قابل دید اور جسیم مورتیں اب تک کتنی ھی مندروں میں موجود ھیں – اس سے یہہ ثابت ھوتا ھے کہ ھندوستان میں کہاں سے دھات نکالنے اور انھیں صاف کرنے کی ترکیب لوگوں کو معلوم تھی –

---

(۱) اینشنٹ اینڈ میڈیول انڈیا – جلد ۲ – صفحہ ۳۶۵ –

کانچ وغیرہ کی صنعت

دهاتوں کے علاوہ کانچ کا کام بھی یہاں بہت اچھا ہوتا تھا - پلینی نے "هندوستانی شیشہ کو سب سے اچھا کہا هے - کھڑکیوں اور دروازوں میں بھی کانچ لگتا تھا اور آئینے بھی بنائے جاتے تھے - هاتھی دانت اور سنکھ کی چوڑیاں وغیرہ بہت خوبصورت بنتی تھیں - اُن پر طرح طرح کی کاریگری بھی ہوتی تھی - ان کاموں کے لئے بہت مہین اوزار بنائے جاتے تھے - اسٹیورنس نے لکھا هے کہ هندوستان کے دستکار اتنے چھوٹے اور باریک اوزاروں سے کام کرتے هیں کہ اہل یوروپ ان کی چابکدستی اور صفائی پر متحیر ہو جاتے هیں - (۱)

حرفتی جماعتیں

صنعت اور حرفت پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اقتدار نہ تھا - اس زمانہ میں حرفتی جماعتوں (Guilds) کا رواج تھا - ایک پیشہ والے اپنی منظم جماعت بنا لیتے تھے - جماعت کے هر ایک فرد کو اس کے قواعد کی پابندی کرنی پڑتی تھی - یہہ پنچائت هی اشیاء کی پیداوار اور فروخت کا انتظام کرتی تھی - گاؤں یا ضلعوں کی سبھاؤں میں اِن کے قائم مقام بھی رهتے تھے جو ملک کی صنعت و حرفت کا دھیان رکھتے تھے - آئین بھی ان جماعتوں

(۱) اسٹیورنس کا سفر نامہ - صفحہ ۲۱۲ -

کے حقوق تسلیم کرتا تھا - یہہ جماعتیں صرف اہل حرفہ یا دستکاروں ہی کی نہ ہوتی تھیں - کاشتکاروں اور تاجروں کی جماعتیں بھی بنی ہوئی تھیں - گوتم ' منو اور برهسپتی (سنہ ۶۵۰ ع) کی اسمرتیوں میں کاشتکاروں کی پنچایت کا ذکر موجود ہے - گڈیریوں کی پنچایتوں کا حوالہ کتبوں میں پایا جاتا ہے - راجندر چول (گیارھویں صدی) کے زمانہ میں جنوبی ہند کے ایک گانوں کی گڈیریوں کی پنچایت کو ۹۰ بھیڑیں اس غرض سے دی گئی تھیں کہ وہ ایک مندر کے چراغ کے لئے روزانہ گھی دیا کرے - ایک کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وکرم چول کے زمانہ میں ۵۰۰ تاجروں کی ایک جماعت تھی - پنچایتوں کا یہہ طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا - بودھہ تذکروں میں بڑی بڑی پنچایتوں کے حوالے ملتے ہیں - گپت زمانہ میں اہل حرفہ کی بہت سی پنچایتیں موجود تھیں - ۴۶۵ ع میں تیلیوں کی ایک پنچایت کو مندر کا چراغ جلانے کا کام سونپا گیا تھا - اسی طرح کول ' گندھی ' دھانک وغیرہ پیشہ وروں کی پنچایتیں بھی قائم تھیں - یہہ پنچایتیں بینکوں کا کام بھی کرتی تھیں - ہندوستان کی تقریباً ساری تجارت اور صنعت انہیں پنچایتوں کے ذریعہ ہوتی تھی - (۱)

---

(۱) دی پولیٹیکل انسٹیٹیوشنز اینڈ تھیوریز آف دی ہندوز - صفحہ ۴۰-۵۰ -

سکے

سکوں کا کچھ مختصر تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا — پہلے ہندوستان میں تبادلہ کا رواج عام تھا — دوکاندار بھی تبادلہ ہی سے خرید فروخت کرتے تھے — سلطنت کی طرف سے اکثر اہلکاروں کو مشاہرہ بھی غلہ ہی کی صورت میں دیا جاتا تھا — سرکار بھی لگان غلہ ہی کی صورت میں لیتی تھی — اس انتظام کے باعث ہندوستان میں سکے بہت کم چلتے تھے — سکوں کی زیادہ ضرورت بھی نہ تھی — ہر ایک راجہ اپنے اپنے نام کا سکہ بنواتا تھا — سکے بیشتر سونے، چاندی یا تانبے کے ہوتے تھے — زمانہ قدیم میں بھی سکوں کا چلن تھا — لیکن اس وقت ان پر کوئی عبارت یا راجہ کا نام منقوش نہ ہوتا تھا — صرف ان کا وزن معین ہوتا تھا — ہاں، ان پر آدمی، جانور، پرند، سورج، چاند، دھنش، تیر، مینار، بودھی درخت، منگل، بجر، ندی، پہاڑ وغیرہ کی تصویر یا اور کسی قسم کے نشانات بنے ہوتے تھے — یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ سکے سرکار کی طرف سے بنتے تھے یا تاجروں یا پنچایتوں کی طرف سے —

سب سے قدیم سکے تیسری صدی قبل مسیح تک کے ملتے ہیں جو مالو قوم کے ہیں — ان کے بعد یونان، شک، کشن اور چھترپوں کے سکے ملتے ہیں — یہ سکے زیادہ خوبصورت اور کثیرالنقوش ہیں — ان کے سکے سونے، چاندی

اور تانبے کے ہوتے تھے - گپت خاندان کے راجاؤں نے سکہ سازی کی طرف خاص طور پر توجہ کی - یہی سبب ہے کہ ان کے سکے کثرت سے ملتے ہیں - سونے کے سکے گول اور منقوش ملتے ہیں اور ان میں سے بعض پر منظوم عبارت منقوش ہے - چاندی کے سکوں میں گپتوں نے بھی بے احتیاطی سے چھترپوں کی نقل کی - ایک طرف چھترپوں ہی جیسا سر اور دوسری طرف عبارت ہوتی تھی - گپتوں کے بعد چھٹویں صدی میں ہنوں نے ایران کا خزانہ لوٹا - اور وہاں سے ساسانیوں کے چاندی کے سکے ہندوستان لائے - وہی سکے راجپوتانہ ، گجرات ، کاٹھیاوار ، مالوہ وغیرہ صوبوں میں رائج ہو گئے اور پیچھے سے انہیں کی بھدی نقلیں یہاں بھی بننے لگیں - ان کی ہیئت بگڑتے بگڑتے یہاں تک بگڑی کہ راجہ کے چہرہ کا نقش گدھے کے سم سا معلوم ہونے لگا - اس لئے ان سکوں کا نام گدھیا پڑ گیا - ساتویں صدی کے قریب یہاں کے راجاؤں کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ ہرش ، گوھل بنسی ، پرھار بنسی ، تور بنسی ، ناگ بنسی ، (نرور کے) کاھڑوالوں ، راشتر کوٹوں ، (دکن کے) سولنکیوں ، جادووں ، چوھانوں (اجمیر اور سانبھر کے) ، اُدبھانڈپور (اوھند) ، وغیرہ راجاؤں کے سونے یا چاندی کے کتنے ہی سکے ملتے ہیں - لیکن ہر ایک راجہ کے نہیں ملتے - اس سے سکوں کے متعلق راجاؤں کی غفلت اور بے توجہی ثابت ہوتی ہے - یہی سبب ہے کہ سونے

وغیرہ میں آمیزش کرنے والوں کو سزا دینے کا ذکر تو موجود ہے لیکن راجہ کے حکم کے بغیر سکے بنانے والوں کے لئے کسی قسم کی سزا کا ذکر نہیں ہے - بعض اوقات راجہ کی منظور نظر رانی بھی اپنے نام کا سکہ مضروب کرتی تھی - اجمیر کے چوہان راجہ اجے دیو کی رانی سومل دیوی نے اپنے نام کے سکے چلائے تھے - مسلمانوں نے اجمیر پر قبضہ جمایا تو پہلے رائج ہندو سکوں کی نقل کی لیکن بعدہٗ انہوں نے اپنے سکے خود مضروب کرنا شروع کیا -

ہندوستان کی مالی حالت

ہندوستان اپنی زراعت، تجارت، حرفت اور معدنیات کی بدولت بہت مرفہ حال تھا - اس زمانہ میں کسب معاش کی زیادہ فکر نہ کرنی پڑتی تھی - شہری زندگی، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں، سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدیم باشندے بہت خوشحال تھے - تجارت برامد کی کثرت کے باعث ملک کی دولت روز بروز بڑھتی جاتی تھی - یہاں ہیرے، نیلم، موتی اور پنا کی کھانیں تھیں - مشہور کوہنور ہیرا بھی اس زمانہ میں ہندوستان میں تھا - پلینی نے ہندوستان کو ہیرے، موتی اور دیگر جواہرات کا مخزن کہا ہے - واقعہ یہی ہے کہ ہندوستان ہیرے، موتی، مونگے، لال، اور متعدد قسم کے دیگر جواہرات کے لئے مشہور تھا - سونا بھی یہاں

بہ افراط ہوتا تھا - لوہا ' تانبا اور سیسہ بہ کثرت نکلتا تھا - چاندی زیادہ تر دوسرے ملکوں سے آتی تھی اس لئے مہنگی ہوتی تھی - شروع میں سونے کی قیمت چاندی کی آٹھ‌گنی ہوتی تھی جو ہمارے زمانہ کے آخر تک سولہ گنی ہو گئی تھی -

ملک کی یہہ خوشحالی ہمارے زمانہ کے آخری حصہ تک قائم رہی - سومناتھہ کے مندر میں سونے اور چاندی کی کتنی ہی جواہر نگار مورتیں تھیں - قریب ہی ۲۰۰ من سونے کی زنجیر تھی جس کے ساتھہ گھنٹے بندھے ہوتے تھے - محمود غزنی اسی مندر سے ایک کرور سے زیادہ کی دولت لوٹ لے گیا - اِسی طرح قنوج اور متھرا وغیرہ مقامات سے بھی وہ بے تعداد دولت لے گیا - اگر ہندوستان کی معاصرانہ خوشحالی کا اندازہ مقصود ہو تو اس زمانہ کے بنے ہوے سیکڑوں عالی شان مندروں کو دیکھنا چاہئے جن کے کلس ' مورتیاں اور ستون سونے چاندی کے یا جواہر نگار ہیں -

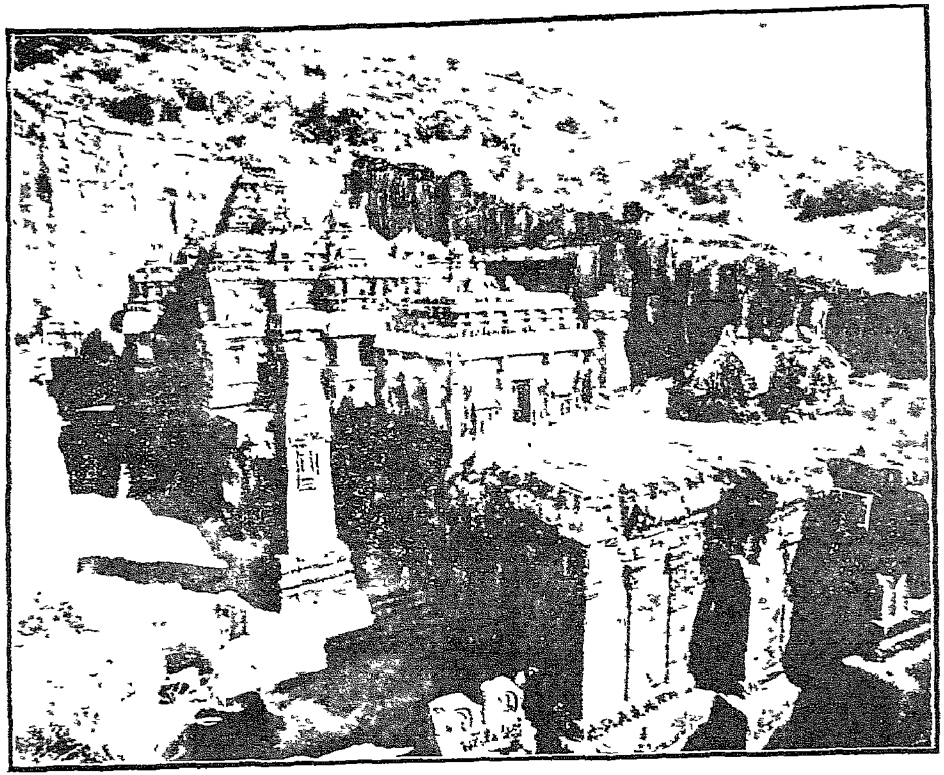
صنعت اور دستکاری

فن سنگتراشی کے چار حصے کئے جا سکتے ہیں - غار ' مندر ' ستون ' مورتی - ہمارے یہاں سنگتراشی کے فن کا نشو و نما مذہبی جذبات کے زیر اثر ہوا ہے - بودھہ مینار ' چیت اور بہار وغیرہ اس فن کے سبب سے قدیم محفوظ

کارنامے هیں - مہاتما بدهه کے نروان کے بعد ان کی لاش جلائی گئی اور معتقدین نے اس کی خاک کو لے جا کر اُن پر مندار بنوانے شروع کئے - بودهوں میں ان مندارون کا بہت احترام هونے لگا - رفتہ رفتہ کئی مندار تعمیر هوے جن کی صنامی قابل دید هے - مندار بهی مندر کی طرح پاک سمجها جاتا تها اور اُس کی چاروں طرف گلکاریوں سے آراستہ عالی شان دروازے ' اور بیرونی محراب وغیرہ بنائے جاتے تهے ' اور اُن کے چاروں طرف اُتنی هی خوشنما جنگلے لگائے جاتے تهے - ایسے منداروں میں سانچی اور بهرهت کے مندار خاص هیں جو عیسیٰ کے قبل دوسری یا تیسری صدی میں تعمیر هوئے هیں - اب تک اُن پر بودهه دهرم کے قابل پرستش نشانات ' دهرم چکر ' بودهی درخت (شجر معرفت) ' هاتهی وغیرہ ' اور بدهه کے پہلے جنم کے خاص واقعات بڑی خوبصورتی اور صفائی سے منقوش هیں -

غار

همارے یہاں پہاڑوں کو کاٹ کر دو طرح کی گپهائیں بنائی جاتی تهیں - چیت اور بہار - چیت کے اندر ایک مندار هوتا تها اور ایک وسیع دیوان جہاں عوام جمع هو سکیں - ایسی گپهاؤں میں کارلی کا ذکر کیا جا سکتا هے - بہار بودهه سادهوؤں اور بهکشوؤں کا مٹهه هوتا تها جس میں هر ایک بهکشو کے لئے الگ الگ کمرے بنے



(۱۸) ایلورا کا پہاڑی کیلاس مندر

صفحہ ۲۱۳

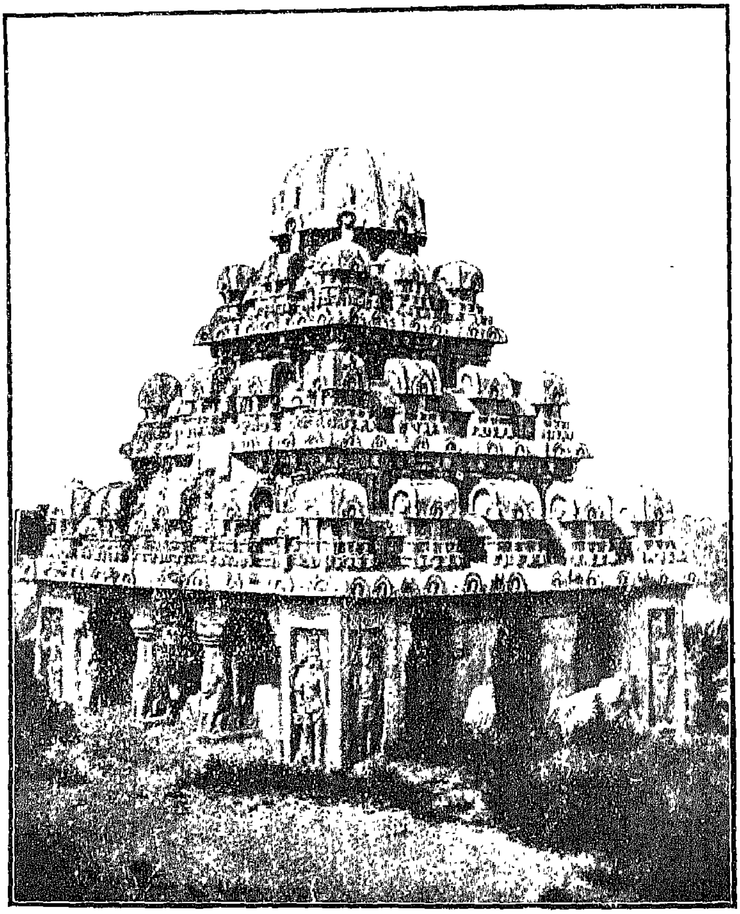
ہوتے تھے - ایسے غار خاص طور پر دکن میں ہیں جن میں اجنتا ' ایلورا ' کارلی ' بھاجا ' بھوسا وغیرہ خاص ہیں - دکن کے علاوہ کاٹھیاواڑ میں جوناگڑھ کے قریب ' راجپوتانہ میں ' جھالاوار راج میں ' کولوی اور ممالک متوسط میں دھمنار ' باگھہ وغیرہ ایسے مقامات ہیں - ان میں سے کئی گپھاؤں میں سنگتراشی کا کام اتنا خوبصورت اور نفیس ہے کہ ناظر حیرت سے انگشت بدندان رہ جاتا ہے - زیادہ‌تر گپھائیں بودھوں کی ہیں - جین اور ویدک دھرم سے متعلق گپھاؤں کی تعداد زیادہ نہیں - اکثر گپھائیں ہمارے زمانہ مخصوص سے قبل کی ہیں لیکن اجنتا کی بعض گپھائیں ' اور کولوی ' دھمنار اور باگھہ وغیرہ ہمارے زمانہ کے ابتدائی حصہ کی ہیں - یہہ سب گپھائیں ہندوستانی سنگ‌تراشی کے بہترین نمونے ہیں اور بڑے بڑے نقادان فن نے ان کے کمال کی داد دی ہے -

مندر

عیسوی سنہ کی ساتویں صدی سے بارھویں صدی تک سیکڑوں جینیوں ' اور ویدک دھرم کے معتقدوں یعنی برھمنوں کے مندر اب تک کسی نہ کسی حالت میں موجود ہیں - مقامی حالات کے مطابق ان مندروں کے طرز تعمیر میں بھی فرق ہے - کرشنا ندی سے شمال کی جانب اور ساری شمالی بھارت کے مندر آریہ طرز کے ہیں ' اور جنوب کی جانب دراوڑی طرز کے - جینوں اور برھمنوں

کے مندروں میں بہت کچھ یکسانیت پائی جاتی هے ' فرق صرف اتنا هے کہ جین مندروں میں ' ستونوں ' دیواروں اور چھتوں میں جین دهرم سے متعلق مورتیاں اور روائتیں منقوش هیں - برهمنوں کے مندروں میں اُن کے دهرم سے متعلق اکثر جینیوں کے خاص مندروں کی چاروں طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی هوتی هیں جن میں مختلف تیرتھنکروں کی مورتیں نصب کی جاتی هیں - برهمنوں کے خاص مندروں میں چاروں گوشوں پر چار چھوٹے چھوٹے مندر هوتے هیں - ایسے مندروں کو پنچایتی مندر کہتے هیں - برهمنوں کے مندروں میں خاص گربھہ گرہ هوتا هے جہاں مورتی نصب کی جاتی هے - اُس کے آگے منڈپ هوتا هے - جین مندروں میں کہیں کہیں دو منڈپ اور ایک لمبی چوڑی بهدی بهی هوتی هے - دونوں طرز کے مندروں میں گربھہ گرہ کے اوپر کنگرہ اور اُس کے سب سے اونچے حصہ پر ایک بڑا پہیہ هوتا هے جسے آملک کہتے هیں - آملک کے اوپر کلس رهتا هے - کلس هی میں جھنڈی هوتی هے جسے دهوج دنڈ کہتے هیں -

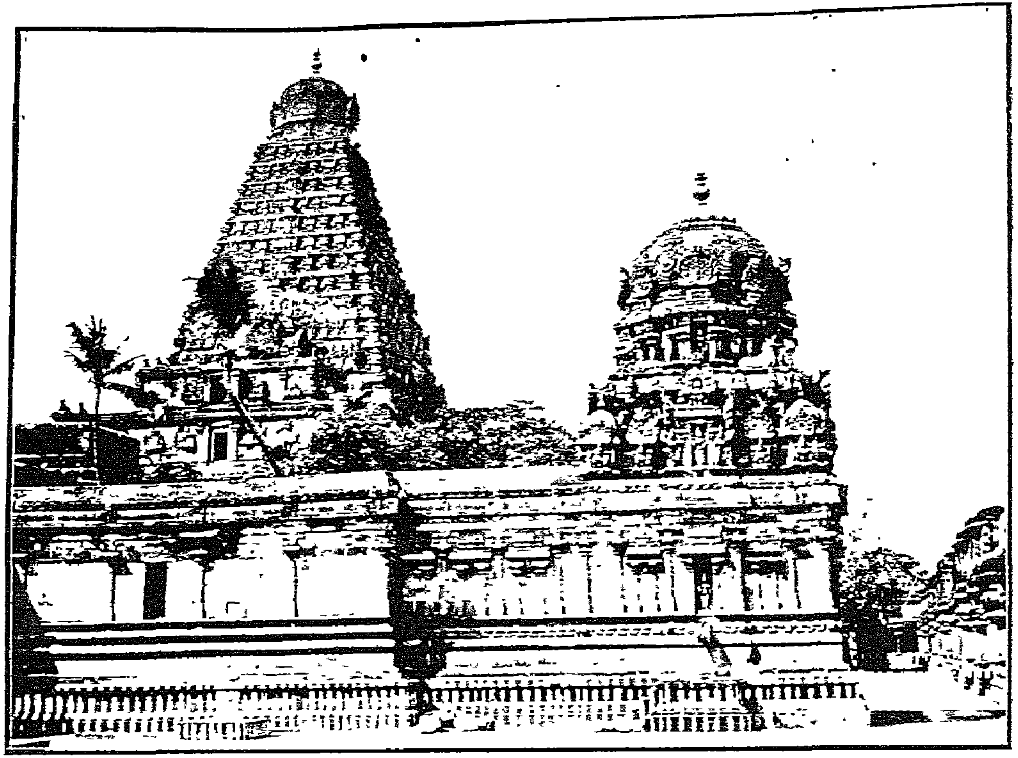
دراوڑ طرز کے کچھہ مندروں میں اس حصہ کے اوپر جہاں خاص مورتی نصب هوتی هے کئی منزلوں کا ایک چوکور منڈپ هوتا هے جسے بمان کہتے هیں - اس کی شکل بتدریج مخروطی هوتی جاتی هے یہاں تک کہ سب سے بالائی حصہ بہت چھوٹا رہ جاتا هے - دراصل اس بمان



(۱۹) دراوڑ نمونہ کے مندر کا دھرم راج راتھہ

[ماملو پورم]

صفحہ ۲۱۴



(۲۰) دراوڑ نمونہ کا ہندو مندر

[تانجور]

صفحہ ۲۱۵

کا اوپری حصہ چوکور مخروطی شکل کا ہوتا ہے - ان بمانوں کو آریہ طرز کے مندروں کے کنگرے کا قائم مقام سمجھنا چاہئے - گربھہ گرہ کے آگے منڈپ یا متعدد ستونوں کی وسیع جگہ ہوتی ہے اور مندر کے احاطہ کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازوں پر ایک بہت اونچا ' کوپل ' (گوپور صدر دروازہ) ہوتا ہے جس پر دیوی دیوتاؤں کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں - شمالی ہندوستان میں ' پشکر ' بندرابن وغیرہ تیرتھہ استھانوں میں رنگ جی وغیرہ کے نئے مندر بالکل دراوڑ طرز کے ہیں - دکن کے پوربی اور پچھمی سولنکی راجاؤں کے زمانہ کے مندر بھی زیادہ تر دراوڑ طرز کے ہیں - کچھہ خفیف سی ناہ شابہت ضرور پائی جاتی ہے - اسی بنا پر علما نے اُن مندروں کے لئے چالوکیہ طرز کا نام ایجاد کیا ہے - معلوم ہوتا ہے مغربی ہند کے کاریگر بھی ان مندروں کی تعمیر میں لگائے گئے تھے جس سے دراوڑ طرز میں آریہ طرز خلط ملط ہو گیا ہے - اس طرز کے مندر احاطہ بمبئی کے جنوبی حصہ یعنی کناڑی صوبہ سے نظام اور میسور راج تک ' جہاں چالوکیوں کی بادشاہت رہی ' کئی جگہ ملتے ہیں - نیپال کے کے شیو اور ویشنو مندر شمالی ہندوستان کے طرز کے ہیں - کچھہ مندر چینی طرز کے چرچھےدار اور کئی منزلوں کے بھی ہیں -

ہمارے زمانہ کے جدا جدا طرز کے سیکڑوں خوبصورت

مندر موجود هیں جن میں سے بعضوں کا حوالہ ذیل میں دیا جاتا هے -

آریہ طرز کے برهمنوں کے مندر ، بھونیشور ، (اڑیسہ میں) ، ناگدا اور باڈولی (ادےپور راج میں) ، چتوڑ گڑھ ، گوالیر ، چندراوتی (ریاست جھالاواڑ میں) ، اوسیاں (ریاست جودھپور میں) ، چندراوتی ، برمان (سروهی راج میں) ، کھجراهو (وسط هند میں) ، کنارک ، لنگ راج (اڑیسہ میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - اسی طرح آبو ، کھجراهو ، ناگدا ، مکت گری ، اور پالی تانا ، وغیرہ مقامات کے جین مندر بھارتی فن تعمیر کے اعلی نمونے هیں - دراوڑ طرز کے مندر مامل پور (چنگلی پٹ ضلع میں) ، کانجی ورم (کانچی) ، الورا ، تنجور ، بیلور (میسور ریاست میں) ، بادامی (بیجاپور ضلع میں) ، سری رنگم (ترچناپلی میں) ، اور سرون بیل گولا (حسن ضلع میں) ، وغیرہ مقامات میں هیں - فن تعمیر کے اعتبار سے یہہ مندر کتنے اعلی پایہ کے هیں یہہ علما کے ذیل کے اقتباسات سے ظاهر هوگا -

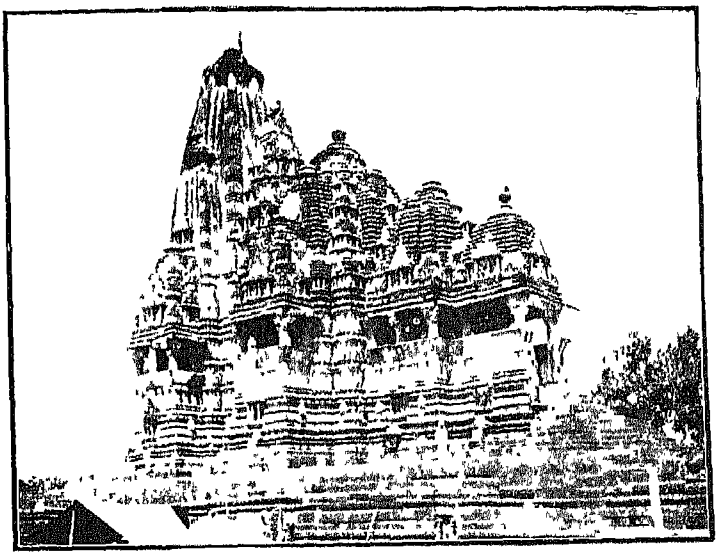
باڈولی کے مندر کی سنگتراشی کی تعریف کرتے هوے کرنل ٹاڈ نے لکھا هے : " اس کی حیرت انگیز اور بے مثال کاریگری کی داد دینی قلم کی طاقت سے باهر هے ، گویا کمال کا خزانہ لٹا دیا گیا هے - اس کے ستون ، چھت اور کنگرہ کا ایک ایک پتھر چھوٹے سے مندر کا نظارہ دکھاتا هے - هر ایک ستون پر نقاشی کا کام اتنا باریک



(۲۱) هویسل‌ایشور کے مندر کا باهری حصه

[هلیبڈ]

صفحه ۲۱۶



(۲۲) آریہ نمونہ کا ہندو مندر

[کھجراہو]

صفحہ ۲۱۷

ہے کہ اس کا ذکر ہی نہیں ہو سکتا " (۱) - ہندوستانی فن تعمیر کے مشہور ماہر مسٹر فرگوسن کہتے ہیں : " آبو کے مندروں میں ، جو سنگ مرمر کے ہیں ، ہندوؤں کی چھینی کی پر اعتقاد ریاضت نے ایسی باریک صورتیں نقش کی ہیں کہ ہر چند محنت اور کوشش کرنے پر بھی میں کاغذ پر اُن کی نقل نہ کر سکا " - (۲)

ھیلے بڈ کے مندر کی بابت ونسنٹ اسمتھ صاحب کہتے ہیں : " یہ مندر انسانی اعتقاد اور مذہبی جوش کا حیرت انگیز نمونہ ہے - اس کی گلکاریوں کے دیکھنے سے آنکھوں کو سیری نہیں ہوتی " (۳) - اسی مندر کے متعلق پروفسر اے اے میکڈانل کا بیان ہے کہ شاید ساری دنیا میں ایسا دوسرا مندر نہ ہوگا جس کے بیرونی حصہ میں اتنا نفیس کام کیا گیا ہو - نیچے کی مربع ہاتھیوں کی قطار میں دو ہزار ہاتھی بنائے گئے ہیں مگر ایک کی بھی صورت دوسرے سے نہیں ملتی - (۴)

متھرا کے قدیم مندروں کے بارے میں جو اب مسمار ہو چکے ہیں محمود غزنوی نے غزنی کے حاکم کو لکھا تھا کہ یہاں بے شمار مندروں کے علاوہ ایک ہزار مندر مسلمانوں کے

(۱) ٹاڈ راجستھان - جلد ۳ - صفحہ ۱۷۵۲-۵۳ -
(۲) پکچرسک السٹریشنس آف اینشنٹ آرکی ٹکچر ان ہندوستان -
(۳) ہسٹری آف فائن آرٹ ان انڈیا - صفحہ ۴۲ -
(۴) انڈیا پاسٹ - صفحہ ۸۳ -

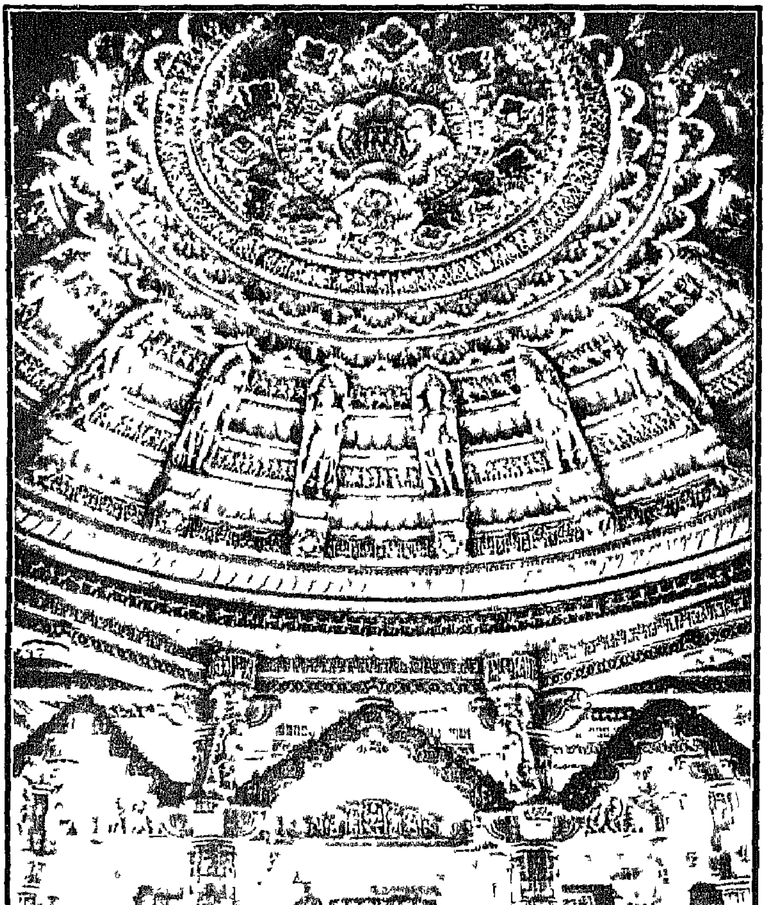
ایمان کی طرح مستحکم هیں - اُن میں سے کئی تو سنگ مرمر کے بنے ہوئے هیں جن کی تعمیر میں کروڑوں دینار خرچ ہوئے ہونگے - ایسی عمارتیں ۱۰۰ سال میں بھی تیار نہیں ہو سکتیں - (۱)

ستون

دهلی ' پریاگ ' سارناتھ وغیرہ کے اشوک کے بنوائے ہوے ستون هندوستانی فن تعمیر کی یادگاروں میں سب سے قدیم هیں - یہہ کوہ پیکر ستون ایک هی پتھر سے کاٹے گئے هیں اور اُن پر جلا اتنی خوبصورت هے کہ اس کا بیشتر حصہ آج تک قائم هے - فی زمانا پتھر پر اتنی مضبوط پالش کرنا غیر ممکن سا معلوم ہوتا هے - ان ستونوں کے بالائی حصہ پر نقش و نگار سے آراستہ کلغیاں تھیں - چوٹی پر کہیں ایک اور کہیں چار شیر بنے ہوے تھے - ایسے دو تین ٹکڑے اب تک موجود هیں جو اُس زمانہ کے کمال سنگتراشی کی شہادت دے رهے هیں - اشوک کے بعد بیس نگر کا مشہور ستون ' مہرولی (دهلی سے ۱۳ میل) کا مشہور آهنی ستون اور دیگر تعمیرات هیں جو همارے دور مخصوص سے قبل کی هیں - همارے دور کے ستون میں دو عظیم‌الشان ستون مندسور کے قریب سوندنی موضع میں هیں - انہیں راجہ یشودهرمن نے اپنے فتوحات کی

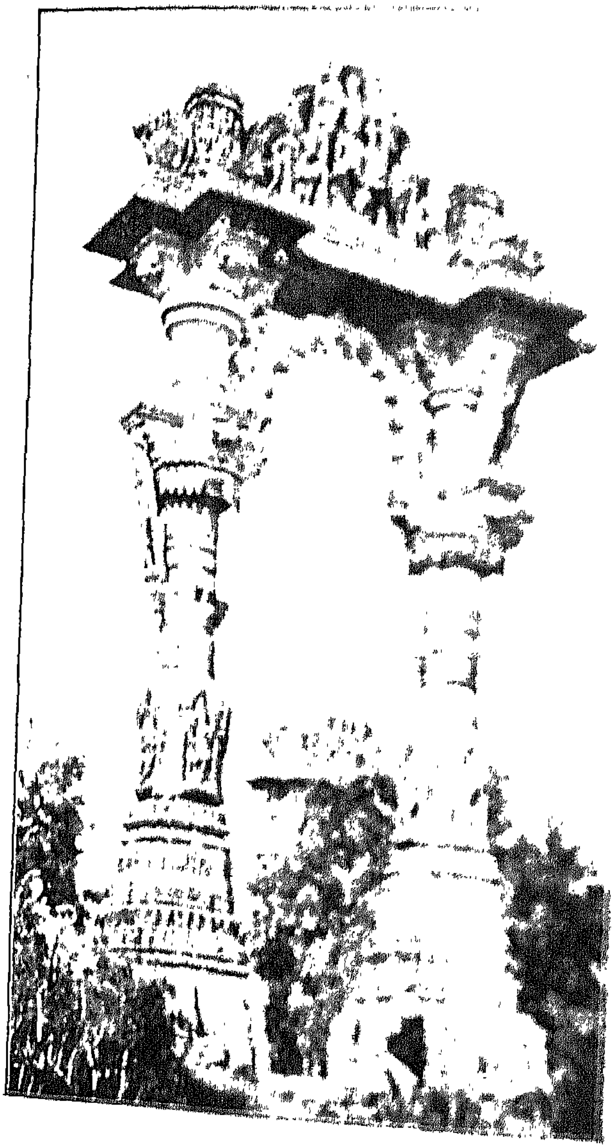
---

(۱) برگ - فرشتہ - جلد ۱ - صفحہ ۵۸-۵۹ -



(۲۳) آبو کے جین مندر کا گنبج اور دروازہ

صفحہ ۲۱۸



منبر في أحمدآباد

یادگار میں بنوایا تھا - یہہ دونوں ستون ایک هی پتھر سے نہیں بنائے گئے هیں ' بلکہ کئی تکڑے ایک دوسرے پر جما دئے گئے هیں - آج کل وہ کھڑے نہیں ' بلکہ زمین دوز هو رهے هیں - یشودهرمن کے ستونوں کے علاوہ مختلف مقامات پر هزاروں ستون یا تورن موجود هیں ' جن میں کچھہ مندروں کے سامنے نصب هیں ' اور کچھہ مندروں هی میں لگے هوے هیں - اُن کی صناعی کا اندازہ دیکھنے هی سے هو سکتا هے -

مورتیں

بڑی بڑی مورتوں کے بننے کی سب سے قدیم شہادت کوتلیہ (چانکیہ) کے ارتھہ شاستر (اقتصادیات) میں ملتی هے - لیکن دست برد روزگار سے بچی هوی مورتوں میں سب سے قدیم یوسف زئی ' یا قندهار سے نکلی هوئی مختلف قامتوں کی بدهہ کی مورتیاں هیں - متھرا کے کنکالی ٹیلے والی جین مورتیں اور راجہ کنشک کی بنوائی مورتیں بھی بہت قدیم هیں - یہہ سب عیسوی سنہ کی پہلی صدی کے قریب کی هیں - هندوؤں کے بھاگوت فرقہ کے بشنو مندر قبل مسیح کی دوسری صدی میں موجود تھی - یہہ بات بیس نگر (بدشا) اور نگری (چتوڑ سے سات میل شمال میں) کے کتبوں سے واضح هے - بیس نگر کے متذکرہ بالا عظیم‌الشان ستون کے کتبے سے پایا جاتا هے کہ " راجہ اینٹی آکلیڈس کے زمانہ میں پنجاب کے رهنے والے دیہ (Dion) کے بیٹے

ہیلیوڈورس (Heliodoros) نے جو بھاگوت (ویشنو) تھا دیوتاؤں کے دیوتا باسدیو (وشنو) کا یہہ "گروڑ دھوج" بنوایا - اشومیدھہ یگیہ کرنے والے پاراشری کے بیٹے سربتات نے نارایِن‌بٹ نامی مقام پر بھگوان سنکرشن اور باسدیو کی پوجا کے لئے پتھر کا مندر بنوایا - بودھوں میں مورتی پوجا کا رواج مہایان فرقہ کے ساتھہ عیسی کی پہلی صدی میں شروع ہوا، لیکن مورتی پوجا کی متذکرہ بالا دونوں مثالیں عیسیٰ سے قبل کی ہیں - اِسی طرح عیسوی سنہ کی چھٹویں صدی تک کی سیکڑوں مورتیاں ملی ہیں جن کا ہمارے مخصوص زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہمارے دور کی بھی ہزاروں ہندو اور جین دیو مورتیاں ملتی ہیں اور کلکتہ، لکھنؤ، پیشاور، اجمیر، مدراس، بمبئی وغیرہ کے عجائب خانوں میں، نیز مندروں میں موجود ہیں - یوں ہی کئی راجاؤں اور دھرم آچاریوں کی مورتیں بھی ملتی ہیں - ان مورتوں کے کمال صناعی کا بڑے بڑے نقادوں نے اعتراف کیا ہے - لیکن یہہ یقینی امر ہے کہ عیسوی سنہ کی بارھویں صدی کے نصف ثانی سے سنگتراشی کے فن کا انحطاط شروع ہوا اور جتنی خوبصورت مورتیں پہلے بنتی تھیں اُتنی پیچھے نہ بن سکیں -

ہندوستانی فن تعمیر کے متعلق یہاں چند علما کی رایوں کا اقتباس بے موقع نہ ہوگا -

مسٹر ہیول نے لکھا ہے : "کسی قوم کے کمال فن کا

صحیح اندازہ کرنے کے لئے یہہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُس نے دوسروں سے کیا لیا ھے ' بلکہ یہہ سوچنے کی ضرورت ھے کہ اس نے دوسرے قوم والوں کو کیا سکھلایا ھے - اس اعتبار سے دیکھا جاے تو ھندوستانی فن تعمیر کا درجہ یوروپ اور ایشیا کے تمام دیگر طرزوں سے اونچا ھے - قدیم یادگاروں کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ھے کہ فن تعمیر کا کوئی بھی طرز نہ تو کامل طور پر وطنی ھے اور نہ ایسی جس پر دوسرے ملکوں سے کچھہ سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی ھو - یونان اور اٹلی کا فن تعمیر بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ھے - ھندوستان نے جو کچھہ غیر ملکوں سے سیکھا ھے اُس کا صد چند غیر ملک والوں کو سکھلایا ھے " (۱) -

مسٹر گریفتھہ کا قول ھے : " غاروں کو غائر مطالعہ کرنے پر ایسا کہیں بھی میرے دیکھنے میں نہیں آیا کہ کاریگر نے پتھر کو ضرورت سے شمہ بھر بھی زیادہ کاٹا ھو " (۲)

پروفیسر ھیرن لکھتے ھیں : " مربع ستونوں کی نقاشی ' اور نسواتی شکل کے ستونوں کی تعمیر میں ھندو قوم یونان اور مصر سے کہیں بڑھہ چڑھکر ھے (۳) - ھیول صاحب فرماتے ھیں : " ھندوستانی طرز کی مورتوں میں جو عمق ' جو

---

(۱) ھیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۶۹ -
(۲) دی پینٹنگس ان دی بدھسٹ کیو ٹمپلس آف اجنتا -
(۳) ھر بلاس شاردا - ھندو سوپیریارٹی - صفحہ ۳۴۳ -

معنویت اور جو قوت اظہار ھے وہ یونان کے مجسموں میں نہیں نظر آتی - (۱)

نظریات کی ترقی

همارے دور زیر بحث میں نظریات میں بہت ترقی هو چکی تھی - اس صنف کی کئی کتابیں آج بھی موجود هیں - ابھی تھوڑا هی زمانہ هوا راجہ بھوج کی تصنیف کردہ "سمرانگن سوتردھار" ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیف شائع هوئی ھے - اس سے واضح هوتا ھے کہ اُس زمانہ میں حیرت انگیز نظری ترقیاں هو چکی تھیں - اس کتاب میں شہر، قلعہ، وغیرہ کی تعمیر کے لئے موزوں مقام و محل، اس کی چاروں طرف خندق کھودنے، راجاؤں کے خاص خاص قسم کے محلات، باغیچے اور مورتیاں وغیرہ بنانے کے مفصل اور مشرح اصول و قواعد درج کئے گئے هیں - مگر یہاں هم خوف طوالت سے انہیں نظر انداز کرتے هیں -

نظریاتی ترقیاں

اس کتاب کے اکتیسویں باب میں اوزاروں کا نہایت اہم تذکرہ ھے - اُس میں مختلف قسم کے صدها اوزاروں اور آلات کا بیان کیا گیا ھے - ان میں سے بعض کا هم ذیل میں ذکر کرتے هیں :-

---

(۱) هیول - انڈین اسکلپچر اینڈ پینٹنگ - صفحہ ۱۳۴ -

آلات کے ذریعہ آفتاب کی گردش اور ستاروں کی رفتار بتلائی جاتی تھی - مصنوعی انسان آلات کے ذریعہ باہم لڑتے، چلتے پھرتے اور بنسی بجاتے تھے - چڑیوں کی سی آواز نکالنے والے لکڑی کے پرندے کنگن اور کنڈل وغیرہ بنانے کا بھی اس میں حوالہ ہے - لکڑی کے ایسے انسان بنائے جاتے تھے جو ڈوری کے ذریعہ ناچتے، لڑتے اور اور چوروں کو پیٹتے تھے - مختلف طرز کے خوشنما فوارے لگائے جاتے تھے - ایسے نسوانی مجسمے بنائے جاتے تھے جس کے سینہ، ناف، آنکھ اور ناخن سے فوارے نکلتے تھے - قلعوں کی حفاظت کرنے والے آلات حرب بھی بنائے اور چلائے جاتے تھے - باغوں میں مصنوعی آبشاریں بھی بنائی جاتی تھیں - زمانہ جدید کے "لفٹ" (اوپر چڑھنے کی کل) جیسے آلہ کا ذکر بھی اُس میں ہے جس کے ذریعہ لوگ ایک منزل سے دوسری منزل پر پہونچ جاتے تھے - ایک ایسی پتلی بنائی جاتی تھی جو چراغ میں تیل کم ہوجانے پر اُس میں تیل ڈال دیتی تھی اور خود تال سے ناچتی تھی - ایک ایسی مصنوعی ہاتھی کا ذکر ہے جو پانی پیتا جاے پر پتہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں جاتا ہے - اس قسم کے کتنے ہی عجیب و غریب آلات کا ذکر اس میں کیا گیا ہے - لیکن سب سے زیادہ متحیرالعقل اور مہتم بالشان امر جس کا ذکر آیا ہے وہ فضا میں چلنے والے بمان یا ہوائی تخت ہیں - بمان کے متعلق واضح طور پر لکھا ہے کہ وہ مہا بھنگ نام کی لکڑی کا بنایا جاے، اُس میں پارے کا آلہ

رکھا جائے - اُس کے نیچے آگ سے بھرا ہوا ایک آتشدان
ہو اس پر بیٹھا ہوا آدمی پارے کی طاقت سے آسمان میں
اُڑتا ہے - اس تذکرہ سے قیاس ہوتا ہے کہ گیارھویں صدی
میں اِن آلات کا بنانا لوگوں کو معلوم تھا ، یہاں عام طور پر اس کا
رواج نہ تھا - اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ ہمیں
اور بھی کتنے ہی آلات کے بنانے کا علم ہے ، لیکن اس
سے کوئی خاص فائدہ نہیں اس تصنیف سے اِمعاصرانہ
فنی اور علمی ادب پر بہت صاف روشنی پڑتی ہے -
اسی صنف کی بہت سی کتابوں کا ذکر ہم ادبیات کے
ضمن میں کر چکے ہیں -

فن تصویر

هندوستان جیسے گرم ملک میں کاغذ یا کپڑے پر
کھنچی ہوئی تصویریں بہت عرصہ تک نہیں قائم رہ سکتیں -
اسی لئے یہاں سنہ ۱۲۰۰ ع سے قبل کی تصویریں نہیں
ملتیں - کتنی ہی کتابوں میں مضمون کے متعلق تصاویر
ہیں لیکن وہ سب ہمارے زمانہ مخصوص سے بہت بعد
کی ہیں - اُس زمانہ کی رنگین تصویریں وہی ہیں جو
گپھاؤں کی دیواروں کو کھود کر بنائی گئی ہیں - وہی
ہمارے اس دور اور اس سے قبل کی مصورانہ کمالات کی
یادگار ہیں - اب تک چار گپھاؤں کا پتہ ملا ہے - اس اعتبار سے
اجنتا کی گپھا کو سب پر فوقیت ہے - یہہ گپھائیں ریاست

حیدرآباد میں ضلع اورنگ‌آباد کے ایک اجنتا نامی موضع سے شمال مشرق کی طرف چار میل پر پہاڑوں میں کھدی ہوئی ہیں - ان میں ۲۴ بہار (مٹھہ) اور ۵ چیت (وہ شاندار عمارت جس میں مینار ہوتے ہیں) بنے ہوئے ہیں جن میں سے ۱۳ میں دیواروں ' اندرونی چھتوں یا ستونوں پر تصویریں منقوش ہیں - تصویر کھینچنے کے پہلے پتھر پر ایک قسم کا پلاستر لگاکر چونے جیسے کسی چیز کی گھٹائی کی گئی ہے اور تصویریں نقش کی گئی ہیں - یہہ سب گپھائیں ایک ہی وقت میں نہیں بنی ہیں - قیاساً تیسری صدی سے ساتویں صدی کے آخر تک ان کا سلسلہ برابر جاری رہا - تصاویر کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے - کئی تصویریں ہمارے دور سے قبل کی ہیں ' لیکن زیادہ‌تر تصویریں ہمارے دور کے آغاز یا اُس سے کچھہ ہی قبل کی معلوم ہوتی ہیں - ان تصاویر سے اس زمانہ کی هندوستانی تصویرنگاری کے پایہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - ان تصویروں میں گوتم بدھہ کے واقعات زندگی اور ماتری پوشک جاتک ' وشوانتر جاتک ' شق دانت جاتک رو رو جاتک ' اور مہا هنس جاتک ' وغیرہ بارہ جاتکوں میں بیان کی ہوئی روایتیں جو بدھہ کی سابقہ زندگیوں سے متعلق دکھائی گئی ہیں - ان کے علاوہ مذہبی تاریخ اور لڑائیوں کے نظارے ' تمدنی اور ملکی مناظر بھی دکھائے گئے ہیں ' باغچوں ' جنگلوں ' رتھوں ' راج درباروں ' ہاتھی '

گھوڑے، ہرن، وغیرہ جانوروں، ہنس وغیرہ پرندوں، اور کمل وغیرہ پھولوں کی بے شمار تصویریں بنی ہوئی ہیں - ان کو دیکھنے سے ناظر کی آنکھوں کے سامنے ایک ایسے ڈراما کا منظر پیش ہو جاتا ہے جس میں جنگلوں، شہروں، باغیچوں، اور محلسراؤں میں، راجہ، سورما، تپسوی، ہر ایک درجہ و حال کے مرد، عورت، آسمانی فرشتے، گندھرب، اپسرا، کنر، اپنے اپنے پارٹ کھیل رہے ہیں - ایسی صدہا تصاویر میں سے ہم ایک تصویر کا ذکر اس خیال سے کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض تصاویر کا زمانہ معین کرنے میں مدد ملے - مؤرخ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ شاہ خسرو ثانی کے سنہ جلوس ۳۲ (مطابق سنہ ۶۲۶ ع) میں اُس کا سفیر راجہ پلکیسی کے پاس خط اور تحفے تحائف لیکر گیا اور پلکیسی کا سفیر خط اور تحفے لیکر خسرو کے پاس پہونچا تھا - اُس وقت کے دربار کا منظر گپھا کی ایک دیوار میں یوں پیش کیا گیا ہے - راجہ پلکیسی گدی سے آراستہ سنگھاسن پر بیضاوی تکئے کے سہارے بیٹھا ہوا ہے، گرد پیش چنور اور پنکھا جھلنے والی کنیزیں اور دیگر خدام بیٹھے یا کھڑے ہیں - راجہ کے مقابل بائیں طرف تین مرد اور ایک لڑکا خوبصورت موتیوں کے زیورات پہنے بیٹھے ہوئے ہیں - قیاساً یہہ لوگ ولی عہد، یا راجہ کے بھائی اور مشیران خاص ہونگے - راجہ اپنا داہنا ہاتھہ اٹھا کر ایرانی سفیر سے کچھہ کہہ رہا ہے - راجہ کے سر پر مکٹ (تاج)، گلے میں بڑے بڑے

موتیوں اور ہیروں کی ایک لڑی کنٹھی اور اس کے نیچے خوبصورت جڑاؤ کنٹھا ہے - دونوں ہاتھوں میں بازو بند اور کڑے ہیں ' انار کی جگہ پچ لڑی موتیوں کی مالا ہے جس میں گرہ کی پانچ بڑے بڑے موتی ہیں - کمر میں جواہرنگار کمربند ہے - پوشاک میں نصف ران تک کچھنی ہے ' باقی سارا جسم برہنہ ہے - دکھنی لوگ جیسے دوپٹے کو سمیٹ کر گلے میں ڈال لیتے ہیں اسی طرح ایک دوپٹہ کندھے سے ہٹاکر پیچھے کے تکیہ پر پڑا ہوا ہے ' اور اس کے دونوں سمٹے ہوئے کنارے گدی کے آگے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں - اس کا جسم قوی ' اعضا متناسب اور رنگ گورا ہے - (چہرہ کا چونا اکھڑ گیا ہے ' اس سے وہ نظر نہیں آتا -) دربار میں جتنے ہندوستانی مرد ہیں ان کے جسم پر وہی آدھی ران تک کچھنی کے سوا اور کوئی لباس نہیں نظر آتا ' اور نہ کسی کے ڈاڑھی یا مونچھہ ہے - کمر سے لگاکر آدھی ران یا اس سے کچھہ نیچے تک عورتوں کا جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے ' اور بعض کے سینے پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی ہے - باقی سارا جسم کھلا ہوا ہے - یہاں کی قدیم تصاویر میں عورتوں کے سینے اکثر کھلے ہوئے نظر آتے ہیں ' یا اس پر ایک پٹی بندھی ہوتی ہے - یہہ پرانا رواج ہے - شری مد بھاگوت میں بھی اس کا ذکر آیا ہے (۱) - ایرانی سفیر راجہ کے مقابل

(1) तदंग संग प्रमुदा कुलेंद्रियाः केशांदुकूलं कुचपट्टिकां वा ।
नांजः प्रतिव्यो ढुमलें व्रजस्त्रियो विस्तृत मालाभरणाः कुरूद्वह ॥

کهڑا اس کی طرف تکتکی لگائے موتیوں کی کئی لڑیں یا کئی لڑیوں کی مالا هاتهه میں لئے اُسے نذر کر رها هے - راجه اس سے کچهه کهه رها هے - سفیر کے پیچهے دوسرا ایرانی بوتل سی کوئی چیز لئے کهڑا هے ' جس کے پیچهے ایک تیسرا ایرانی تحائف سے بهری هوئی کشتی لئے هوئے هے - اُس کے پیچهے چوتها ایرانی پیٹهه پهیر کر ایک دوسرے ایرانی کی طرف دیکهه رها هے جو باهر سے کوئی چیز هاتهه میں لئے دروازے میں آ رها هے - اس کے پاس ایک ایرانی سپاهی کمر میں تلوار لگائے کهڑا هے ' اور دروازے کے باهر ایرانیوں کی جماعت میں دیگر افراد اور گهوڑے کهڑے هیں - ایرانیوں اور هندوستانیوں کی پوشاک میں زمین اور آسمان کا فرق هے ' هندوستانیوں کا قریب قریب سارا جسم برهنه هے - ایرانیوں کا سارا جسم ڈهکا هوا هے - ان کے سر پر اونچی ایرانی ٹوپی هے ' کمر تک انگرکها ' چست پاجامه ' اور کئی ایک کے پیروں میں موزے بهی هیں - ڈاڑهی موچهه سب کے تهے - ایرانی ایلچی کے گلے میں بڑے بڑے موتیوں کی ایک لڑی ' پاندار کنٹهی ' کانوں میں موتیوں کے آویزے ' اور کمر میں مرصع کمربند هے - دوسرے ایرانیوں کے جسم پر کوئی زیور نہیں هے - دربار میں فرش پر پهول بکهرے هوئے هیں - راجه کے سنگهاسن کے آگے اُگالدان پڑا هوا هے اور چوکیوں پر پاندان وغیرہ ظروف سرپوشوں سے ڈهکے رکهے هوئے هیں (۱) - قیاساً یهه

(۱) دی پینٹنگس آف اجنٹا - جان گریفتهه - پلیٹ نمبر ۵ -

تصویر سنہ ۶۲۶ ع کے بعد ہی بنی ہوگی -

اجنتا کی تصویریں کامل‌الفن استادوں کی بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ان میں اعضا کا تناسب ' خط و خال ' انداز و ادا ' وضع و قطع ' زلف و کاکل ' رنگ روپ دکھانے میں مصور نے کمال کیا ہے - علاوہ ہذا چرند و پرند ' گل و برگ وغیرہ بھی اسی کمال فن کی شہادت دیتے ہیں - کئی تصویریں جذبہ‌نگاری میں بے مثل ہیں - چہرہ سے دل کی کیفیت صاف عیاں ہوتی ہے - مختلف رنگوں اور ان کی آمیزش میں بھی مصور نے کمال کیا ہے - تصاویر سے عمیق مشاہدہ فطرت اور صحیح ذوق حسن کا پتہ چلتا ہے - ان صفات کے بغیر کوئی انسان ویسی تصویریں نہیں کھینچ سکتا - انہیں اوصاف سے متاثر ہو کر زمانہ حال کے مبصرین نے بھی ان تصاویر کی کھلے دل سے داد دی ہے - مسٹر گریفتھ نے بستر مرگ پر پڑی ہوئی ایک رانی کی تصویر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے " رقت و درد کے اظہار اور کیفیت باطن کے عیاں کرنے میں ساری دنیائے تصویر میں اس سے بہتر تصویر نہیں مل سکتی - فلورنس کے اساتذہ چاہے خاکہ اچھا کھینچ سکیں ' وینس کے مصور چاہے رنگ اچھا بھر سکیں ' لیکن جذبہ‌نگاری میں ان میں سے ایک بھی اس کا ہمسر نہیں - تصویر کی کیفیت یوں ہے :—

رانی کا سر جھکا ہوا ہے ' آنکھیں نیم باز ہیں ' اور جسم

خستہ هو رها هے - وہ بستر مرگ پر اس انداز سے بیٹھی هوئی هے اُس کی ایک کنیز هلکے هاتھوں سے اُسے سنبھالے هوے کھڑی هے ' اور ایک دوسری مٹفکر چہرہ بنائے اُس کا هاتھ یوں پکڑے هوئے هے گویا نبض دیکھ رهی هو - اس کے بشرہ سے اس کے دل کا درد اور اضطراب جھلک رها هے گویا اُسے معلوم هے کہ میری رانی کی روح قفس عنصری سے جلد پرواز کرنے والی هے - ایک دوسری لونڈی پنکھا لئے هوے کھڑی هے اور دو مرد بائیں طرف سے اُس کی طرف دیکھ رهے هیں - ان کے چہرے بھی اُداس هیں - نیچے فرش پر اُس کے عزیز و یگانے بیٹھے هوے هیں جو اس کی زندگی سے مایوس هو کر غم میں ڈوبے هوے هیں - ایک عورت هاتھ سے اپنا منھ ڈھانپے زار و قطار رو رهی هے -

اِن تصاویر کے کمال سے فن تصویر کے کئی ماهروں پر اتنا اثر پڑا کہ انہوں نے اُن کی نقلیں کیں اور ان کی تنقید کتابوں کی صورت میں شائع کروائی - چند سالوں کے اندر ایسی کئی تنقیدیں شائع هو چکی هیں -

اجنتا کی گپھاؤں میں جو بودھ روایتیں منقوش هیں اُن کے دیکھنے سے واضح هوتا هے کہ اِن کے بنانے والوں نے امراوتی ' سانچی ' بھرهت وغیرہ کے میناروں کی دیواروں پر بنی هوئی روایتوں اور قندهاری طرز کی سنگتراشی کے

نمونوں کا غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے کیونکہ دونوں میں بڑی یکسانیت ہے -

اسی طرح گوالیر راج کے امجھیرا ضلع میں موضع باگھہ کے قریب کی کپھاؤں میں بھی بہت سی رنگین تصاویر ہیں جو قیاساً عیسوی کی چھٹویں یا ساتویں صدی میں بنی ہوں گی - اجنتا کی تصاویر کی طرح یہہ تصویریں بھی بہمہ صفت موصوف ہیں - ان تصاویر کی بھی نقلیں ہو گئی ہیں ، اور ان پر ایک کتاب شائع ہو چکی ہے - لندن تائمس نے ان تصاویر کا تبصرہ کرتے ہوے لکھا ہے کہ یوروپ کی تصاویر کمال کے اس راجہ تک نہیں پہونچ سکیں - دیلی تیلیگراف کا بیان ہے کہ کمال فن کے اعتبار سے یہہ تصاویر اتنے اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی - اِس کا رنگ بھی بہت اچھا ہے ، مناظر حیات کے پیش کرنے اور باطنی کیفیات کے اظہار کے اعتبار سے یہہ تصویریں لاثانی ہیں اور حسن تہذیب کا اونچا معیار پیش کرتی ہیں - محض اتنا ہی نہیں ، اُن میں عالمگیر صداقت اور تاثیر بھری ہوئی ہے -

کچھہ عرصہ ہوا سِتّن نواسل میں جو کرشنا ندی کے جنوبی کنارے پر پدو کوتا سے نو میل شمال مغرب کی جانب ہے ایک مُندر کا پتہ لگا ہے جو ایک پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا ہے - اس میں بھی کچھہ ایسی ہی تصویریں ہیں - ان تصاویر کو سب سے پہلے تی اے ،

گوپی ناتھ راؤ نے دیکھا – قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ تصویریں پلّو فرمانروا مہندر ورما اول کے زمانہ میں (ساتویں صدی کے آغاز) میں بنائی گئی ہوں گی – اس مندر کی اندرونی چھتوں، ستونوں اور دیواروں پر یہ تصویریں بنی ہوئی ہیں – یہاں کی خاص تصویر تقریباً برامدے کی ساری چھت کو گھیرے ہوے ہے – اس تصویر میں ایک تالاب، خوشنما کنولوں سے پر نظر آتا ہے – پھولوں کے بیچ میں مچھلیاں، ہاس، بھینسے، ہاتھی اور تین سادھو ہاتھ میں کنول لئے دکھائی دیتے ہیں – اُن سادھوؤں کے جسم کا تناسب، اُن کا رنگ اور حسن دیکھ کر منھ سے بے اختیار داد نکل جاتی ہے – ستونوں پر ناچتی ہوئی عورتوں کی تصویریں بھی ہیں – اس مندر میں اردھ ناریشور، گندھربوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی ہیں – اردھ ناریشور جٹا، مکٹ اور کنڈل پہنے ہوے ہیں – ان کی آنکھوں سے تقدس کی شعاعیں نکل رہی ہیں – ان تصویروں میں بعض کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے تاہم تصاویر کی خوبصورتی میں فرق نہیں آنے پایا – ان میں سے بعض تصاویر شائع بھی ہو چکی ہیں – ممالک متوسط کی ریاست سرگوجا میں رام گڑھ پہاڑی پر ایک گپھا ہے – اُسے جوگی مارا کہتے ہیں – اس کی چھت میں بھی چند تصویریں بنی ہوئی ہیں جو ہمارے دور کے آغاز کے قریب کی ہیں –

اِن چاروں مقامات میں جو قدیم تصویریں ملی ہیں وہی ہمارے دور یا اس سے کچھ قبل کے فن تصویر کے

بچے کھچے نمونے هیں - تعجب تو یہہ هے کہ ایسے گرم ملک میں بھی یہہ تصویریں بارہ تیرہ صدیوں تک زمانہ کے هاتھوں سے محفوظ رهیں اور بگڑتے بگڑتے بھی کم و بیش اچھی حالت میں موجود هیں - انھیں سے همارے فن تصویر کی ترقی کا کچھہ اندازہ کیا جا سکتا هے -

هندوستاني فن تصویر کا دوسرے ملکوں پر اثر

اس زمانہ کے بعد چھہ صدیوں تک هندوستانی تصویر کی تاریخ پر تاریکی کا پردہ پڑا هوا هے - اِس زمانہ کی کوئی تصویر دستیاب نہیں - مگر چینی ترکستان کے صوبہ ختن، دن‌دن‌یولک اور میرن نامی مقامات میں دیواروں، لکڑی کے تختوں یا ریشم کے کپڑوں پر جو تصویریں ملی هیں ان پر هندوستانی تصویر کا رنگ صاف نظر آتا هے - وہ چوتھی صدی سے گیارھویں صدی تک کی قیاس کی جا سکتی هیں - جیسے لنکا میں هندوستانی تہذیب پھیلی هوئی تھی اُسی طرح وسط ایشیا میں ترکستان یا اس سے اور آگے تک هندوستانی تہذیب کا اقتدار تھا - اور هندوستان کے مختلف علوم و فنوں کی وهاں اشاعت هو گئی تھی -

هندوستاني فن تصویر کي خصوصیت

هندوستانی اور مغربی فن تصویر کے رنگ جدا جدا هیں - مغربی فن تصویر کا معیار حسن هے' هندوستانی فن تصویر کا محسوسات باطن - همارے اهل کمال حسن

ظاہر کے نازبردار نہیں - وہ اُس کی باطنی کیفیات کا اظہار کرنا ہی اپنے فن کا معراج سمجھتے ہیں - ظاہر میں جو حقیقت مستور ہے اس کو عیاں کر دینا ؛ اُس کا پردہ کھول دینا ہمارے مصوروں کا اصلی نصب العین ہے - اشیا کی شکل و صورت سے انہیں زیادہ غرض نہ تھی - وہ اپنی تمامتر توجہ اس کی اندرونی اور معنوی خوبیوں پر صرف کرتے تھے - مسٹر ای ' بی ' ہیول نے لکھا ہے " یوروپ کی تصویریں پربریدہ سی معلوم ہوتی ہیں ' کیونکہ اہل یوروپ صرف حسن مادی کے شیدا تھے - ہندوستانی فن تصریر حقیقی کیفیات اور ملکوتی جذبات کی ترجماں ہے " (۱) - بنگال کا جدید رنگ اجنتا کے قدیم طرز کی طرف جھکا ہوا ہے -

فن موسیقی

یوں تو قدیم ہندوستان ہر قسم کے علوم و فنون میں بام رفعت پر پہونچ چکا تھا - مگر فن موسیقی میں تو اس نے انتہائی کمال حاصل کر لیا تھا علماء حال نے موسیقی کے جو ارکان تسلیم کئے ہیں وہ سب ویدک زمانہ میں یہاں موجود تھے - اس زمانہ میں کئی قسم کی بینا ' جھانجھہ ' بنسی ' مردنگ ' وغیرہ باجے مستعمل ہوتے

---

(۱) انڈین اسکلپچرس اینڈ پینٹنگس - صفحہ ۸۸ -

تھے - ویدک کتابوں میں مختلف قسم کی بینا کے نام ملتے ہیں، جیسے بینا، کانڈ بینا، (۱) اور کرکری (۲)، وغیرہ - جھانجھہ کو آگھاتی (۳) یا آگھاٹ (۴) کہتے تھے - اور اس باجے کا استعمال ناچ کے وقت ہوتا تھا - مردنگ وغیرہ چمڑے سے مڑھے ہوے باجے آڈمبر (۵)، دندبھی (۶)، بھوم دندبھی (۷) وغیرہ ناموں سے مشہور تھے - علماء حال نے تحقیق کیا ہے کہ ہندوستانی مردنگ وغیرہ باجے تک علمی اصولوں کے مطابق بنائے جاتے تھے - مغربی علما کا قول ہے کہ تار کے سازوں کا استعمال اُسی قوم میں ہونا ممکن ہے جس نے فن موسیقی میں کمال حاصل کر لیا ہو - تار والے باجوں میں بینا سب سے اچھی مانی گئی ہے - اور ویدک زمانہ میں اُس کا عام استعمال یہی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نغمہ نے بہت ترقی حاصل کر لی تھی حالانکہ دنیا کی دوسری قومیں تہذیب کے آستانے پر بھی نہ پہونچی تھیں -

---

(۱) کاٹھک سنگھتا ۳۴-۵ -

(۲) رگوید ۲-۴۳-۳ - اتھرو وید ۴-۳۷-۴ -

(۳) ایضاً ۱۰-۱۴۶-۲

(۴) اتھرو وید ۴-۳۷-۴

(۵) باجسنیئي سنگھتا ۳۰-۱۹

(۶) رگوید ۱-۲۸-۵ -

(۷) تیتریه سنگھتا ۵-۹-۳-۷ -

زمانہ قدیم میں هندوستان کے راجے اور رئیس فن موسیقی کا بڑا احترام کرتے تھے اور اپنے لڑکوں کو اس کی تعلیم دلواتے تھے — پانڈوؤں نے بارہ سال کی جلا وطنی کے بعد جب ایک سال تک چھپ کر رہنے کی شرط پوری کی تو ارجن نے برہمن نلا کے بھیس میں راجہ ورات کی لڑکی اُترا کو گانا سکھانے کی خدمت قبول کر لی تھی — پانڈو خاندان کے راجہ جنمیجے کا لڑکا اُدین جس کو بتسراج بھی کہتے تھے یوگندھرہ راین وغیرہ وزرا پر سلطنت کا بار ڈال کر خود بینا بجانے اور شکار و سیر میں محو رہتا تھا — وہ اپنی بینا کی خوش الحانی سے هاتھیوں کو قابو میں کر لیتا تھا اور جنگل سے پکڑ لاتا تھا — ایک بار وہ اجین کے راجہ چنڈ مہا سین (پردیوت) کے هاتھ میں پھنس گیا جو اُس کا جانی دشمن تھا — چونکہ وہ فن نغمہ میں ماہر تھا راجہ چنڈ مہاسین نے اُسے اپنی لڑکی باسودتا کو گانا سکھانے پر مامور کیا — ان دو مثالوں سے یہہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے راجے گانے کے شائق هوتے تھے اور اِس فن کے استادوں کو اپنے دربار میں رکھ کر ان کی قدر کرتے تھے — راجہ کنشک کے دربار کا مشہور شاعر اشوگھوش فن موسیقی کا بھی ماہر تھا — گپت خاندان کا راجہ سمدر گپت پریاگ کے ستون پر جو عبارت منقوش کرائی ہے اُس میں اپنے کو فن نغمہ میں تمبرو اور نارد سے بڑھ کر رکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ایک قسم کے سکوں پر جو تصویر منقوش ہے اُس میں وہ ایک باجا

بجا رہا ہے - وکرم سمبت کی پانچویں صدی میں ایران کے بادشاہ بہرام گور کا ہندوستان سے بارہ ہزار کلاونتوں کو ایران بھیجنا ، جس کا ذکر ایران کی تاریخ میں موجود ہے ہندوستانیوں کے نغمہ‌دانی کا کافی ثبوت ہے - (۱)

ہمارے دور میں نغمہ کے فن نے خوب قدم بڑھائے - رقص کا ہماری مجلسی زندگی میں خاص حصہ تھا - عورتوں کو ناچنے کی خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی - ہرش چرت سے ظاہر ہے کہ راج‌شری کو ناچنا سکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا - خود ہرش کے ناٹک رتناولی میں رانی نے 'پریہ درشکا' کو نغمہ کے تینوں ارکان کے سکھانے کا انتظام کیا تھا - ہرش کے عہد حکومت میں رقص‌گاہوں اور سرورخانوں کے موجود ہونے کا ذکر ہے - راجاؤں کے دربار میں ناچ اور گانا ہوتا تھا - بان نے ہرش کے دربار میں مردنگ بجانے والوں ، ناچنے والوں ، حمد کی گیت گانے والوں کا ذکر آیا ہے - بھکتی مارگ کے ساتھ فن موسیقی کی بھی خاص ترقی ہوئی - فن موسیقی کی کتابوں اور اُس کے اساتذہ کا تذکرہ ادبیات کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے - کئی باتوں میں مغربی موسیقی ہندوستانی موسیقی سے مشابہ ہے - اس پر رائے زنی کرتے ہوئے سر ولیم ہنٹر نے لکھا ہے " نشانات نغمہ ہندوستان سے ایران میں ، پھر عرب

---

(۱) تاریخ راجپوتانہ - جلد ۱ - صفحہ ۲۹-۳۰-

میں اور وهاں سے گائڈو ڈی اریزو (Guido d' Arezzo) نے عیسوی کی گیارھویں صدی میں یوروپ میں اُسے رائج کیا (۱) – پروفیسر ویبر کی بھی یہی رائے ھے – ایلی ولسن لکھتی ھیں " هندوؤں کو اس امر کا غرور ھونا چاهئے کہ ان کے نشانات نغمہ سب سے قدیم ھیں " – (۲)

(۱) ولیم هنٹر – انڈین گزیٹیر – انڈیا – صفحہ ۲۲۳ –

(۲) Short Account of the Hindu Systems of Music, p. 5.

انڈکس

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ

صفحہ